

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

توضیح الحکایت



تذکرۃ المشائخ



علامہ ڈاکٹر خلیل احمد قادری

برکاتی پبلشرز

کھارادر کراچی

Click For More Books

توضیح الحدیث

فی شرح

مضامین حدیث

مؤلف

ڈاکٹر خلیل احمد قادری عفی عنہ

ناشر

برکاتی پبلشرز کھارادر کراچی

Click For More Books

جُمْلہ حقوق محفوظ

نام کتاب _____ توضیح الحدیث فی شرح مضامین حدیث
مصنف _____ ڈاکٹر خلیل احمد قادری
ناشر _____ برکاتی پبلشرز کراچی۔
قیمت _____

ملنے کا پتہ

ضیاء الدین پبلیکیشنز

نزد شہید مسجد کمارادر کراچی۔

Click For More Books

فَإِذْكُرْ إِنْ نَفَعْتَ الذِّكْرَى

فہرست مضامین توضیح الحدیث

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	۷
۲	شکر باری تعالیٰ	۱۰
۳	دُعائے خلیل بدرگاہِ ربِّ جلیل	۱۱
۴	فروع	۱۲
۵	حمد — روشن ہے تجھ پہ خود تو یہ اظہار کیا کرے	۱۳
۶	نعت — خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم	۱۴
۷	” بجز تیرے در کے کہاں ہے ٹھکانہ	۱۵
۸	” صبا کے ہاتھ	۱۶
۹	فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۷
۱۰	نکتے	۱۸
۱۱	مقدمہ توضیح الحدیث	۲۱
۱۲	فتنہ انکارِ حدیث	۲۲
۱۳	شارع علیہ السلام	۲۴
۱۴	عمل کا ثواب نیت اور اخلاص پر مبنی ہے	۲۸
۱۵	اعمال کا ثواب نیت اور اخلاص پر مبنی ہے	۵۳

Click For More Books

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۶	آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُم دِیْنَکُمْ کی تفسیر	۶۴
۱۷	توبہ کا بیان	۷۸
۱۸	وسوسے منافی ایمان نہیں	۸۱
۱۹	ناشکری کفرانِ نعمت ہے	۸۳
۲۰	متفرق احادیثِ مبارکہ	۸۴
۲۱	ہمت - جھوٹ - غیبت - فحش گوئی	۸۹
۲۲	روزے داروں کے لیے بابِ رِیّان	۹۰
۲۳	بچوں کے روزے کا بیان	۹۱
۲۴	متواتر روزہ رکھنے کے بیان میں	۹۲
۲۵	جو دصال کے بکثرت روزے رکھے اسے سزا دینے کے بیان میں -	۹۵
۲۶	سحری تک دصال کرنے کے بیان میں	۹۶
۲۷	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت	۹۸
۲۸	جنت کے دروازے	۱۰۱
۲۹	جمعہ کے دن قبولیتِ دعا کی ساعت	۱۰۲
۳۰	جب کوئی رات کو نماز نہیں پڑھتا تو شیطان اس کے سر کی گدی میں گرہ لگا دیتا ہے -	۱۰۳
۳۱	جب کوئی سوتا رہتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا تو شیطان اس کے کانوں میں پیشاب کر دیتا ہے -	۱۰۴

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۱۰۵	زلزلوں اور قیامت کی نشانیوں کے متعلق	۳۲
۱۰۵	حدیث قرن الشیطان	۳۳
۱۰۶	نزول بارش پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیے	۳۴
۱۰۷	کوئی شخص بالذات یہ نہیں جانتا کہ بارش کب آئے گی سوائے خدا کے۔	۳۵
۱۰۸	اللہ کے نیک بندوں کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے	۳۶
۱۰۹	کسوف و خسوف کا بیان	۳۷
۱۱۳	صاحب شریعت مختارِ کل صلی اللہ علیہ وسلم	۳۸
۱۱۶	فضائلِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۳۹
۱۲۱	دائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم	۴۰
۱۲۵	نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم	۴۱
۱۲۹	عذابِ قبر کا باعث	۴۲
۱۳۱	پیشاب سے نہ بچنا گناہِ کبیرہ ہے	۴۳
۱۳۵	کیا ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے	۴۴
۱۳۶	قبر پر پھول ڈالنا جائز ہے	۴۵
۱۳۷	قبر کے پاس تلاوتِ قرآن پاک جائز ہے	۴۶
۱۴۰	انبیاءِ کرام علیہم السلام کے حواس کی کیفیت	۴۷
۱۴۲	میت کے حق میں دعا کرنا	۴۸
۱۴۲	فاسق بدعتی کو سید وغیرہ کہنا ممنوع ہے	۴۹

Click For More Books

تہ شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۵۰	بیوی کا اپنے خاوند کے بلانے پر نہ جانے کی حرمت کا بیان	۱۴۲
۵۱	حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو قاضی بنا کر بھیجنا	۱۴۳
۵۲	اذکار الہی کا بیان	۱۴۴
۵۳	دُعائے خلیل بہ بارگاہِ رَبِّ خلیل	۱۵۰
۵۴	مناجات	۱۵۱



Click For More Books

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

توضیح الحدیث

پیش لفظ

حضور پر نور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری امت کے فائدے کے واسطے دین کے کام کی چالیس حدیثیں سنائے گا اور یاد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن عالموں اور شہیدوں کی جماعت میں اٹھائے گا اور فرمائے گا کہ جس دروازے سے چاہو جنت میں داخل ہو جاؤ۔

احادیث کے عظیم الشان ثواب کے لیے سینکڑوں علمائے امت نے اپنی اپنی طرز میں چہل حدیث لکھیں جو مفید عام ہوئیں۔

میری کم علمی ضعیفی ناتوانی اور حوصلہ سے یہ ممکن نہیں لگا رہا تھا کہ میں اتنے بڑے کام کو تکمیل کر سکوں۔ لیکن حب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے فرمان کے تحت اس بندے حقیقہ سرا یا تقصیر نے توضیح الحدیث کو اس نیت سے مرتب کروں کہ ہر عام و خاص فرد اس سے مستفید ہو تو مناسب معلوم ہوا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کے چند مفصل اور چند مختصر احادیث مبارکہ کا ایک گلاستہ بنا کر پیش

Click For More Books

کردوں۔ تاکہ پڑھنے والے ان کو یاد بھی کر سکیں اور عمل بھی کر سکیں۔

حضور سید عالم نور مجتہم صلی اللہ علیہ وسلم طیب و طاهر اور معصوم رسول ہیں جن کا نام نامی اسم گرامی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جن کی زبان مرضی الہی کی ترجمان جن کا نطق نطق خدا جن کا حکم حکم خدا ہے مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ جَن کی شان، جو مکررین محور شریعت امر و نہای و معصوم رسول ہیں جن کا قول بھی معصوم فعل بھی معصوم اور وہ خود بھی معصوم ہیں۔ آپ پوری کائنات کے لیے روشنی کا مینار ہیں۔ دین بھی وہی۔ ایمان بھی اور قرآن بھی وہی ہے۔

نگاہِ عشق وستی میں وہی اول وہی آخر

وہی قرآن، وہی ایمان، وہی لیس، وہی ظہر

قرآن کیا ہے؟

اِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ۔

(الحاقة: ۵)

”بیشک یہ قرآن ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں اور کسی شاعر کی

بات نہیں۔“

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ

(پ: ۱۳: مغل)

”ہم نے آپ پر یہ ذکر قرآن نازل کیا تاکہ آپ واضح طور پر بیان کر دیں

جو ان کی طرف اترا۔“

پس حضور نے قرآن کے اجمال کی جو توضیح اور اس کے اصولوں کی جو تبیین فرمائی

اس کا نام سنت ہے۔ بخاری شریف سنت نبویؐ کا تہایت معتبر اور پاکیزہ

مجموعہ ہے پوری دنیا کے لیے مشعل راہ ہے توضیح الحدیث صرف چند سنت نبویہ

Click For More Books

کے بغیر و ترجمانی ہے

ایمان ہے قال مصطفائی
قرآن ہے حال مصطفائی

احقر وضعیف العباد

ڈاکٹر خلیل احمد قادری عفی عنہ

۱۰ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ / مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۹۹ء
دن دسواں رات گیارہویں / بروز ہفتہ



Click For More Books

شکرِ باری تعالیٰ

شکر صد شکر بیتا یا ہمیں انسان تُو نے
اُمتِ خیر میں داخل کیا سبحان تُو نے
زینت افزائے ملائکہ کئے جبریل امین
چرخ کو تاروں سے فرمایا درخشاں تُو نے
کعبۃ اللہ کو قبلوں پہ فضیلت بخشی
سب جہینوں میں مُعْتَز کیا رمضان تُو نے
کیلۃُ القدر سے راتوں کی بڑھائی عزت
جمعہ سے اور دنوں کو کیا ذی شان تُو نے
خُلد کو حور سے رونق دی زمین کو گل سے
ذاتِ احمد سے کیا نبیوں پہ احسان تُو نے
فخر کرتا ہے نصیبہ پہ سدا یہ غلیل
اپنے محبوب کا بیتا یا ثنا خواں تُو نے

Click For More Books

دُعا خلیل بدر گاہِ ربّ سبیل

لطف کر مجھ پر خدا یا مُصطفیٰ کے واسطے
صحت و آرام کامل دے مجھے امراض سے
نامہ اعمال سے میرے سیاہی محو کر
چھوڑ جائیں جبکہ اقرباً مجھ کو گورتنگ میں
گورتنگ قمار یک کو کر دے تو روشن فراخ
جب بحرین آئیں پر سش کو میری قبر میں
پار کر دے مجھ کو پل صراط سے مانندِ نسیم
مشکلات سخت جو درپیش ہوں روزِ حشر
نامہ اعمال سیدھے ہاتھ میں دے اے خدا
دو جہاں میں سرخرو رکھ مجھ کو اپنے فضل سے
غیر کا محتاج نہ کر خالق و رازق مجھے
نشنگی سے روزِ حشر مجھے محفوظ رکھ
کر مُشرفِ مجھ کو دیدارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا
جو کردل میں التجا تجھ سے وہ سب ہوستجاب

بخش دے میرے گناہ خیر الوری کے واسطے
اے حکیم دو جہاں اپنی شفا کے واسطے
روسیہ کیجو رسولِ رہنما کے واسطے
دے کشایش وہاں الہی محبتی کے واسطے
ہادی راہِ صِدِّے بدر الدجہ کے واسطے
جواب کر تلقین شفیع دوسر کے واسطے
مُصطفیٰ کے واسطے آلِ عبا کے واسطے
سہل و آساں کر سبھی مشکل کشا کے واسطے
آلِ داد و داد رسولِ کبریا کے واسطے
چار یار شہنشاہ انبیا کے واسطے
انبیاءِ اولیاءِ اقیاء کے واسطے
قاسم کوثر جنابِ مُصطفیٰ کے واسطے
اپنے افضال و کرم لطف و عطا کے واسطے
درجا بابت کا کشادہ رکھ دُعا کے واسطے

و امین امید بھر میرا گلِ مقصود سے
اس گلِ گلزارِ قربِ کبریا کے واسطے

فروع

خُدا نے بختا ہے وہ آپ کے آستاں کو فروغ
ہے مدح گوئی سے جس کے دل و زباں کو فروغ

رچا ہے ہر گل و غنچہ میں رنگِ محبوبی
آپ کی ذات سے گلشنِ جہاں کو فروغ

لکھا ہے ہر در و دیوارِ جنت پر آپ کا نام
حُصولِ نورِ نبوت سے ہے جہاں کو فروغ

خُدا کا شکر ہے خلیلِ ہزار احسان ہے
ہوا ہے وصفِ نبی سے میرے بیاں کو فروغ



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ح

روشن ہے تجھ پہ خود تو یہ اظہار کیا کرے

خود گم ہو تجیر میں تو گفتار کیا کرے
تجھ سے طلب کرے نہ طلبگار کیا کرے
واحد ہے احد ہے اور یہ اقرار کیا کرے
غلمان و حور خلد کا گلزار کیا کرے
پھر وہ بیاں آپ کے اسرار کیا کرے
توحید ختم حد ہے تو تکرار کیا کرے
رحمت کا منتظر نہ ہو تو سیاہ کار کیا کرے
بندہ نواز بندہ گنہگار کیا کرے
محو ہے تجھ میں یہ تیرا دیدار کیا کرے
اے بے نیاز تجھ سے یہ تکرار کیا کرے

اس جلوہ لاثانی کا اظہار کیا کرے
بندہ غریب و مقلس و نادار کیا کرے
ہمسرنہ ثانی تیرا نہ کوئی نظیر ہے
عاشق کے واسطے تیرا دیدار خلد ہے
شانِ جلالی اور جمالی جو دیکھ لے
اک لفظ کن ہی جب تیرے کوئین کا نمود
کوشش تو خاص لوگوں کی درگاہیں تیری
صوم و صلاۃ تقویٰ نہیں جب یہ عرض ہے
وارفتہ جنوں کی تو حالت عجیب ہے
بندے بے بس جبین تیری دگاہ میں رکھی

خلیل ہے منتظر تیری رحمت کا اے رحیم
روشن ہے تجھ پہ خود تو یہ اظہار کیا کرے

نعت خیر البشر علیہ السلام روضہ اقدس رہے میری نظر کے سامنے

جلوہ نور الہی ہو نظر کے سامنے
روضہ اقدس رہے میری نظر کے سامنے
دست بستہ رہتے تھے عالی گہیر کے سامنے
یوں ہجوم عاشقاں ہو ان کے در کے سامنے
لے کے کیا منہ جاؤں گا خیر البشر کے سامنے
جلوہ فرما آپ ہوں خستہ جگر کے سامنے

جبکہ میں پہنچوں شہ جن و بشر کے سامنے
یہ تمنا ہے خداوند دو عالم سے
انبیا و اولیا حورو ملائک جن و انس
نیم بسمل سے تڑپتے ساتھ میں احباب ہوں
شرم آتی ہے گناہوں کی بہت ہوں میں خجل
قبر میں احباب رکھیں جس گھڑی یا شاہ دین

یا خدا خدیک مرے جا کر مدینہ پاک میں
دفن ہو یہ روضہ خیر البشر کے سامنے

Click For More Books

بجز تیرے در کے کہاں ہے ٹھکانہ

مدینہ میں پھر یا شاہِ طیبہ بلانا
سنہری جالیاں سبز گنبد دکھانا
حبیبؐ ہو اگر تیرا روضہ پر جانا
میرا قصہ غم سب اُن کو سنانا
عجب حال ہے دردِ فرقت سے میرا
مبارک ہو یہ مذہبِ رہ عاشقانہ
زلینجا ہوئی حُسنِ یوسف پر شیدا
حبیبِ خدا تم پر شیدا زمانہ
پلا دے لے جامِ عرفانِ وحدت
تو مشربِ بنا دے میرا عارفانہ
کرے کس سے فریاد جا کر یہ خلیل
بجز تیرے در کے کہاں ہے ٹھکانہ

Click For More Books

صبا کے ہاتھ

ہے شرم نام و تنگ میری مصطفیٰ کے ہاتھ
اور ہاتھ مصطفیٰ کے ہیں رب العالی کے ہاتھ
دکھلا دے مجھ کو روضہ پر نور اے خدا
کرتا ہوں صبح و شام دعائیں اٹھا کے ہاتھ
مشتاق دید رتبہ اصحاب کیا سکھ
ہاتھوں میں ان کے آئے حبیب خدا کے ہاتھ
کیونکر لگیں نہ ہاتھ مضامین سے لغتِ
پہنچے ہیں عرش پر میرے فہم و ذکا کے ہاتھ
بیتاب سے خلیل ہجرت زدہ حضور
خطِ فراق دیتا جو ہوتے صبا کے ہاتھ



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فرمانِ رسول اللہ ﷺ

ایرالمونین حضرت علی ابن ابی طالب کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میری امت میں چودہ خصلتیں پیدا ہوں تو اس پرستش نازل ہونا شروع ہو جائیں گی دریافت کیا گیا یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں؟ فرمایا:

- ۱۔ جب سرکاری مال ذاتی ملکیت بنا لیا جائے
- ۲۔ امانت کو مالِ غنیمت سمجھا جائے
- ۳۔ زکوٰۃ حرام نہ محسوس ہونے لگے
- ۴۔ شوہر بیوی کا مطیع ہو جائے
- ۵۔ بیٹا ماں کا نافرمان ہو جائے
- ۶۔ آدمی کی عزت اس کی برائی کے ڈر سے ہونے لگے
- ۷۔ آدمی دوستوں سے بھلائی کرے اور باپ پر ظلم ڈھائے
- ۸۔ مساجد میں شور مچایا جائے
- ۹۔ قوم کا ردیل ترین آدمی اس کا سربراہ ہو جائے
- ۱۰۔ نشہ اور اشیاءِ کھلم کھلا استعمال کی جائیں
- ۱۱۔ مرد ابریشیم پہنیں
- ۱۲۔ آلاتِ موسیقی کو اختیار کیا جائے
- ۱۳۔ رقص و سرور کی محفلیں سجائی جائیں
- ۱۴۔ اس وقت کے لوگ، اگلی پھرین طعن کرنے لگیں

تو لوگوں کو چاہیے کہ پھر وہ سرِ وقت عذابِ الہی کے منتظر رہیں خواہ وہ سرخ اندھی کی شکل میں یا اصحابِ سبت کی طرح صورتیں مسخ ہونے کی شکل میں ہو (ترمذی باب علامات الساءۃ)

Click For More Books

نکات

بچے

پانچ خصلتیں بچوں میں ایسی ہیں۔ جو اگر بڑوں میں ہوں تو ابدال کے درجہ کو پہنچ جائیں :

- (۱) غم روزی کا نہیں رکھتے
- (۲) بھوکے ہوتے ہیں تو خدا کی شکایت نہیں کرتے
- (۳) جب آپس میں لڑتے ہیں تو کینہ اور بغض نہیں رکھتے
- (۴) جب ڈرتے ہیں تو آنکھوں سے آنسو بہاتے ہیں
- (۵) روزی کا ذخیرہ نہیں کرتے

کتنے

سات عادتیں کتوں میں ایسی ہیں جو کاملوں کی ہیں :

- (۱) بھوکا رہنا یہ عادت صاحبین کی ہے۔
- (۲) رات کا جاگنا یہ عادت زاہدین کی ہے۔
- (۳) باوجود جو درد جفا کے اپنے مالک کا ساتھ نہ چھوڑنا یہ عادت مریدین کی ہے۔
- (۴) اس کی جگہ سے اُسے اٹھا کر باجائے تو اس کا جگہ بخوشی چھوڑ دینا علامت رضا کی ہے۔
- (۵) اسے اگر درد کیا جائے اور بھر لایا جائے تو دور کرنے کا کینہ نہ رکھنا علامت تسلیم کی ہے۔
- (۶) کھانے کے رفت اس کا دور بیٹھنا اور منتظر رہنا علامت مساکین کی ہے۔
- (۷) جو کوئی اس برائیتاں کرے اس کے پیچھے دوڑنا علامت مجتہدین کی ہے۔

Click For More Books

درویش و گدا

درویش و گدا میں بڑا فرق ہے۔ درویش وہ ہے جو دنیا کو ترک کر دے اور گدا وہ ہے جس کو دنیا ترک کر دے۔

سیدھے راستے

- آنا — چاہتے ہو۔ تو غریبوں کی مدد کو آؤ
- جانا — چاہتے ہو۔ تو متبرک مقامات کی زیارت کو جاؤ
- پینا — چاہتے ہو۔ تو طیش اور غصہ پیو۔
- لینا — چاہتے ہو۔ تو ماں باپ اور بزرگوں کی دعائیں لو
- دینا — چاہتے ہو۔ تو خدا کی راہ پر دو۔
- رونا — چاہتے ہو۔ تو بُرے اعمال پر روؤ
- بیٹھنا — چاہتے ہو۔ تو نیکیوں کی صحبت میں بیٹھو
- بولنا — چاہتے ہو۔ تو اچھے کلمات بولو
- لڑنا — چاہتے ہو۔ تو ملک و قوم کی خاطر لڑو
- ماننا — چاہتے ہو۔ تو اپنے نفس کو مارو
- جینا — چاہتے ہو۔ تو غازی بن کر جیو
- مرنا — چاہتے ہو۔ تو شہید ہو کر مرو۔

مالداری

ضروریات کو کم کر لینا سب سے زیادہ مال داری ہے۔

Click For More Books

بیح اور جھوٹ

ایک مرد انا سے کسی نے پوچھا کہ جھوٹ بولنے میں کیا نقصان ہے؟ اس نے کہا کہ اس کی سچی بات کو بھی اعتبار جاتا رہتا ہے۔ پھر پوچھا سچائی میں کیا فائدہ ہے۔ اس نے کہا جھوٹ کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔

گناہ

کوئی گناہ کسی کی رضا مندی سے حلال نہیں ہو جاتا۔

عقل مند

عقل مند وہ ہے جو خدا کی خوشنوی حاصل کرے قبل اس کے کہ وہ خدا کے روبرو بلایا جائے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مقدمہ

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے ترجمے اب عام ہو گئے ہیں اور مسلمان انہیں بڑے ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں مگر ظاہر ہے کہ محض اردو ترجمہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و ارشادات کو صحیح طور پر نہیں سمجھا جاسکتا جو معلم کائنات ہے اور ان کا قلب اقدس بے شمار اسرار غیب اور لطائف و حکم کا خزینہ ہے اور جس کو کتاب و حکمت دے کر مبعوث کیا گیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کتنے ہی ارشادات ایسے غامض اور لطیف و دقیق ہیں کہ جب تک علم حدیث سے باخبر حضرات ان کے اسرار نہ کھولیں اور سیاق و سباق اور اصول دین کی روشنی میں ان کے معنی واضح نہ کریں اور ہر حدیث مبارکہ کی توضیح و تشریح نہ کریں ایک عام انسان کے لیے محض ترجمہ سے ان کی تہ تک پہنچنا بہت دشوار ہے۔ احادیث کے اردو مترجم نے جہاں عوام کی ایک گونہ دینی رہنمائی کا سامان مہیا کیا ہے وہاں ان کو نہایت ہی خطرناک الجھنوں میں مبتلا کر دیا ہے بلکہ عام گمراہوں نے عموماً اور منکرین حدیث نے خصوصاً غلط ترجمے چھاپ کر بہت سی غلط فہمیاں پھیلائی ہیں۔

میرے زیر مطالعہ زیادہ تر پرانی کتب، خصائص مصطفیٰ، الوفا الوفاء، کیمیائے سعادت، احیائے علوم، مہناج العابدین، فیوض الباری، مرتبہ جناب علامہ محمود احمد رضوی رہی ہیں اور اب بھی وقتاً فوقتاً انہی کتب سے استفادہ کرتا رہتا ہوں۔ انہی کتب میں خصوصاً

Click For More Books

فیوض الباری سے میں نے چند احادیث کی تشریح پیش کرنے کی جرأت کی ہے۔ مجھے اپنی بے مفاہت اور کم علمی کا پورا پورا احساس ہے بعض اس نیت سے کہ آجکل اس پرفتن دور میں کون اتنی ضخیم کتب کو خرید کر کے مطالعہ کرے گا۔ راقم الحروف نے چند اہم احکامات کی احادیث کی توضیح و تشریح آسان اور سہل کر کے پیش کرنے کی ہمت کی ہے۔

توضیح الحدیث اور تشریح بیان کرنے سے پہلے باری تعالیٰ کے ارشاد یتْلُو عَلَیْہُمْ آیَاتِہٖ وَیَظْہَرُ لَہُمْ کِتَابَہُ وَالحِکْمَۃ (یہ رسول قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور ان کو پاک کرتے ہیں اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں) کی تفسیر و تشریح پیش کی جائے تاکہ حدیث کا مفہوم بہ آسانی ذہن نشین ہو سکے۔

اس میں شک نہیں کہ کتاب (قرآن کریم) دین و شریعت کی اصل ہے اور دلائل شرعیہ سب سے مقدم اور محکم قرآن کریم ہی ہے۔ مگر یہ بات منکرین حدیث کو بھی تسلیم ہے کہ قرآن صرف اصول دیتا ہے اور اپنے اصول کی تشریح و توضیح کسی اور پر چھوڑ دیتا ہے۔ آخر کیوں؟ کیا قرآن ناقص ہے؟ کیا وہ ملت کا دائمی اور آخری منابطہ حیات نہیں ہے؟ ہے اور ضرور ہے تو پھر قرآن میں اصول کیوں نہیں؟ اجمال اور ابہام کیوں ہے؟ تو اس کی وجہ بھی خود قرآن کریم نے ہی بتادی۔ اس نے ہمیں بتایا کہ اگر محض کتاب اتا روی جاتی اور اس کے ساتھ کوئی رسول نہ آتا تو لوگ آیات کے معانی میں اختلاف کرتے اصول کی جزئیات میں لڑتے جھگڑتے اور کوئی ان کی تسلی کرنے والا اور غلطی کی نشاندہی کرنے والا نہ ہوتا اور اس طرح اللہ کی کتاب جہال و نزاع کا اکھاڑہ بن جاتی اس لیے اللہ تعالیٰ نے کتاب کے ساتھ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مبعوث کیا اور قرآن کریم کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا یہ مرف اس لیے تاکہ لوگ اپنے اپنے طور پر نہیں بلکہ رسول کے بیان اور تشریح کی روشنی میں قرآن کریم کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔ قرآن کریم نے اپنے ساتھ

رسول کے اس نعلی کو بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے :

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِذُبِّينَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ

(ہم نے ذکر قرآن آپ پر اس لئے نازل کیا ہے تاکہ آپ خوب کھول کھول

کر بیان کر دیں اس کو جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے)

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں کہ قرآن کے ساتھ رسول کو اس لیے بھیجا گیا ہے

کہ رسول قرآن کے شارح ہیں اور ان کا فرض نبوت یہ ہے کہ وہ قرآن کی خوب تشریح و

توضیح فرمائیں اور امت کا فرض یہ ہے کہ وہ رسول کا اتباع کرے اور اس کے اسوہ حسنہ

پر چلے :

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

(تمہارے لیے رسول کریم میں بہترین نمونہ ہے)

پھر یہ بھی نہیں کہ قرآن کریم نے صرف ایک ہی جگہ رسول کے اس منصب اور فرض

کو بیان کر دیا بلکہ متعدد مقام پر رسول کے فرائض اور اس کے مراتب سے دنیا کو آگاہ کیا

گیا چنانچہ فرمایا :

يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ

وَالْحِكْمَةَ

(یہ رسول قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور ان کو پاک کرتے ہیں اور کتاب اور

حکمت کی تعلیم دیتے ہیں)

اس آیت میں دو چیزیں الگ الگ ذکر کی گئی ہیں (۱) تلاوت آیات (۲) تعلیم کتاب

آیات کی تلاوت کا مطلب تو بالکل واضح ہے۔ البتہ تعلیم کتاب کی مراد پر غور کرنا ہے

اگر تعلیم کتاب سے بھی قرآن کی عبارت پر توجہ کر سٹانا اور یاد کرانا ہی مقصود ہے تو تلاوت

آیات سے الگ کوئی چیز نہ ہوئی۔ حالانکہ وہ اس سے الگ چیز ہے اور الگ ہی ذکر کی گئی۔

تو معلوم ہوا کہ یقیناً تعلیم کتاب سے مراد قرآن کی تشریح اس کے معانی و مطالب کی توضیح ہی ہے جب قرآن مجید سے یہ ثابت ہو گیا کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض نبوت میں الفاظ و کلمات قرآن کریم کی تلاوت ہے۔ اسی طرح اس کے معانی و مطالب کا بیان بھی فرائض رسالت میں داخل ہے تو اب لازمی طور پر ماننا پڑے گا کہ جس طرح حق قرآن حجت ہے اسی طرح اس کی نبوی تشریح بھی حجت ہے۔ ورنہ قرآن کا آپ کو معلوم کتاب کہنا اور کتاب کی تعلیم کو آپ کا فرض رسالت اقرار دینا بالکل بے معنی ہو گا جب قرآن سے حضور علیہ السلام کا معلوم اور شارح ہونا ثابت ہو گیا۔ تو جو شخص آپ کی رسالت پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کو یہ بھی اقرار کرنا پڑے گا کہ جیسے حضور علیہ السلام نے حق قرآن کی تلاوت و تبلیغ کی۔ اسی طرح آپ کے قرآن کے مطالب و معانی بھی بیان فرمائے۔ پھر جب قرآن کریم اللہ کی آخری کتاب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی، تو نہ اب کوئی نئی کتاب آ سکتی ہے اور نہ کوئی دوسرا نبی۔ اور اس آخری کتاب کا اس کے نزول کے وقت سے رہتی دنیا تک باقی رہنا ضروری ہے جب اس کی بقا ضروری ہے تو قرآن کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے حضور علیہ السلام کی قوی و فعلی تشریحات و توضیحات کا بھی ہر دور اور ہر زمانہ میں منقول اور موجود رہنا ضروری ہے۔

الغرض : ان دونوں خصوصیات قرآنہ سے ثابت ہوا کہ :

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے شارح ہیں۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح حق قرآن کی تبلیغ کی اسی طرح آپ نے قرآن

مجید کے مطالب و معانی بھی بیان فرمائے۔

(۳) جب قرآن کریم کا باقی رہنا ضروری ہے تو حضور علیہ السلام کی تشریح کا باقی رہنا بھی

ضروری ہے۔

(۴) جب قرآن مجید کی دین میں حجت یقینی ہے تو قرآن حکیم کی شرح بھی دین میں حجت یقینی ہے۔

اور قرآن حکیم کے ساتھ اس کی شرح (حدیث) کو ماننا بھی ضروری ہے۔

تعلیم حکمت

اب آیہ زیرِ غور کے دوسرے ٹکڑے پر غور کیجئے۔ تعلیم قرآن کے ساتھ تعلیم حکمت بھی حضور علیہ السلام کا ایک فریضہ بتایا گیا ہے۔ یعنی جس طرح قرآن کریم کے مفہوم و مطالب کو بیان کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرضِ نبوت ہے۔ اسی طرح حکمت کی تعلیم دینا ابھی آپ کا فرض ہے۔

یہ حکمت کیا ہے؟ قرآن بتاتا ہے کہ حکمت ایک ایسی چیز ہے جو اللہ نے قرآن شریف کے علاوہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہے :-

(۱) وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمْنَاكَ مَا كُنْتَ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا۔
اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی اور حکمت بھی نازل کی اور سکھا دیا تم کو وہ جو تم نہیں جانتے تھے اور تم پر تو اللہ کا بڑا فضل ہے۔

(۲) وَاذْكُرْ مَا يَتْلُو عَلَيْكَ كُنْ فِي يُوسُفَ كَانَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ۔
یاد کرو اس کو جس کی تلاوت ہوتی ہے تمہارے گھروں میں آیتیں اور حکمت۔

ان دونوں آیتوں سے واضح ہوا کہ جس طرح حضور علیہ السلام پر قرآن نازل ہوا۔ اسی طرح اللہ نے آپ پر حکمت بھی نازل کی۔ اب یہ حکمت کیا ہے؟ جو ازواجِ مطہرات کے گھروں میں قرآن آیتوں کے علاوہ پڑھی جاتی تھی؟ وہ کیا چیز تھی جو حضور السلام ان کو قرآن کے علاوہ سناتے تھے؟ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور سنت تھی یعنی قرآن کی تشریح فرمانے کے ضمن میں حکمت و دانائی کی وہ باتیں جو الفاظ قرآن کے علاوہ حضور سید عالم

Click For More Books

صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس یا فعل و عمل سے ظاہر ہو گئیں۔ دی حدیث اور سنت سے۔ اور اسی کو قرآن نے حکمت سے موسوم کیا ہے اور چونکہ اس آیت سے حکمت کے بار رکھنے کا وجوب بھی ثابت ہوا۔ پھر یاد رکھنے سے اصل مقصود ہی عمل ہے۔ یہ تو سنت و حدیث پر عمل کا واجب ہونا بھی ثابت ہوا۔ اور جب سنت ہی کا دوسرا نام حکمت ہے اور حکمت منزل من اللہ ہے تو اس سے سنت کا منزل من اللہ اور وحی الہی ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ اسی لیے حضور سرور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکمت کو اللہ کی طرف سے دیے جانے کی تصریح فرمائی :

الَاِنِّي اُذِيْتُكَ التُّرَانَ
رَمْثَلَهُ مَعَهُ ۔
خبردار مجھے قرآن عطا کیا گیا اور
اس کے ساتھ ایک اور چیز اس کی
مثل دی گئی ہے ۔

راہوداد ۔

یہ قرآن کی مثل کہ اچیز تھی ؟ جس کے متعلق آپ نے فرمایا "یہ مجھے دی گئی" گریا خود بخود آپ میں وہ چیز موجود نہ تھی بلکہ خدا کی طرف سے تھی۔ وہ حکمت ہی تھی۔ اور حکمت سنت رسول ہے۔ تو معلوم ہوا کہ قرآن کی جو تشریح و تفسیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے وہ اللہ کی وحی اور اس کی ہدایت کے ماتحت ہوتی تھی۔ جب وہ اللہ کی ہدایت کے ماتحت ہوتی تھی۔ تو عین اس کا دین کا یز و اور مامور بہ ہونا بالکل ظاہر بات ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ جس طرح قرآن مجید کو مانا ضروری ہے۔ اسی طرح سنت رسول کرمانا اور اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے اور سنت کے بغیر قرآن نامکمل ہے ۔

رسول کا مرتبہ و مقام

حقیقت یہ ہے کہ منکرین حدیث و اصل منصب نبوت و رسالت کے منکرین۔ اسی لیے وہ یہ کہتے ہیں کہ رسول اکرام صرف اللہ کی رچی کو بندوں تک پہنچا دینا ہے۔

Click For More Books

اور پس۔ باقی رہے اس کے اقوال و افعال یہ دین نہیں ہیں۔ لیکن قرآن صاف لفظوں میں ان کے اس کافرانہ نظریہ کی تردید کرتا ہے۔ وہ بتاتا ہے: کہ رسول کا کام صرف پیغام پہنچا دینا ہی نہیں ہے بلکہ پیغام الہی کے معانی و مفہوم بشری و مطالب کو بیان کرنا بھی اس کا فرض ہے۔ رسول صرف قاصد ہی نہیں ہوتا بلکہ وہ مطاع، ہادی، امام، مربی، حاکم، منشّر، نذیر، سراج منیر، صاحب حکمت، صاحب خلق عظیم، صاحب مقام محمود، محبتی مصطفیٰ، مقبول مبین، شارح معلم، حکم، مزکی، داعی الی اللہ، آمر دنا ہی بھی ہوتا ہے۔ رسول کے ان اوصاف، جلیلہ پر فرکان مجید کی آیات، شاہد ہیں جن کی تفصیل کے لیے دفتر درکار ہے۔ تاہم چند آیات قرآنہ یہاں درج کی جاتی ہیں جو رسول کے مرتبہ و مقام کی وضاحت کے لیے کافی ہوں گی:-

(۱) مَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ
ہم نے جو بھی رسول بھیجا ہے اسلئے
بھیجا ہے کہ اسکی اطاعت کی جائے۔

(۱) اس آیت میں یہ بتایا گیا کہ رسول کو ماننے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ یہ نہیں ہے کہ اس کو صرف اللہ کا رسول مان لیا جائے۔

(۲) پھر اطاعت رسول کا حکم جہاں جہاں آیا ہے بالکل اسطابق ہے اس میں کوئی قید نہیں ہے کہ فلاں امور میں تو رسول کی اطاعت کرو اور فلاں میں نہیں، جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول ایک حاکم عام ہے جو حکم بھی وہ دے۔ مومنوں کو اس کا ماننا لازمی ہے۔

(۳) قرآن نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت کی طرح ہے رسول کی اطاعت ایک عام انسان کی اطاعت کی طرح نہیں ہے۔ جیسا کہ جاہل کفار کا خیال تھا جو کہتے تھے:-

هَلْ مَثَلٌ إِلَّا لِبَشَرٍ مِثْلُكُمْ
کیا یہ تم جیسا ایک بشر نہیں ہے

وَلَمَنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا
إِن كُنْتُمْ إِذًا تَسِرُونَ -
اگر تم نے اپنے جیسے ایک بشر
کی اطاعت کی، تو تم ضرور ٹوٹے میں
رہو گے۔

(۳) قرآن نے جاہل کفار کے اس خیال کی تردید کر دی اور مومنوں کو یہ اطمینان دلا یا کہ
رسول کی اطاعت، عام انسانوں کی اطاعت کی طرح نہیں بلکہ دراصل خدا کی اطاعت
ہے :

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَتَدَّ
أَطَاعَ اللَّهَ -
جس نے رسول کی اطاعت کی
اسی نے اللہ کی اطاعت کی

(۴) قرآن نے یہ بھی بتایا ہے کہ رسول میں جانب اللہ امام اور ہادی ہوتا ہے اور ہر
اختلاف اور نزاع کی صورت میں رسول کو حکم بنانا اسی طرح ضروری ہے جس
طرح خدا کو :

وَجَعَلْنَاكُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ
بِأَمْرِنَا -
اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت
کرد رسول کی اور اولی الامر کی جو تم میں
سے ہوں پھر اگر تمہارے درمیان کسی
بات میں نزاع ہو تو اس میں اللہ
رسول کی طرف رجوع کرو۔

فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ كَمَا فَعَرَهُ خَاصُّ طُورٍ بِقَابِلٍ غُورٍ بِمَسَائِلِ شُرْعِي
میں جب مسلمانوں کے درمیان اختلاف واقع ہو تو حکم ہے کہ خدا اور رسول کی طرف
رجوع کریں۔ اس میں خدا اور رسول دونوں کو حکم بنانے کا حکم ہے۔ اگر مرجع بالکل

قرآن مجید ہوتا تو قرآنِ دوہ الی اللہ کہنا کافی تھا لیکن اس کے ساتھ وَالرَّسُولِ بھی کہا گیا جس میں صاف وضاحت ہے کہ قرآن کے بعد رسول کا طریقہ ہی مرجع ہے اور دین کے اصلی دو جزو قرآن اور حدیث ہی ہیں۔

(۶) قرآن نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو دل و جان سے ماننا اہل ایمان کے لیے فرض بلکہ شرط ایمان ہے جو شخص رسول کے فیصلہ کو نہ مانے وہ بے ایمان ہے۔

وَلَا ذَرْبَكَ لَا يُؤْمِنُونَ
حَتَّىٰ يُحَدِّثُواكَ فِيمَا
شَجَرَ بَيْنَهُمْ... الخ
اے رسول! تیرے رب کی قسم
یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک وہ
اپنے تمام معاملات میں تمہیں حکم
نہ مان لیں۔

(۷) مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ
إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ
الْخِيَرَةُ مِنْ
أَمْرِهِمْ۔
کسی مومن مرد اور عورت کو یہ حق
نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس
کا فیصلہ کر دیں تو پھر ان کو اپنے
معاملہ میں خود کوئی فیصلہ کرنے
کا اختیار باقی رہے۔

یہاں کسی زمانہ کی قید نہیں ہے مومن و مومنہ سے صرف عہد نبوی کے مومن مرد و عورت مراد نہیں ہیں بلکہ قیامت تک کے ہیں۔ اَمْرًا کا لفظ نہایت عام ہے جو ہر قسم کے معاملات پر حاوی ہے مطلب یہ ہے کہ ہر کام اور ہر بات میں خدا و رسول کے فیصلہ کو تسلیم کرنا فرض ہے۔

(۸) قرآن نے یہ بھی اعلان کیا کہ اللہ کی طرح اس کے رسول کو بھی ساری دُنیا کی چیزوں سے محبوب رکھنا ضروری ہے جو ایسا نہ کریں وہ واستغفیر سے ہیں اور

الشک کی ہدایت سے محروم ہیں جب اللہ اور رسول کسی کام کی دعوت دیں اور پکاریں تو اس پر لبیک کہنا ہر مومن کے لیے فرض ہے۔

اَسْبَبَ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ
وَجَهًا فِي سَبِيلِهِ
فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ
اللَّهُ بِأَمْرٍ -

اگر یہ دنیا تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیاری ہے تو اللہ کے امر (عذاب) کا انتظار کرو۔

(۹) اِسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ
دَعَاكُمْ -

اللہ اور اس کا رسول جب تمہیں آواز دیں، تو فوراً لبیک کہو۔

(۱۰) اور یہ بھی کہ مومن وہی ہیں جو اللہ اور رسول کے حکم پر لبیک کہتے ہیں۔ اور اللہ اور رسول دونوں کی اطاعت کرتے ہیں۔

اِثْمًا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ
اِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَ
رَسُولِهِ لِيَحْكُمَ
بَيْنَهُمْ اَنْ مَا قُولُا
سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا -

ایمان والوں کو جب اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف بلا یا جائے تاکہ اللہ اور رسول ان کے درمیان فیصلہ دیں۔ تو ان کا جواب سوا اس کے کچھ نہیں ہوتا کہ وہ کہیں سمعنا واطعنا۔

(۱۱) قرآن نے یہ بھی بتایا کسی شخص کی کامیابی اور فوز و فلاح کے لیے جس طرح اللہ کی اطاعت ضروری ہے اسی طرح رسول کی اطاعت بھی فرض ہے جس طرح اللہ کی نافرمانی گمراہی و بدبختی ہے۔ اسی طرح رسول کی نافرمانی کا حال ہے۔

صَنْ يَطِيعَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
فَقَدْ فَاْتَرَ قَوْلًا عَظِيْمًا -

جس نے اطاعت کی اللہ کی اور اس کے رسول کی اس نے بڑی مراد کو پایا

(۱۲) وَمَنْ يُعِصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
فَقَدْ ضَلَّ مَنَلاً لَا مَبِيتَ لَهَا
جس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی
کی۔ وہ کھلی ہوئی گمراہی میں ہے

(۱۳) قرآن نے یہ ہدایت بھی دی ہے کہ مسلمانوں کو رسول کی نافرمانی کی کوئی بات بھی
آپس میں نہیں کرنی چاہیے۔ ایک مومن کا اپنی جان پر جتنا حق ہے اس سے کہیں زیادہ
اس کی جان پر نبی کا حق ہے۔ اور اللہ کے ساتھ نبی کو راضی کرنا بھی ضروری ہے
بلکہ شرط ایمان ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
إِذَا تَوَلَّيْتُمْ فَاذْكُرُوا
تِلْكَ الْبَلَاءَ الَّتِي نَكُنَّ
وَعَدُوكُمْ لَهَا كَذِبًا
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى
رَسُوْلِكَ
اے ایمان والو! جب تم چکے
چکے بھی کوئی بات کرو۔ تو گناہ
زیادتی اور ظلم اور رسول کی نافرمانی
کی کوئی بات نہ کرو۔

(۱۴) اَلَّذِينَ آمَنُوا
وَالَّذِينَ هُمْ يَدْعُونَ
مِنْ اَنْفُسِهِمْ
نَبِيٍّ مِّنْهُمْ
نَبِيٌّ مِّنْهُمْ
نبی زیادہ قریب ہے۔ مومنوں کی
جانوں سے۔

(۱۵) وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ
اَحَقُّ
اَنْ يَّرْضَوْهُ اِنْ كَانُوا مُؤْمِنِيْنَ
اللہ کے ساتھ اس کے رسول
کو بھی راضی کرنا ضروری ہے۔

(۱۶) قرآن نے ان منافقین کی مذمت بھی کی ہے جو اپنی خور غرضی اور منافقت کی وجہ
سے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں کوتاہی کرتے تھے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُم تَعَالَوْا
اِلَى مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَارِثُ
الرَّسُوْلِ رَاٰهُمْ يَسْتَكْبِرُوْنَ
اَلَمْ نَكْفِ يَنْ يَصُدُّوْنَ
عَنْكَ صُدُودًا
جب ان سے کہا جاتا ہے آؤ اس
کتاب کی طرف جس کو اللہ نے نازل
کیا اور رسول کی طرف آؤ تو اسے
رسول تو دیکھے گا ان منافقوں کو
کہ اعراض کرتے ہیں تیری طرف سے۔

اس آیت میں رسول کی اطاعت کا جس طرح حکم دیا گیا ہے وہ اس امر کی وضاحت کرتا ہے کہ رسول کی اطاعت مستقل طور پر فرض ہے۔ دیکھئے ما انزل اللہ تو کتاب ہے لیکن والی الرسول یہ کتاب نہیں ہے یہ تو رسول کی مستقل طور پر اطاعت کا حکم ہے۔

(۱۷) قرآن نے یہ بھی اعلان کیا کہ کفار دوزخ میں ڈالے جانے کے بعد جس طرح اللہ کی نافرمانی پر کف افسوس میں گئے۔ اسی طرح رسول کی نافرمانی پر بھی افسوس کریں گے۔

یَوْمَ تَقْلُبُ وُجُوهُهُمْ
فِي النَّارِ يَقُولُونَ
يَلَيْتُنَا اطَعْنَا اللَّهَ وَ
اطَعْنَا الرَّسُولَ (احزاب)

جس دن ان کے منہ الٹ الٹ
کر آگ میں تلے جائیں گے تو کہتے ہوں
گے ہائے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم
مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا

اگر رسول کی اطاعت ایک مستقل اطاعت نہیں تھی تو پھر اللہ اور رسول کی اطاعت کو اطاعت کو علیحدہ علیحدہ بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

(۱۸) قرآن نے یہ بھی بتایا کہ رسول کی اطاعت غیر مشروط اور غیر محدود طور پر ہے اس

میں کسی زمانہ کی قید نہیں ہے اور رسول مستقل طور پر خدا کی طرح مطاع ہے۔

فرق یہ ہے کہ رسول کی اطاعت خدا ہی کے حکم اور اذن سے کی جاتی ہے۔

اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا
الرَّسُولَ۔

اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے
رسول کی۔

یہاں اطِيعُوا الرَّسُولَ کو اطِيعُوا اللَّهَ سے ایک مستقل جملہ کی شکل میں لایا

گیا ہے جس سے اس امر کی وضاحت مقصود ہے کہ رسول کی اطاعت بھی مستقل طور پر

فرض ہے۔ اور اگر اس کا یہ مطلب ہوتا کہ بس رسول جو کتاب لائے ہیں اس کو مانا جائے

تو صرف اطیعوا اللہ کہنا ہی کافی تھا۔ اطیعوا الرسول کے اضافہ کی ضرورت نہ تھی۔
(۱۹) قرآن نے یہ بھی بتایا ہے کہ رسول کی مستقل طور پر اطاعت اس لیے ضروری ہے کہ
رسول جو کچھ کہتا ہے۔ وہ خدا کی ہدایت اور اس کی وحی کے ماتحت کہتا ہے وہ
اپنے نفس کی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتا۔ اس لیے تم کو مسلمان ہو جانا چاہیے کہ
رسول کی پیروی میں کسی قسم کی گمراہی اور غلط فہمی کا خطرہ نہیں ہے۔

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا
غَوَىٰ - وَمَا يَنْطَلِقُ
عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ
هَدَانَا وَحْيٌ يُّوْحَىٰ -
ان مَدَائِلَ وَحْيٌ يُّوْحَىٰ میں ہو کی ضمیر نطق رسول کی طرف لوٹتی ہے۔
جس کا ذکر مَا يَنْطَلِقُ میں کیا گیا ہے۔ اس آیت میں کوئی اشارہ بھی موجود نہیں ہے
کہ نطق رسول کو صرف قرآن کے ساتھ مخصوص کیا جائے۔ یہاں تو ہر اس بات کو
وحی الہی قرار دیا گیا ہے۔ جس پر نطق رسول کا اطلاق کیا جاسکتا ہے جس سے
یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رسول کا نطق (بولنا) خاص وحی سے ہوتا ہے اور اس
میں رسول کی خواہش کو قطعاً دخل نہیں ہوتا۔

قرآن نے یہ تصریح اس لیے کی ہے۔ تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ دین سے متعلق
رسول کی ہر بات خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر کسی ایک بات میں بھی یہ شبہ ہو
جائے کہ رسول خواہش نفس سے بولتا ہے۔ اور اس کا نطق خدا کی وحی سے نہیں ہے۔
تو پھر تو رسالت پر سے اعتبار اٹھ جائے گا۔ اس لیے قرآن کے وضاحت کر دی کہ
رسول کا نطق وحی الہی سے ہے۔ اس کی زبان سے جو نکلتا ہے خاص خدا کی طرف سے
ہوتا ہے۔ یہی بات حضور علیہ السلام سے خود اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کر

کے فرمائی ہے :

فَوَالَّذِي نَفْسِي بِیَدِهِ
مَا یَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقًّا
(بخاری)

مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے
قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس
سے جو کچھ نکلتا ہے حق ہی نکلتا ہے۔

(۲۰) قرآن نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ اللہ کا اپنے نبی سے عارضی اور وقتی تعلق نہیں ہوتا کہ
جب کبھی اس کو اپنے بندوں تک کوئی پیغام پہنچانا ہوا اسی وقت یہ تعلق قائم ہو
اور اس کے بعد منقطع ہو جائے بلکہ اللہ کا اپنے نبی سے دائمی تعلق ہوتا ہے
چنانچہ ذیل کی آیت اس امر پر دلالت ہے۔

وَنُؤَلِّفُ لَكَ الْغُلَّ وَ
رَحْمَةً لَّكَ لَهْمَتْ طَائِفَةٌ
مِنْهُمْ أَنْ يُضِلُّوكَ وَ
مَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ
وَمَا يَضُرُّكَ مِنْ
شَيْءٍ وَأَنْزَلَ اللَّهُ
عَلَيْكَ الْكِتَابَ
وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ
مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ
فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا

اے محبوب! اگر تم پر اللہ کا فضل اور
اس کی رحمت نہ ہوتی تو ان میں سے
ایک گروہ تم کو راہ راست سے ہٹا
دینے کا ارادہ کر ہی چکا تھا مگر وہ خود
اپنے آپ کو گمراہ کرنے کے سوا کچھ نہیں
کر سکتے اور تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے
رکھو مگر اللہ نے تم پر کتاب آماری اور
حکمت نازل کی اور تمہیں وہ سب کچھ
سکھادیا جو تم نہیں جانتے تھے اور تم پر
اللہ کا بڑا فضل ہے۔

اس آیه مبارکہ میں تصریح کر دی گئی کہ حضور علیہ السلام کا لنگران اللہ تعالیٰ سے فضل الہی
بیشہ آپ کے ساتھ رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ دائمی طور پر آپ کی طرف متوجہ رہتا ہے
اس لیے حضور علیہ السلام کے تمام اقوال و افعال اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہوتے ہیں۔

Click For More Books

اسی معنوں کو اس آیت مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے۔
وَاللّٰهُ يَعْصِيكَ مِثْلَ
النَّاسِ۔
اللہ تعالیٰ تم کو لوگوں کی دست
رو سے پھمائے گا۔

اس آیت کا صرف یہ ہی مطلب نہیں ہے کہ جہیم بنوئی کو دشمنوں سے محفوظ رکھا جائے گا۔ بلکہ یہ بھی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک اللہ کی حفاظت میں ہے۔ اس لیے نبی کی آنکھیں اور اس کی زبان حق دیکھتی اور حق ہی کہتی ہے۔ اور نبی دین سے شعل جو کچھ فرماتا ہے۔ وہ منشائریزدی کی ترجمانی ہوتی ہے۔

ان آیات، قرآینہ نے بتا دیا کہ نبی صرف اپنا مبر ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ امر و نا ہی بھی ہوتا ہے اور وہ اپنے قول و عمل سے نازل شدہ کتاب کے احکام کا جو تفسیر و تشریح اور توضیح فرماتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی منشا کی ترجمانی ہوتی ہے اور دین سے شعل رسول کا قول و عمل قرآن کریم کی طرح غیر تبدیل اور واجب العمل ہوتا ہے۔

منکرین حدیث یہ بھی اکثر کہا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو وحی نازل کی وہ قرآن میں بند ہے۔ قرآن مجید کے علاوہ آپ پر اور کوئی وحی نازل ہی نہیں ہوئی غرض کہ صرف قرآن واجب العمل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اعمال دین و شریعت نہیں ہیں لیکن ان کا ایسا کہنا عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے۔ دراصل اصطلاح شریعت میں وحی ان مطالب و معارف کا نام ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے انبیاء اکرام پر نازل ہوتے ہیں بنیادی حیثیت سے وحی کی تین قسمیں ہیں۔ براہ راست، بلا واسطہ خطاب، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا۔ دوسرے فرشتے کے واسطے سے کلام جیسا کہ نزول قرآن کے باب میں ہوا۔ تیسرے ان دونوں طریقوں سے ہٹ کر مطالب و احکام کا قلبی رسول پر نزول۔

Click For More Books

یہ تیسری قسم ہی وہ ہے جس کی روشنی میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے بے شمار امور کی تفصیلی ہیئت و شکل متعین کی اور قرآن کریم کے اجمال کو اس طرح مفصل کر دیا کہ اس کی تسلیم شرط ایمان ٹھہری۔ جو وحی قرآن کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر آئی وہ صحت میں قرآن سے کم نہیں ہے اسی لیے قرآن کریم نے کہا کہ رسول جس سے روکے رک جاؤ جس کا حکم دے اسے مان لو۔ ظاہر ہے قرآن حکیم یہ حکم اسی وقت دے سکتا ہے جبکہ رسول کریم کے امر و نہی میں قطعاً غلطی کا شائبہ بھی نہ ہو اس کی ہزار ہا مثالیں موجود ہیں۔

منکرین حدیث جمع و تدوین حدیث کے سلسلہ میں سب سے بڑا مغالطہ یہ دیتے ہیں کہ حدیث کی موجودہ کتابیں دوسری اور تیسری صدی میں تصنیف ہوئی ہیں۔ اور جامعین حدیث نے سنی سنائی باتوں کو جمع کر دیا ہے۔ اب یہ کیسے مان لیا جائے کہ اتنے طویل عرصہ کے بعد جو باتیں جمع کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کر دی گئی ہیں۔ وہ حضور علیہ السلام ہی کی فرمودہ ہیں۔ خصوصاً ایسی صورت ہیں جبکہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کی کتابت سے صحابہ کو منع بھی کر دیا تھا۔ لیکن ان کا یہ دعویٰ صحیح نہیں۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ کتابت حدیث کا رواج عہد نبوی ہی میں شروع ہو چکا تھا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قولاً و فعلاً اس میں حصہ لیا ہے اور حفظ و ضبط و کتابت حدیث کا اہتمام عہد نبوی و عہد صحابہ و تابعین تمام ادوار میں جاری رہا ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔

حدیث کی تبلیغ کا حکم

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام کو تاکید یہی حکم تھا کہ جو کوئی میری مجلس میں حاضر ہو۔ وہ میری حدیثیں خوب اچھی طرح یاد کریں اور نہ بھنسہ دو ورنہ تک پہنچائیں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جس
نے میرا کلام سنا اور اسے دوسری
تک پہنچایا۔

اور اس شخص کے چہرہ کو روشن
رکھے جو ہم سے حدیث سن کر یاد رکھے
اور دوسروں تک اسے پہنچا دے۔

میرا جو امتی چالیس حدیثیں یاد رکھے
اور ان کی تبلیغ کرے قیامت کے
دن میں اس کے ایمان کی شہادت
دوں گا۔ اور اس کی شفاعت
کروں گا۔ (جامع بیان العلم)

مجھ سے جو کچھ سنو اس کو دوسروں
تک پہنچا دو جس نے مجھ پر جان
بوجھ کر جھوٹ بولا اس کی جگہ
جہنم ہے۔ (بخاری)

جو کچھ مجھ سے سنو عوام تک پہنچا دو
اور سچ کہو جو مجھ پر جھوٹ باندھے گا
اس کا مقام جہنم ہے۔
(طبرانی)

میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں
اللہ کی کتاب اور اپنی سنت جب تک

رَحِمَ اللّٰهُ عِبْدَهُ
سَمِعَ كَلَامِي فَوَعَلَهَا شَقَرًا
أَوْ هَاكُمَا سَمِعَهَا۔

نَصَرَ اللّٰهُ أَمْرًا سَمِعَ مِنِّي
حَدِيثًا فَحَفِظَهُ وَبَلَّغَهُ
غَيْرَهُ

مَنْ حَفِظَ مِنْ أَمْرِي
أَوْ بَعِيْنِ حَدِيثًا مِنْ
السُّنَنِ حَتَّى يُؤَدِّيَهَا إِلَيْهِمْ
كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا وَشَفِيعًا
يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ كَانَ آسِنَةً۔
وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُحَمَّدًا
فَلْيَتَبَرَأْ مَقْصَدَهُ مِنْ
النَّارِ۔ (بخاری)

حَدِّثُوا عَنِّي بِمَا تَسْمَعُونَ
وَلَا تَقُولُوا إِلَّا حَقًّا۔ وَمَنْ كَذَبَ
عَلَيَّ بُنِيَ
جَهَنَّمَ يُوقَعُ فِيْهِ۔ (طبرانی)

قَرَأْتُ فِيْكُمْ أَمْرًا
لَنْ تَصِلُوْا إِلَيْهَا تَمَّتْ كُنُوزُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
سُنَّتِي۔

فَمَنْ حَفِظَ شَيْئًا فَلْيَحْكُثْ
(مستدرک)
جو میری حدیثوں کو حفظ کرے تو ان کو
روایت بھی کرے۔

ان ارشادات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی احادیث کو یاد کرنے اور ان کی تبلیغ کرنے کا حکم دیا۔ حافظ حدیث کے مرتبہ و مقام کو بیان فرما کر حفظ و اشاعت، حدیث کی اہمیت کو ظاہر فرمایا جس سے واضح ہو گیا کہ منشاء رسالت یہی تھا کہ حدیث کی حفاظت ہو اور یہ دین کا جزو قرار پائیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو آپ حدیث کے بیان کرنے، اس کے یاد کرنے اور دوسروں تک پہنچانے پر سبب بزرگ کی دعا نہ فرماتے۔ اب یہ ملاحظہ کیجئے کہ صحابہ کرام و تابعین عظام نے حدیث کے حفظ و ضبط کا کیتسا کچھ اہتمام کیا۔ اس کا اندازہ ذیل کی چند مثالوں سے ہو سکتا ہے۔

عہد نبوی میں حفظ حدیث

عہد نبوی میں حدیثوں کے حفظ یاد کرنے کا یہ اہتمام عقا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور علیہ السلام کی زبان مبارک سے حدیثیں سنتے تھے جب آپ مجلس سے اٹھتے۔ تو ہم آپس میں حدیثوں کا دورہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک آدمی کل حدیثیں بیان کر جاتا۔ پھر دوسرا تیسرا بعض اوقات ساٹھ ساٹھ آدمی مجلس میں ہوتے تھے اور ساتھوں باری باری سے حدیث بیان کرتے تھے اس کے بعد ہم اٹھتے تو حدیثیں اس طرح یاد ہوتیں کہ گویا ہمارے دلوں میں بودی گئی ہیں۔ (مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۱۶۱)

(۲) حضرت سعادہ بن ابی سفیان نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں سنی ہیں۔

Click For More Books

مسجد میں بیٹھ جاتے تھے اور قرآن پاک اور حدیث نبویہ کا اندازہ کرتے تھے۔
مستدرک جلد ۱ ص ۹۲۔

(۳) حضرت ابوسعید خدری کا بیان ہے کہ صحابہ کرام جب کہیں بیٹھتے تھے تو ان کی گفتگو کا موضوع فقہ یعنی حضور کی حدیثیں ہوتی تھیں یا پھر یہ کوئی آدمی قرآن پاک کی کوئی سورۃ پڑھے یا کسی سے پڑھنے کو کہے۔ (مستدرک حاکم ص ۹۲)

(۴) دور کے علاوہ انفرادی طور پر بھی حدیثوں کے یاد کرنے کا بڑا اہتمام تھا اور جن کو کوشش کے باوجود حدیثیں یاد نہ ہوتیں تو وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر حدیثوں کو محفوظ رکھنے کی تدابیر معلوم کیا کرتے تھے۔ جیسے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے حافظہ کے متعلق عرض کیا تھا۔ نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں حدیثوں کو دل سے یاد کرتا تھا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ازبر کرنے کے ساتھ ساتھ کہتے بھی جاتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ ہم حدیثیں یاد کرتے تھے (مسلم جلد ۱ ص ۹۲) (ابن ماجہ ص ۹۲)

اس قسم کی بہت سی مثالیں دی جاسکتی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام نے عہد نبوی میں حفظ حدیث کا اہتمام پلین کر رکھا تھا عہد نبوی کے بعد عہد صحابہ کو لیجئے کہ اس دور میں بھی حدیث کو یاد رکھنے اور اپنے شاگردوں کو یاد کرنے کی برابر تاکید کی جاتی تھی۔

عہد صحابہ میں حفظ حدیث

(۱) حضرت انس بن عباس فرماتے ہیں تَذَاكُرُ وَاهَذَا الْحَدِيثُ لَا يَنْقَلِتُ مِنْكُمْ۔ حدیثوں کا آپس میں تذکرہ (دور) کرو ایسا نہ ہو کہ تمہارے

ہاتھ سے نکل جائے (دارمی ص ۷۸)

وہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ حدیث کو بار بار یاد کرو۔ اور اس کو مستحضر کرو۔ اگر اس طرح یاد کرو گے تو جاتی رہیں گی (دارمی)

حضرت ابن عباس کی یہ بھی تاکید تھی کہ ہر روز کچھ حدیثیں بیان کیا کرو۔

(۲) حضرت ابوسعید خدری بھی آپس میں حدیث کا دورہ کرتے تھے (دارمی ص ۷۸) مستدرک جلد ۱ ص ۹۲) بلکہ وہ اس بات پر زور دیتے تھے کہ حدیثیں حفظ یاد کرو۔

(۳) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بھی اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے ایک دوسرے سے ملتے رہو اور باہم حدیث کا مذاکرہ کرتے رہو اس کو چھوڑ نہ دو غرضیکہ عہد نبوی کے بعد صحابہ میں بھی حدیث کے حفظ و ضبط اور دور کا باقاعدہ انتظام تھا۔ صحابہ کے شاگرد اپنے اساتذہ کے احکام کا پورا احترام کرتے تھے اور حدیث کے دور سے کبھی غافل نہیں ہوتے تھے۔

عہد تابعین میں حفظ حدیث

صحابہ کے بعد تابعین کا دور آیا تو اس میں بھی حدیثوں کے حفظ کرنے اور اس کے مذاکرہ کے لیے مجالس قائم ہوتی تھیں۔ یونس کا بیان ہے کہ جب ہم حضرت حسن بصری کے پاس سے حدیثیں سن کر اٹھتے تو پھر آپس میں دور کرتے تھے۔ ان مختصر مقالوں سے آپ نے معلوم کر لیا کہ حفظ حدیث کا عہد نبوی عہد صحابہ اور تابعین میں کیا کچھ غیر معمولی اہتمام تھا۔

روایت میں محدثین کی بے نظیر احتیاط

حدیث کے حفظ و کتابت کے لیے صحابہ کرام و تابعین عظام کا یہ غیر معمولی

Click For More Books

استقام ملہ حفظ فرمانے کے بعد اس حقیقت کو بھی پیش نظر رکھئے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اپنی حدیثوں کی اشاعت و تبلیغ کے لیے تاکیدیں فرمائیں وہاں اس کی بھی سخت تاکید کی کہ کوئی غلط بات آپ کی طرف منسوب نہ ہونے پائے۔ اس لیے ابتداء ہی سے محدثین کا گروہ حدیثوں کی روایت کرنے میں بے حد محتاط رہا۔ چنانچہ بعض صحابہ اس دُر سے کہ بیان کرنے میں کچھ کمی پیشی نہ ہو جائے بہت کم حدیثیں بیان کرتے تھے۔

بہتر ہے سب سے شافع اُمت کی اتباع
خالق کی اتباع ہے حضرت کی اتباع
مُتبع ہوں میں صحابہ عالی مقتام کا
جو ان کی اتباع وہ حضرت کی اتباع
لے جائے گی بچا کے جہنم سے عُلد میں
ہے باعثِ نجاتِ شریعت کی اتباع
خلیلِ کبھی نہ بھٹکیں گے وہ راہِ راست سے
کرتے ہیں جو کہ شاہِ رسالت کی اتباع

خدا نے بخشا ہے وہ آپ کے آستان کو فروغ
ہے مدح گوئی سے جس کے دل و زبیاں کو فروغ
خدا کا شکر ہے خلیل ہزار احسان ہے
ہو اسے وصفِ نبی سے میرے بیان کو فروغ

کون کتنا ہے کہ سوزِ کجاہال اچھا ہے
اس سے سو درجہ مدینہ کا بلال اچھا ہے
اہل دنیا کے لیے مال و مال اچھا ہے
پہنچیں جس سال مدینہ میں وہ سال اچھا ہے

فتنہ انکارِ حدیث

جو لوگ حدیثِ نبوی کو دین کا ماخذ و مرکز تسلیم نہیں کرتے اور سنتِ رسول کے واجب العمل ہونے کا انکار کرتے ہیں ان کا مقصد و جہد صرف یہ ہے کہ قرآنی احکام کی تعبیر و توضیح اپنی مرضی و منشاء کے مطابق کر سکیں۔ اور اس طرح قرآن و اسلام کو اپنی ذاتی خواہشوں اور نفسی تقاضوں کے تابع بنا لیا جائے۔ یہی وجہ ہے یہ لوگ حدیثِ نبوی کے متعلق مختلف قسم کے خانہ ساز شبہات و شکوک پیدا کر کے حدیث کی آئینی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریعی حیثیت کو مضیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور قرآن کو اس کے لانے والے (رسول) کی قولی و عملی تشریح و توضیح سے جو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رہنمائی میں قائم فرمایا تھا الگ کر کے محض ایک کتاب کی حیثیت میں ماننے پر زور دیتے ہیں۔

حدیثِ رسول حجت ہے واجب العمل ہے، دین کا مرکز و محور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے۔ اس موضوع پر فیوض الباری جلد اول کے مقدمہ میں تفصیل سے گفتگو ہو چکی ہے۔ آج کی مجلس میں تو ہمیں صرف یہ بتانا ہے کہ منکرینِ سنت کا مذکورہ بالا مقصد اسی صورت میں پورا ہو سکتا ہے جبکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عام السالو، کی سطح پر لا کر کھڑا کر دیا جائے۔ اور ان آیات کو جن میں حضور کے بشر ہونے کا ذکر ہے اور ان احادیث کو جن میں خود حضور نے بطور واضح و انکسار اپنے بشر و انسان ہونے کا اقرار فرمایا ہے اس اہتمام اور اس انداز سے پیش کیا جائے کہ عام لوگ یہ تاثر لیتے ہیں مجبور ہو جائیں کہ حضور بھی ہماری طرح ایک انسان

ہی تو تھے؟

قطع نظر اس کے کوئی سلیم العقل انسان حضور کے بشر اور ان کے بندہ و مخلوق ہونے کا انکار نہیں کر سکتا۔ کہنا صرف یہ ہے کہ بشریت رسول سے متعلق آیات و احادیث کو اس انداز سے پیش کرنا کہ خصائص نبوت و رسالت و منصب نبوت کا جلال و اکرام تک مجرد ہو جائے، فتنہ انکار حدیث کی جڑوں کو پانی دینا نہیں تو اور کیا ہے؟ منکرین سنت بھی اپنے مقصد کے حصول کے لیے بڑے اہتمام سے ان آیات و احادیث کو پیش کرتے ہیں جن میں حضور کی بشریت کا واضح لفظوں میں ذکر ہے اور ان آیات و احادیث کو چھپاتے ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص معجزات مرتبہ و مقام کی عظمت اور آپ کی تشریفی حیثیت کا بیان ہے جس سے ان کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات استودہ صفات کے متعلق یہ تاثر دیا جائے کہ وہ تو ایک انسان تھے ہماری طرح انسان پھر ان کے قول و عمل کی دین میں کیا ضرورت ہے؟ اگرچہ یہ بات درست ہے کہ حضور بشر ہیں اللہ کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں مگر کیسے بشر ہیں۔

وہ حسن سے ٹھہرنا نظر کا محال ہے

دیکھنے رخ نبی کے تاب سجال ہے

اور خود حضور سرور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام علیہ الرحمۃ والرضوان کو مخاطب بنا کر فرماتے ہیں:

میں تمہاری مثل نہیں ہوں مجھے

کھلایا جاتا ہے۔

میں تم میں سے کسی طرح نہیں ہوں مجھے

کھلایا اور سیراب کیا جاتا ہے۔

إِنِّي لَكُنْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي

أُطْعَمُ وَأُسْقَى

لَكُنْتُ كَأَحَدٍ مِّنْكُمْ إِنِّي

أُطْعَمُ وَأُسْقَى

Click For More Books

میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں رات
اس طرح گزارتا ہوں کہ ایک کھلانے
والا کھلاتا ہے اور پلانے والا پلاتا ہے۔

میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے
میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے۔
تم میں میرا مثل کون ہے؟ میں
رات گزارتا ہوں مجھے میرا رب
کھلا اور پلا دیتا ہے۔

میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میں
رات گزارتا ہوں ایک کھلانے
والا مجھے کھلا دیتا ہے اور پلانے
والا مجھے پلا دیتا ہے۔

إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ
إِنِّي أَبِيتُ لِحِ مُطْعِمٍ
وَسَاقٍ يَسْقِينِ۔

إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي
يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ۔
أَيْكُمْ مِثْلِي إِنِّي
أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي
وَيَسْقِينِي۔

لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي
أَبِيتُ لِحِ مُطْعِمٍ
يُطْعِمُنِي وَسَاقٍ
يَسْقِينِي۔

(بخاری ج ۱ صفحہ ۳۶۳، ۳۶۵)

چنانچہ صحابہ کرام بارگاہ نبوت میں عرض کیا کرتے تھے۔

قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَهَيْئَتِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ (بخاری ج ۱ ص ۶)

یا رسول اللہ ہم آپ کی طرح نہیں ہیں۔

اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت
و بشریت کے اظہار و بیان میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ اور ایمان کا تقاضہ بھی
یہ ہے حضور سرور کائنات کا ذکر جب کیا جائے تو آپ کے مرتبہ و مقام کی عظمت
کا خیال رکھا جائے جو لوگ اس معاملہ میں غلو و شدت سے کام لیتے ہیں وہ دین کی کوئی
خدمت نہیں کرتے بلکہ متکبرین حدیث کو تقویت پہنچاتے ہیں (فیوض الباری بارہ ششم)

Click For More Books

آؤ کہ ذکرِ حسنِ شہیدِ بحرِ در کریں جلوے بکھیر دیں شبِ غم کی سحر کریں
مل کر بیاں محاسنِ خیر البشر کریں عشقِ نبی کی آگ کو کچھ تیز تر کریں
جو حسنِ میرے پیشِ نظر ہے اگر اُسے جلوے بھی دیکھ لیں تو طوافِ نظر کریں
وہ چاہیں تو صدف کو درِ بے بہا ملے وہ چاہیں تو خرف کو حریفِ اکبر کریں
فرمائیں تو طلوع ہو مغرب سے آفتاب چاہیں تو اک اشکِ سے شوقِ قمر کریں
کوئین کو محیط ہے سرکار کا کرم
سرکار ! آپ ہم پر کرم کی نظر کریں

محی علی اللہ علیہ السلام حمد کی یاد سے دل کو سرور ملتا ہے
محی علی اللہ علیہ السلام حمد کے ذکر سے دنیا کو نور ملتا ہے
محی علی اللہ علیہ السلام حمد کے در پہ تصدق ہے غیرتِ معنی
محی علی اللہ علیہ السلام حمد کے در سے ہی قلبِ غیور ملتا ہے

شارع علیہ السلام

حدیث : ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عید کے دن صدقہ فطر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض کیا ہے تاکہ یہودہ اور لغو کلام سے رزہ دار کی بھارت ہو جائے اور مسکینوں کو کھانا مل جائے۔

(الترغیب والترہیب صفحہ ۲۲۰)

یہ حدیث لکھنے کے بعد پھر محدثین کرام نے لکھا ہے کہ :
فَبِهِ بَيَانٌ اِنَّ مَا فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَهُوَ كَمَا فَرَضَ اللّٰهُ۔

اس سے اس امر کا بیان ہے کہ جو چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرض فرما دیں وہ ایسے ہی فرض ہے جیسے خدا نے فرض فرمائی ہو۔

معلوم ہوا کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم "شارع" ہیں اور آپ کے ارشادات عین شریعت ہیں۔ اور آپ کے ارشادات کا ماننا اور ان پر عمل کرنا مسلمان کے لیے ایسے ہی ضروری ہے جیسے قرآن کا ماننا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مختار و شارع ہونے کا انکار کرنا منکرین حدیث کی فہرست بڑھانا ہے۔

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم۔ طیب و طاہر اور معصوم رسول ہیں جن کا نام اسم گرامی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جن کی زبان مرضی الہی کی

Click For More Books

ترجمان جن کا نطق نطق خدا جن کا حکم حکم خدا ہے۔ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ جِن کی
شان، جو مرکز دین۔ محور شریعت، امر و نہا ہی و معصوم رسول ہیں جن کا قول بھی معصوم
عقل بھی معصوم اور خود بھی معصوم ہیں۔ آپ پوری کائنات کے لیے روشنی کا بندارہ
ہیں۔ دین بھی وہی ایمان بھی وہی اور قرآن بھی وہی ہے

نگاہِ عشق وستی میں وہی اول وہی آخر

وہی قرآن وہی ایمان وہی یاسن وہی الطحہ

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے اجمال کی جو توضیح اور
اس کے اصولوں کی جو تبیین تشریح فرمائی اس کا نام سنت یعنی حدیث ہے
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پوری دنیا کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

ایمان ہے قَالَ مُصْطَفَايَ

قرآن ہے قَالَ مُصْطَفَايَ



Click For More Books

عمل کا ثواب نیت پر موقوف ہے

① حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال صرف نیتوں سے ہیں۔ اور انسان کے لیے وہی کچھ ہے جو اس نے نیت کی۔ تو جس کی ہجرت دنیا کی طرف ہو کہ اس کو پہنچے۔ یا کسی عورت کی طرف ہو کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔

ہذا ایت : جو شخص کتاب لکھے تو اس کو چاہیے کہ اس مندرجہ بالا حدیث سے اپنا کتاب کا افتتاح کرے۔ ابو داؤد کا قول ہے کہ چار ہزار حدیثیں ہیں جن میں مسائل دینیہ کا ذکر ہے۔ انسان کو اپنے دین کے لیے ان میں سے صرف چار حدیثیں کافی ہیں۔

عمل کا دار و مدار نیت پر ہے
حلال بھی ظاہر ہے حرام بھی ظاہر ہے
آدمی کے حسن اسلام سے یہ بات ہے کہ وہ
اس چیز کو چھوڑ دے جو اس کو فہرہ دے۔
مومن اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب
تک کہ وہ مومن بھائی کے لیے اس چیز کو
پسند نہ کرے جسے وہ اپنے لیے پسند
کرتا ہے۔

(۱) إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ
(۲) الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ
(۳) مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ
مَا لَا يَحِبُّهُ
(۴) وَلَا يَكُونُ الْمُؤْمِنُ
مُؤْمِنًا حَتَّى يَرْضَى
لِأَنفِهِ مَا يَرْضَى
لِنَفْسِهِ۔

Click For More Books

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کرے گا جب وہ لشکر حِشیل میدان میں پہنچے گا تو ان کے اگلوں کو بھی اور پچھلوں کو بھی زمین میں دھنسا دیا جائے گا حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں: ”میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگلوں اور پچھلوں سب کو زمین میں کیوں دھنسا دیا جائے گا حالانکہ ان میں بعض کاروباری لوگ بھی ہوں گے اور کچھ ایسے بھی جو ان حملہ آوروں میں نہیں ہوں گے“ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگلے اور پچھلے تمام زمین میں دھنس جائیں گے اور پھر ان تمام کو ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

ہدایت : جب کوئی قوم اجتماعی بے رہ روی کا شکار ہو جاتی ہے اور ظالموں فاسقوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان ظالموں کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کو بھی پکڑ لیتا ہے جو شریک ظلم نہیں ہوتے۔

اسی لیے بُرائی کو ہر ممکن طریقے سے روکنے کا حکم دیا گیا ہے جو بُرائی کو روکنے کی کوشش نہیں کرتا وہ بھی گنہگار شمار ہوتا ہے۔

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک سے لوٹے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہمارے پیچھے مدینہ طیبہ میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ ہم جس گھاٹی سے گزرے یا جس وادی کو بھی عبور کیا وہ ہمارے ساتھ تھے۔ انہیں عذر نے ہمارے ساتھ نہ آنے دیا۔ (بخاری و مسلم)

ہدایت : اگر کوئی مسلمان خلوص نیت سے کوئی نیک کام کرنا چاہتا ہے لیکن کسی مجبوری کے سبب وہ کام نہ کر سکے تو بھی اللہ تعالیٰ اس کی نیت کے سبب اس کو اس کا خیر کا اجر عطا فرمائے گا۔

④ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ نہ تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے اور نہ ہی تمہاری صورتوں کو بلکہ وہ تو تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ (مسلم)

ہدایت : تمہارے سارے کام تمہارے دلوں کی نیت پر موقوف ہوتے ہیں جیسی تمہاری نیت ہوگی ویسا ہی اجر ملے گا۔

⑤ حضرت ابو بکرہ ثقیف بن حارث ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان اپنی تلواروں سے ایک دوسرے سے مقابلہ کریں تو قاتل و مقتول دونوں دوزخ میں جائیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ قاتل کا تو دوزخ میں جانا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن مقتول کے لیے یہ حکم کیسے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بھی تو اپنے ساتھی کو قتل کرنا چاہتا تھا (بخاری و مسلم)

⑥ حضرت ابو ہریرہؓ مروی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باجماعت نماز ادا کرنے سے گھر میں نماز ادا کرنے سے تیس گنا ثواب ملتا ہے اور یہ اس لیے کہ جب ایک شخص وضو کرتا ہے پھر سجدہ میں آتا ہے اور اس کی نیت صرف نماز ادا کرنے کی ہوتی ہے۔ مسجد کی طرف جو قدم بھی وہ اٹھاتا ہے اس سے اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے اور اس کا ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ مسجد میں پہنچ جاتا ہے اور جب مسجد میں داخل ہو جاتا ہے یہاں تک نماز کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے نماز ہی میں ہوتا ہے۔ فرشتے اس پر سلام بھیجتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں اے اللہ اس پر رحم فرما۔ اس کی توبہ قبول کر اور جب تک اس کا وضو نہ ٹوٹے یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

⑦ حضرت ابو العباس عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمایا، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب

تعالیٰ کی طرف سے بیان کرتے ہیں، ”بے شک اللہ تعالیٰ نے نیکیوں اور برائیوں کو لکھا اور پھر ان کو بیان فرمادیا پس جو شخص نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک نیک لکھ دیتے ہیں اور اگر نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل بھی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں دس سے لے کر سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اگر کوئی برائی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک کالی نیکی لکھ دیتا ہے اور برائی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل بھی کرے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں صرف ایک برائی لکھتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

⑧ حضرت ابو عبد الرحمن بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: تم سے پہلے زمانے کی بات ہے کہ تین شخص سفر پر روانہ ہوئے، وہ رات گزارنے کے لیے ایک غار میں داخل ہوئے۔ پہاڑ سے ایک چٹان گری اور غار کا منہ بند ہو گیا، انہوں نے آپس میں کہا کہ اس چٹان سے نجات کی صورت یہی ہے کہ ہم سب اللہ تعالیٰ سے اپنے نیک اعمال کے واسطے سے دعا کریں۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا: اے اللہ! میرے والدین بہت ضعیف تھے۔ میں ان کو دردہ پلانے سے پہلے اپنے بچوں اور خادموں کو دردہ نہیں پلاتا تھا۔ ایک دن میں درختوں کی لاشیں میں ڈرنکل گیا اور جب لوٹا تو وہ سوچکے تھے میں نے ان کے لیے دردہ درہا۔ اور دیکھا کہ وہ سوئے ہوئے ہیں۔ مجھے انہیں جگانا بھی پسند نہیں تھا اور ان سے پہلے اہل و عیال کو دردہ پلانا بھی ناگوار تھا۔ میں رکابا پہلے میرے ہاتھ پر عقیقے ان کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا حتیٰ کہ صبح روشن ہو گئی بچے میرے پاؤں سے چپٹ کر بھوک کی وجہ سے چلا رہے تھے۔ میرے والدین جاگے اور انہوں نے دردہ پیاسے اللہ! اگر میں نے یہ تیری رضا کی خاطر کیا تھا تو ہمیں اس چپٹان کی مصیبت

سے نجات عطا فرما۔ چٹان تھوڑی سی سرک گئی لیکن وہ اس سے نکل نہ سکتے تھے۔ دوسرے نے کہا: اے اللہ! میری ایک چچا زاد تھی جو مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھی اور ایک روایت میں ہے کہ میں اس سے اتنی زیادہ محبت کرتا تھا جتنی محبت ایک مرد عورت سے کرتا ہے۔ میں نے اس سے اپنی خواہش کی تکمیل کا ارادہ کیا۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک سال وہ قحط سالی کا شکار ہو گئی، وہ میرے پاس آئی تو میں نے اسے اس شرط پر ایک سو اسی دینار دیئے کہ وہ مجھے اپنی خواہش کی تکمیل کی اجازت دے گی۔ یہاں تک کہ جب میں اس پر قادر ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ جب میں اس کے پاؤں کے دربان میں بیٹھا تو اس نے کہا: اللہ سے ڈر اور ناجائز طریقے سے گھر نہ توڑ۔ تو میں اس سے پیچھے ہٹ گیا۔ حالانکہ وہ مجھے دنیا میں سب سے زیادہ محبوب تھی۔ اور جو سونا میں نے اس کو دیا تھا وہ بھی اس کے پاس رہنے دیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یرتیری رضا کے لیے کیا تھا تو یہیں اس مصیبت سے نجات دے۔ چٹان تھوڑی سی اور سرک گئی۔ لیکن پھر بھی وہ نکل نہیں سکتے تھے۔ تیسرے نے کہا: اے اللہ! میں نے کچھ لوگ اجرت پر رکھے۔ اور سب کو اجرت ادا کر دی سوائے ایک آدمی کے۔ کہ وہ اپنا حصہ چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے اس کی اجرت کو تجارت وغیرہ میں لگایا۔ حتیٰ کہ اس سے بہت زیادہ مال اکٹھا ہو گیا۔ کچھ عرصے کے بعد وہ میرے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے بندے! مجھے میرا حق ادا کر۔ میں نے اسے کہا: یہ اونٹ، گائے، بکریاں اور غلام جو تو دیکھ رہا ہے یہ سب تیرا اجر ہے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! میرے ساتھ مزاج نہ کریں۔ میں نے اس سے کہا: میں تیرے ساتھ مزاج نہیں کر رہا۔ اس نے سارا مال لے لیا۔ اور اسے ہانک کر لے گیا۔ اور کچھ بھی نہ چھوڑا۔ اے اللہ! اگر میں نے یرتیری رضا کے لیے کیا تھا تو یہیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔ چٹان ہٹ گئی اور وہ نکل کر چلے گئے۔ (بخاری و مسلم)

اے اپنی بیزنکاح کے پری بکارت ختم ہو کر اور میری پاکدامنی کو داغدار نہ کر۔

اعمال کا ثواب

نیت اور اخلاص پر مبنی ہے

وَيَكُلُّ إِصْرِي مَا نَوَيْتُ
فَدَخَلَ فِيهِ الْإِيمَانُ وَالْوُضُوءُ
وَالصَّلَاةُ وَالزَّكَاةُ وَالْحَجُّ
وَالصَّوْمُ وَالْأَحْكَامُ
(بخاری شریف)

اور ہر آدمی کے لیے وہی ہے جو
وہ نیت کرے (امام بخاری کہتے ہیں)
اس میں ایمان۔ وضو۔ نماز۔ زکوٰۃ۔
حج۔ روزہ اور تمام معاملات داخل
ہوئے (یعنی ان میں نیت شرط ہے)

فوائد و مسائل

۱) اس باب میں ان لوگوں کی تردید ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ایمان صرف زبان سے
اقرار کرنے کا نام ہے۔ امام بخاری نے یہ بتایا کہ ایمان دل کا نسل ہے اور اس
میں نیت شرط ہے۔ جیسے دیگر اعمال میں نیت شرط ہے۔

۲) گذشتہ باب میں ان امور کا ذکر تھا جن کے کرنے سے آدمی جنت
کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اس باب میں یہ بتانا مقصود ہے کہ اعمال کے لیے نیت
شرط ہے۔

(۳) اس کے بعد امام نے سات چیزیں ذکر کی ہیں جو یہ ہیں۔

۱۔ ایمان : وہ کہتے ہیں ایمان کے لیے بھی نیت شرط ہے۔

Click For More Books

۲۔ وضو : امام بخاری کے نزدیک اور اسی طرح امام مالک و شافعی و احمد و عامہ اصحاب الحدیث کے نزدیک وضو میں بھی نیت شرط ہے لیکن اخاف کے نزدیک وضو کے لیے نیت شرط نہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ جب تک وضو نیت کے ساتھ نہ کیا جائے تو اس کا ثواب نہیں ملتا۔

۳۔ نماز : اس میں تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ نماز کیلئے نیت شرط ہے بغیر نیت کے نماز ہوگی ہی نہیں کیونکہ یہ عبادہ مقصودہ ہے۔

۴۔ زکوٰۃ : تمام ائمہ متفق ہیں کہ زکوٰۃ بغیر نیت کے ادا نہیں ہوتی۔

۵۔ حج و روزہ : اس میں ائمہ اربعہ کے نزدیک نیت شرط ہے

البتہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک صرف روزے کی نیت آئی ہے رمضان کی تخصیص ضروری نہیں ہے۔ لیکن عطاء، مجاہد اور امام زفر کا مسلک یہ ہے کہ صحیح و مقیم کے لیے مطلق نیت کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ کیونکہ رمضان میں نقلی روزہ صحیح نہیں ہوتا۔

۷۔ والاحکام : یعنی امام بخاری و شافعی کے نزدیک تمام معاملات بیع و شراء نکاح و طلاق وغیرہ میں نیت شرط ہے حتیٰ کہ اگر کسی نے بغیر نیت کے یہ کہہ دیا کہ میں نے بیچا یا خریدا۔ زن رکھا۔ طلاق دی۔ تو امام بخاری و امام شافعی کے نزدیک واقع نہ ہوگی۔ لیکن معاملات میں امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک نیت شرط نہیں۔ امام کے نزدیک صرف عبادات مقصودہ میں بھی نیت شرط ہے جیسے نماز روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ۔ اور اعمال کا ثواب نیت سے ملتا ہے نہ یہ کہ نیت کے بغیر عمل معتبر ہی نہیں ہوتا۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى قُلْ كُلُّ يَعْمَلْ

عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے محبوب تم فرما دو ہر شخص اپنی طبیعت کے مطابق عمل کرتا ہے۔

(۱) امام بخاری نے شاکلہ کا ترجمہ "نیت" کیا ہے۔ ویسے اصل معنی اس کے "طبیعت" کے ہیں۔ یعنی ہر انسان اپنی اسی طبیعت کے مطابق کام کرتا ہے جو خلقۃً اس کے اندر موجود ہوتی ہے۔ یعنی اگر وہ سعید ہے تو اچھے کام کرے گا اور اگر شقی ہے تو بُرے کام کرے گا۔

(۲) حضرت حسن بصری۔ قتادہ۔ معاویہ بن قرة المزنی نے اس کے معنی نیت کے کئے ہیں۔ اور بعض مفسرین نے شاکلہ کے معنی دین اور مذہب کے کئے ہیں اور بعض نے طریقہ کے۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ (بخاری) نے فرمایا جہاد اور نیت باقی ہے۔

یہ اس حدیث کا ایک ٹکڑا ہے جو فتح مکہ کے وقت حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمائی تھی کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں کیونکہ اب مکہ دارالاسلام ہو گیا ہے۔ لیکن جہاد اور نیت قیامت تک باقی ہیں۔ تو اگر چہ ہجرت منقطع ہو گئی ہے۔ مگر جہاد اور نیت ثواب ابھی باقی ہیں ان کے ذریعہ آدمی ثواب حاصل کر سکتا ہے۔

وَنَفَقَهُ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ يَحْتَسِبُهَا صَدَقَةً

اور آدمی جو اپنے اہل و عیال پر (خلوص نیت) کے ساتھ خرچ کرتا ہے وہ بھی صدقہ ہے۔

یعنی جیسے صدقہ (باعث ثواب ہے) میں ثواب ملتا ہے اسی طرح اس میں ثواب ملتا ہے۔

حدیثُ الْأَعْمَالِ بِالنِّيَّةِ کے چند اہم فوائد و مسائل

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

Click For More Books

عَنْهُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ
وَلِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوَى

مروی ہے حضور سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال
کا ثواب نیت سے ہے اور ہر
شخص کے لیے وہی ہے جو وہ
نیت کرے۔

توضیح

اس حدیث سے جو اصول نکلتا ہے۔ وہ یہ ہے: اعمال خواہ وہ فرائض ہوں
یا واجبات مستحبات ہوں یا مباحات، ان کا ثواب اسی وقت ملے گا جب کہ
نیت صالح ہو: نیز یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ اس حدیث میں اعمال سے کوئی خاص
عمل مراد نہیں ہے۔ لہذا اس میں وہ عمل بھی داخل ہے جس کے متعلق شریعت
نے نہ کرنے کا حکم دیا ہے، اور نہ اس سے منع کیا ہے یعنی مباح۔ ثواب اس
اصول کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہر وہ کام جو مباح ہو اور جس کے
کرنے پر ثواب بھی مقرر نہ ہو۔ اگر اسی کام کو آدمی نیت خیر کے ساتھ کرے۔ تو
عبادت ہو جائے گا اور اس کا ثواب ملے گا۔ چنانچہ علامہ عینی علیہ الرحمہ
اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

۱۔ وَفِيهِ النَّحْتُ عَلَى
نِيَّةِ الْخَيْرِ مُطْلَقًا
وَإِنَّهُ يُثَابُّ عَلَى
النِّيَّةِ۔ یعنی جلد اول ص ۳۶۸

اس حدیث میں نیت خیر کی تو
ترغیب دی گئی ہے مطلقاً اور
یہ کہ آدمی کو اس کے عمل کا ثواب
نیت کی وجہ سے مل جائے گا۔

۲۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعة اللمعات میں لکھتے ہیں کہ احادیث
میں آیا ہے جب ملائکہ بندوں کے اعمال آسمان پر لے جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے اَلْقِ تِلْكَ الصَّحِيفَةُ - اس صحیفہ کو پھینک دو یعنی یہ ہمیں منظور نہیں ہے فرشتے عرض کریں گے۔ الہی اس بندے نے نیک کام کئے، ہم نے سُنے اور دیکھے اور لکھ لیے ان کو کیسے پھینک دیں حکم ہوگا لحدیث و بیہ و جہی۔ چونکہ اس بندے نے اس عمل کے ساتھ میری رضا کا ارادہ نہیں کیا۔ اس لیے ہم میرے حضور میں مقبول نہیں ہیں اسی طرح ایک دوسرے فرشتے کو حکم ہوگا: اُكْتُبْ لِفُلَانٍ كَذَا وَكَذَا۔ فلاں بندے کے اعمال نامہ میں فلاں فلاں عمل لکھ لے فرشتہ عرض کرے گا۔ الہی یہ کام تو اس نے کیا ہی نہیں؟ ارشاد ہوگا کہ وہ کر نہیں سکا۔ مگر اس کا ارادہ اور نیت تو اس کام کے کرنے کی تھی۔ دیکھئے نیت صالح سے عمل کے بغیر ہی ثواب مل گیا اور بُری نیت سے کیے ہوئے اعمال ضائع ہو گئے۔

۳۔ حضرت رومی علیہ الرحمۃ نے تنووی میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے مسجد کے پاس اپنا مکان بنوایا۔ اور مسجد کی طرف ایک کھڑکی کھولی۔ اس کے پیر نے پوچھا۔ یہ کھڑکی کیوں رکھی ہے۔ جواب دیا ہوا کہ لیے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو یہ نیت کرتا کہ کھڑکی اس لیے رکھتا ہوں تاکہ اذان کی آواز یا جماعت کے کھڑے ہونے کا علم ہو جایا کرے تو ہوا تو خود بخود آجایا کرتی اور تجھے تیری نیت کا ثواب ملتا۔

۴۔ غریب کی مدد کرنا کارِ ثواب ہے۔ قرآن و حدیث نے اس عمل پر ثواب مقرر کیا ہے۔ ثواب اگر کسی ایسے غریب کی مدد کرے جو اس کا رشتہ دار ہے۔ اور نیت یہ کرے کہ غریب رشتہ دار کو دینے میں صلہ رحمی بھی ہے۔ تو ایسی صورت میں تعدد نیت کی وجہ سے اس کو دو ثواب مل جائیں گے۔ ایک صدقہ کا۔ دوسرا صلہ رحمی کا۔

۵۔ نماز پڑھنا کارِ ثواب ہے لیکن آپ ایسی مسجد میں جا کر نماز پڑھتے ہیں جو

دیران ہے۔ اور آپ کی نیت ہے کہ اس دیران مسجد میں جب پڑھوں گا تو میری وجہ سے اور لوگ بھی یہاں آئیں گے اور مسجد آباد ہو جائے گی۔ یہاں بھی تعدد نیت کی وجہ سے ڈبل ثواب ملے گا۔ ایک نماز کا دوسرے مسجد کو آباد کرنے کا۔

۶۔ مسجد میں بیٹھنا ایک عمل ہے۔ اگر اس کے ساتھ اعتکاف کی نیت کرے تو ثواب اعتکاف مل جائے گا۔ پھر اعتکاف کے ساتھ یہ نیت بھی ہو کہ جماعت کا انتظار ہے تو بحکم حدیث جماعت کا منتظر نماز میں ہے نماز کا ثواب بھی ملے گا۔ پھر اس کے ساتھ یہ نیت کرے کہ جتنی دیر مسجد میں ٹھہروں گا تمام اعضاء کی جملہ برائیوں سے حفاظت ہوگی۔ تو یہ ثواب بھی مل جائے گا۔ اسی طرح اس کے ساتھ درود شریف پڑھنے کی نیت کرے یا یہ نیت کرے مسجد میں علم کا افادہ یا استفادہ ہو گا یا کوئی دینی بھائی مل جائے گا۔ اس کی زیارت کروں گا یا کوئی سلام کہے گا اس کو جواب دوں گا۔ کسی کو چھینک آئے گی تو میں حمد اللہ کہوں گا الغرض جتنی نیتیں کرے گا۔ سب کا ثواب مل جائے گا دیکھئے کام ایک ہی ہے مگر نیتیں متعدد ہیں۔ اور نیتوں کا الگ الگ ثواب مل رہا ہے کیونکہ حدیث بالا کے الفاظ دحل مدع مانوئی کا یہ ہی مطلب ہے کہ جو نیت کرے گا وہی پائے گا۔

۷۔ ایک شخص اپنی ضرورت سے بازار جا رہا ہے۔ بازار جانا ایک مباح عمل ہے لیکن اگر وہ اس میں یہ نیت کر لے کہ رستہ میں جو تکلیف دہ چیز ہوگی اس کو ہٹا دوں گا۔ اسلام کی اشاعت کروں گا کسی کو برا کام کرتے دیکھوں گا تو منع کروں گا۔ کسی مسلمان بھائی کو خوشش کرنے کے لیے مسکرا دوں گا۔ جتنی نیتیں کرے گا۔ سب کا الگ الگ ثواب مل جائے گا۔ اور یہ بازار جانا کا ثواب ہو جائے گا۔ برکت یہ کہ ارادہ تو ان امور کے کرنے کا کر لیا مگر نہ سکا تو بھی ثواب مل جائے اسی لیے حدیث میں فرمایا نیتہ المؤمنین اب تلغ من عملہ کو مومن کی نیت

اس کے عمل سے زیادہ معتبر ہے۔

۷۔ غرض کہ اس حدیث مبارکہ سے یہ اصول نکلتا ہے کہ ہر وہ کام جس کی ممانعت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی جب وہ نیک نیتی سے کیا جائے تو وہ کام عبادت ہو جائے گا اور اس پر ثواب ملے گا۔

چنانچہ اس اصول کی روشنی میں اگر دیانت داری سے مسائل کی حیثیت دیکھی جائے تو بہت سے ایسے مسائل حل ہو جاتے ہیں جن میں آج بحث و مباحثہ بکا رہ و مجادلہ کا بازار گرم ہے۔

۱۔ مثلاً مجلس میلاد کے قیام و اہتمام کو لیجئے۔ اگر نیت یہ ہے کہ حضور سید عالم نور مجتہم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ظاہر ہو۔ آپ کے فضائل و مناقب بیان ہوں اور آپ کی سیرت مبارکہ قوم کے سامنے رکھی جائے تو اس حدیث کی رو سے جائز ہے اور کارِ ثواب ہے۔ اگر مجلس میلاد کے قیام کی غرض ریادہ سمعہ ہو یا اس کو فرض و واجب سمجھ لیا جائے اور یہ خیال کیا جائے کہ صرف ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو ہی یہ مجلس قائم ہو سکتی ہے اور دنوں میں ذکر رسول ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ نیت غلط ہے اس کی اصلاح کر دینی چاہیے۔

۲۔ یا مثلاً میت کے تیسرے، ساتویں یا چالیسویں دن کھانا پکا کر مساکین کو کھلایا جائے اور یہ نیت ہو کہ دن مقرر کر لے میں آسانی ہوتی ہے۔ مساکین جمع کر لیے جاتے ہیں۔ تو حدیث ہذا کی روشنی میں اس کے جواز میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ اگر نیت یہ ہو کہ دن مقرر کر کے ہی فاتحہ دیتے ہیں ثواب پہنچتا ہے ویسے نہیں۔ یا کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینا ضروری ہے تو اس کی اصلاح کر دینی چاہیے اور بتا دینا چاہیے کہ ثواب پہنچانے کے لیے دن مقرر کرنا ضروری نہیں ہے جس روز بھی ایصالِ ثواب کیا جائے خواہ کھانا پکا کر عزائم تقسیم کیا جائے

یا قرآن پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچایا جائے ہر طرح جائز ہے۔ ہاں اگر ان قیود میں کوئی مصلحت ہو تو حرج نہیں کیونکہ اعمال کا مدار نیت پر ہے۔

۲۔ اسی طرح میت کے دفن کے بعد لوگ جمع رہتے ہیں اور کلمہ پڑھتے ہیں۔ ان کی نیت یہ ہوتی ہے کہ بیکار ٹیٹھر رہنے اور فضول گفتگو کرنے سے بہتر ہے کہ کلمہ طیبہ جس کی نسبت حدیث میں آیا ہے کہ افضل الذکر یہی ہے پڑھتے رہیں۔ تو یقیناً موجب برکت ہے۔ پھر اگر بعض روایات کے مطابق ستر ہزار بار ہو جائے اور میت کو بخشا جائے تو اُمید مغفرت ہے۔ لہذا اس حدیث کی رو سے ضرور ان کو اجر ملے گا اور پھر وہ میت کو بخشیں گے۔ تو ضرور میت کو پہنچے گا۔ کیونکہ اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ اور جب اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ تو اب مذکورہ بالا کا کرنے والوں کو جبکہ ان کی نیت حسن ہے بدعتی کہنا اور چاہوں کو یہ کہہ کر مغالطہ دینا کہ کیا یہ کام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا کیسا فضول اعتراض اور کس قدر جہالت کی بات ہے۔ بہر حال دیانت و امانت ہو اور نقصانیت و بہت دھرمی نہ ہو تو اس قسم کے بہت سے مختلف فیہ مسائل اسی حدیث کی روشنی میں حل ہوجاتے ہیں۔ فافہم۔

الدِّیْنُ النَّصِيْحَةُ

اللہ کے لیے نصیحت کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ذات و صفات پر ایمان لایا جائے اور ہر نقص اور بہ عیب سے اسے پاک و منزہ مانا جائے اور اس کے منشاء و مرضی کے مطابق زندگی گزاری جائے رسول کے لیے نصیحت کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ السلام نے پیش کیا ہے اس کی تصدیق کی جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ اس کے اوامر پر عمل کیا جائے اور نواہی سے

بچا جائے۔ اور ہر وقت و ہر آن آپ کا ادب و احترام کیا جائے۔ آپ کی سنتوں کو زندہ کیا جائے۔ اور آپ کے اہل بیت و اصحاب سے محبت کی جائے۔ کتاب اللہ کے لیے نصیحت کے معنی یہ ہیں کہ قرآن پاک کے کلام الہی ہونے پر ایمان لایا جائے اور عہدہ رکھا جائے کہ اس کی مثل بنایا جانا محال ہے۔ اس میں کمی و زیادتی، تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ ائمہ کے لیے نصیحت کے معنی یہ ہیں کہ معروف میں ان کی اطاعت کی جائے اور تلوار سے ان پر خروج نہ کیا جائے۔ ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے۔ ان کے ساتھ مل کر جہاد کیا جائے اور صدقات و زکوٰۃ ان کی تحویل میں دی جائے۔ عام شارحین نے ائمہ سے اصحاب حکومت اسلامیہ کو لیا ہے اور بعض نے علماء کو مراد لیا ہے کہ ان کی عزت کی جائے اور جو وہ حکم شرعی بیان کریں اس کو تسلیم کیا جائے۔ عام مسلمانوں کے لیے نصیحت ہے کہ معنی یہ ہیں کہ مسلمان آپس میں محبت کے ساتھ رہیں نیکی کے ساتھ تعاون کریں۔ اور برائی سے عدم تعاون کریں اور اپنے بھائی مسلمان کے حقوق ادا کرتے رہیں۔

- ۱۔ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَلْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ يَجْتَسِبُهَا فَهِيَ لَهُ صَدَقَةٌ (بخاری)
- حضرت ابو مسعود سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی اپنے گھر والوں پر ثواب کی نیت سے خرچ کرے تو صدقہ کا ثواب پائے گا۔
- ۲۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ
- عاصم بن سعد نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو جو کچھ خرچ کرے اور اس سے نیت

Click For More Books

نَفَقَةً تَتَكْفِي بِهَا وَحْشَهُ
اللّٰهُ اِلَّا اُجِرْتُ عَلَيْهَا حَتّٰى
مَا تَجْعَلَ فِيْ فَرْعِ اِمْرَاتِكَ
(بخاری)

تیری اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہو
تو تجھ کو اس کا ثواب ملے گا
یہاں تک کہ اس پر بھی جو لقمہ
اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے۔

فوائد و مسائل

دونوں حدیثیں اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہیں۔ اور ان میں یہ تعلیم دی گئی ہے
کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ کسی غریب و محتاج کی مدد کی جائے۔ حتیٰ کہ اپنے اہل و
عیال پر خرچ کیا جائے۔ اور مقصود اس سے رضائے الہی ہو تو اس پر بھی ثواب مل
جائے گا۔ حدیث دوم میں فقیر امراءِ عتیک کے لفظ سے اس طرف اشارہ کیا
گیا ہے کہ جب اپنی بیوی کے منہ میں ایک لقمہ دینا باعثِ اجر ہے تو غریب و
محتاج کو کھانا کھلانے اور ان کی امداد و اعانت کرنے میں کس قدر ثواب ہوگا۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدِّينُ
النَّصِيحَةُ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ
وَلِأَهْلِ الْمُسْلِمِينَ
وَعَامَّتِهِمْ وَقَوْلُهُ تَعَالَى
إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ
(بخاری)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ دین نصیحت ہے اللہ کے
لیے رسول کے لیے مسلمان حاکموں
کے لیے اور عام مسلمانوں کے
لیے اور اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ میں
فرمایا جب وہ اللہ اور رسول کی
خیر خواہی میں رہیں۔

فوائد و مسائل

نصیحة - نصیحت الرجل ثوبه سے ماخوذ ہے یعنی کپڑے کو سوئی سے

سینا۔ توبہ النصوح بھی اسی سے مأخوذ ہے۔ گناہ سے دین میں خلا پیدا ہوتا ہے
تو توبہ اس خلا کو پورا کر دیتی ہے۔ امام مازری نے کہا نصیحة
نصحت الغسل سے یعنی شہد کو اس کی آلائش سے پاک و صاف کرنا۔ اسی لیے
وہ بات جو غل و غش سے پاک ہو۔ اس کو نصیحت کہتے ہیں۔ الدین النصیحة
کے معنی یہ ہیں کہ معظم ارکان دین نصیحت ہے جیسے کہتے ہیں۔ الحج العرفہ

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
الْبَجَلِيِّ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ
الزَّكَاةِ وَالنَّصِيحَةِ لِكُلِّ
مُسْلِمٍ - (بخاری)

جریر ابن عبد اللہ بجلي کہتے ہیں
میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے دست مبارک پر
شرائط ذیل پر بیعت کی۔ اقامت
الصلاة۔ ادائے زکوٰۃ۔ ہر
مسلمان کی خیر خواہی۔

فوائد و مسائل

اس حدیث کو امام نے زکوٰۃ اور صلوٰۃ میں بھی ذکر فرمایا ہے اور مسلم نے کتاب
الایمان میں اور ترمذی نے بیعت میں ذکر کیا ہے۔

(۲) جریر ابن عبد اللہ بن جابر بجلي وفات نبوی سے چالیس دن قبل اسلام
لائے بہت حسین صحابی تھے۔ اسی لیے ان کو یوسف کہا کرتے تھے۔ ان کی دیانت
و للہیت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ ان کے غلام نے تین سو روپے میں ایک گھوڑا
خریدا۔ انہوں نے جب گھوڑا دیکھا تو کہنے لگے یہ گھوڑا تو تین سو روپے سے
زیادہ کا ہے تو سنا لیا ہے۔ فوراً مالک کے پاس گئے اور کہا اس کی قیمت تین
سو روپے تو نے کم لی ہے قیمت زیادہ کر۔ اُس نے کچھ روپے اور زیادہ کر دیے
مگر انہوں نے اس کو کل رقم نو سو روپے دیئے۔ ان ایک سو حدیثیں بری ہیں یہ کو فہ سے نہیں چلے گئے تھے۔

Click For More Books

آیت الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ کی تفسیر

یہ آیت عرفہ کے روز جو جمعہ کو تھا بعد عصر نازل ہوئی اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ
سے متعلق مفسرین کے متعدد قول ہیں:

(۱) یہ کہ دین کے اکمال کے معنی یہ ہیں کہ دین پچھلی شریعتوں کی طرح غسوخ نہ ہوگا اور
قیامت تک باقی رہے گا۔

(۲) یہ کہ امور تکلیف میں حرام و حلال کے جو احکام ہیں وہ اور بنیاس کے قانون سب مکمل
کر دیئے۔ اسی لیے اس آیت کے بعد بیان حلال و حرام کی کوئی آیت نازل نہیں
ہوئی۔

(۳) یہ کہ اکمال دین کے معنی دین اسلام کو غالب کرنا ہے جس کا اثر یہ ہے کہ
حجۃ الوداع میں جب یہ آیت نازل ہوئی۔ کوئی بھی مشرک مسلمانوں کے ساتھ
جمع میں شریک نہ ہو سکا۔

عن انس عن النبی صلی اللہ	حضرت انس سے مروی ہے حضور
علیہ وسلم قال یُخْرِجُ مِنَ	صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ
النَّارِ مَنْ قَال	سے وہ سب لوگ نکلے جائیں گے

Click For More Books

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَفِي
قَلْبِهِ وَزَنُ شَعِيرَةٍ
مِنْ خَيْرٍ وَيُخْرِجُ
مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَفِي
قَلْبِهِ وَزَنُ بُرَّةٍ مِنْ
خَيْرٍ وَيُخْرِجُ مِنَ
النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزَنُ
ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ (بخاری)

جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا اور
ان کے دل میں جو کے دانہ کے
برابر بھی خیر ہے۔ پھر وہ لوگ
بھی نکال لیے جائیں گے جنہوں
نے لا الہ الا اللہ کہا اور ان کے
دل میں گہوں کے دانے برابر بھی
خیر ہے اور اس کے بعد وہ لوگ
بھی نکالی لیے جائیں گے جنہوں نے
نے لا الہ الا اللہ کہا اور ان کے
دل میں ذرہ برابر بھی خیر ہے۔

توضیح و تشریح حدیث ہذا کو امام بخاری نے کتاب التوحید میں بھی ذکر کیا۔ اور مسلم نے ایمان میں اور ترمذی نے باب صفة الجنة

میں ذکر فرمایا۔

(۲) چار ذرے رائی کے ایک دانہ کے برابر ہوتے ہیں۔ خوب یاد رکھئے کہ ذرہ کے معنی بعض لوگوں نے ایسے لفظوں سے کہے ہیں کہ پڑھنے والا اس شبہ میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ ذرہ کا کوئی حقیقی وجود نہیں ہے بلکہ وہ محض ایک ہوائی اور مہموم مقدار ہے۔ جیسے بعض نے لکھا ہے کہ ذرہ جو کے ایک ہزار چوبیسویں حصہ کو کہتے ہیں لیکن درحقیقت ان تعبیرات سے ان کا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ ذرہ شی کے قلیل و صغیر حصہ کو کہتے۔ یہ نہیں کہ اس کا تعین اور تصور اور مشاہدہ ذہن انسانی کے لیے ممکن ہی نہ ہو۔ سوئی کی نوک مقابلہ کتنی ہی صغیر ہے۔ مگر ذہن و قلب کے لیے اس کے وجود کا احساس اور بصیرت کے لیے اس کا مشاہدہ ممکن ہے۔ رائی کا دانہ خواہ کتنا

Click For More Books

کتنا ہی چھوٹا سی۔ مگر وجود کا ایک غیر مشکوک اور ٹھوس تصور رکھتا ہے۔ اسی طرح ذرہ ایک ہوائی مقدار کا نام نہیں ہے بلکہ وہ اپنا ایک مستقل وجود رکھتا ہے۔ قافہم۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں خیر کی جگہ ایمان کا لفظ آیا ہے نیز دیگر روایات میں مَا يَزِنُ ذَرَّةً مِّثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنَ الْغَيْرِ مَا يَزِنُ بُرَّةً کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ جن کا لفظی ترجمہ یہ ہے جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوا۔

(۲) گیمہوں کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا۔ رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا اس کی بالآخر نجات ضرور ہوگی۔

(۳) امام نے اس حدیث کے ظاہری الفاظ کو لے کر یہ استدلال فرمایا ہے کہ جو کا وزن گیمہوں کے دانہ سے اور گیمہوں کے دانہ کا وزن ذرہ سے زیادہ ہوتا ہے یہ ہی حال ایمان کا ہے کہ کم سے کم ذرہ کے برابر ایمان کا ہونا نجات کے لیے کافی ہوگا۔ لہذا ایمان میں کمی و زیادتی کا ہونا ثابت ہوا۔

جواب یہ ہے کہ اگر ثمرات ایمان یا ایمان تفصیلی میں کمی و بیشی مراد ہو تو یہ بات مسلم بن الفریقین سے رہا نفس تصدیق کا معاملہ تو اس میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔

جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا اس کی نجات

ہوگی اس کا کیا مطلب ہے؟

واضح ہو کہ مسلمانوں کا ایک طبقہ جس کا کام ہی دین میں نت نئے فتنے اٹھانا اور آیات و احادیث کی تحریف معنوی کرنا ہے۔ وہ اس مضمون کی احادیث

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جب رائی کے دانے کے برابر ایمان بھی نجات کے لیے کافی ہے۔ تو دنیا کی اکثر غیر مسلم قومیں بھی خدا اور آسمانی کتب اور بعض انبیاء و رسل پر ایمان رکھتی ہیں۔ اس ایمان میں اسلام کے بالمقابل کمی اور نقص ہی سہی لیکن رائی کے دانے سے تو یہ بہر حال کم نہیں ہے۔ لہذا ان سب کی نجات ہوگی اور جس میں کم سے کم خدا پر ایمان کا وجود ہو آخر کار جنتی بنا دینے کا ضامن ہے اور منکرین خدا کے سوا تمام انسان دوزخ سے نکال لیے جائیں گے۔ مستشرقین یورپ سے متاثر ہونے والے مسلمان یا منکرین حدیث کی جماعت اگر اس مضمون کی احادیث سے یہ نتیجہ نکالے اور وحدت ادیان اور ہر مذہب حق ہے کا نعرہ بلند کرے تو کوئی حیرانی کی بات نہ تھی۔ مگر حیرت ہے کہ دیوبندی حضرات میں بھی ایسے لوگ بھی ہیں جو مشرک اور اعلیٰ درجہ کے کافر کے لیے بھی بالآخر جہنم سے نجات پانے کا نظریہ رکھتے ہیں مثلاً سیرۃ النبی جلد چہارم میں مولوی سلیمان ندوی دیوبندی نے اپنا مسلک یہ ہی لکھا ہے کہ کافر و مشرک کی بھی بالآخر نجات ہوگی اور وہ جنت میں داخل کیا جائے گا۔

اگرچہ ندوی صاحب نے بالتصریح وحدت ادیان اور ہر مذہب حق ہے کا نعرہ بلند نہیں کیا۔ مگر ان کے اس نظریہ کا نتیجہ تو یہ ہی نکلے گا کہ ہر مذہب میں رہ کر نجات ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جب کافر و مشرک کی بھی بالآخر نجات ہو جائے گی اور انہیں اپنے جرموں کی سزا پاکر جنت میں داخل کر دیا جائے گا تو پھر اسلام کا یہ دعویٰ تو ہوا میں تحلیل ہو کر رہ جائے گا کہ نجات و مغفرت اور حصول جہنم کا واحد ذریعہ و وسیلہ صرف میں ہی ہوں۔ بہر حال اس مضمون کے احادیث سے مذکورہ بالا نتیجہ نکالنا بالکل غلط اور اسلام کے منکر کرنے کے مترادف ہے اور سخت قسم کی جاہلانہ تحریف ہے۔ کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ

Click For More Books

قرآن حکیم سے کسی بات کو اخذ کرتے وقت یہ ضروری ہے کہ پورے قرآن شریف کی نصوص کو جو اس مسئلہ سے متعلق ہیں نظر رکھا جائے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو قرآن پاک میں تناقض و تضاد نظر آئے گا۔ یا پھر متناقض و متضاد نظر آئے۔ اس سے اخذ ہوں گے! اسی لیے قرآن نے پورے قرآن پاک پر ایمان لانے کی تاکید کی ہے۔ اور جو بعض آیات قرآینہ پر ایمان لائیں اور بعض آیات کو نظر انداز کر دیں تو ان کے لیے جہنم کی وعید سنائی۔ یہ وہی حال سنت رسول اللہ کا ہے کہ حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی کسی ایک حدیث کے کسی ایک ٹکڑے سے صحیح مفہوم اخذ کرنے کے لیے ہمیں دین سے متعلق حضور علیہ السلام کی عمومی تعلیم اور اس باب کی دیگر احادیث کو بھی پیش نظر رکھنا پڑے گا تب جا کر کہیں صحیح مفہوم و مطلب واضح ہوگا۔

کتاب وسنت سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ فلاح فوز اخروی کا ضامن صرف اسلام ہے اور اسلام نام ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دینی دعوت کو قبول کرنے کا۔ حضور علیہ السلام کی دینی دعوت کو قبول کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دین اسلام سے متعلق جو کچھ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے۔ اس کی دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کیا جائے مثلاً ایمان کے متعدد اجزاء ہیں، ایمان باللہ۔ ایمان بالرسل۔ ایمان بالملائکہ۔ ایمان بالقدر وغیرہ وغیرہ۔ تو ایمان کے اجزائے ضروریہ پر ایمان لانے والا مومن ہے۔ اور اس کے کسی ایک جز کا بھی انکار کرنے والا کافر ہے۔ مثلاً ایک شخص اور تو سب کچھ مانے مگر ملائکہ کے مخلوق الہی ہونے کا منکر ہو۔ یا ایک شخص ملائکہ اور ایمان کے دوسرے اجزاء کا تو قائل ہو مگر حضور علیہ السلام کے ختم الرسل ہونے کا انکار کرے۔ تو ایسا شخص ایمان کے تمام اجزاء پر ایمان رکھنے کے باوجود کافر ہے۔

اس کے ایک جز کے انکار کرنے کی وجہ سے بالاتفاق کافر قرار پائے گا۔ اور نجات کا ہرگز ہرگز حقدار نہ ہوگا۔ جب یہ قاعدہ ہمیں کتاب و سنت کی نصوص صریحہ سے معلوم ہو گیا۔ تو اب وہ احادیث جن میں ایمان کے کسی ایک جز کا بیان ہوگا۔ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری دینی دعوت کو قبول کرنا اور تمام ضروریات دین پر ایمان لانا مراد لیا جائے گا۔

زیر بحث حدیث ہی کو لیجئے اس میں صرف یہ ہے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھنے والا نجات پائے گا۔ لیکن مراد اس سے صرف توحید پر ایمان لانا نہیں بلکہ پورے کلمہ پر ایمان لانا ہے اور یہاں کلمہ کے جز اول لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کو جز ثانی محمد رسول اللہ کا علم قرار دیا گیا ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھو تو اس سے مقصود صرف اتنے ہی لفظ نہیں بلکہ پوری سورۃ پڑھوانا منظور ہے۔ ایسے ہی یہاں توحید پر ایمان لانے سے مراد رسالت پر ایمان لانا بھی ہے اور اللہ و رسول پر ایمان لانے کے بعد تو بلا ریب یہ طے ہو جاتا ہے کہ جو کچھ کتاب و سنت سے ثابت ہو اس کا اقرار اور تصدیق کی جائے۔

یہی حال حدیث زیر بحث کے اس جملہ کا ہے کہ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا۔ اس کی نجات ہوگی۔ یعنی جس کے دل میں تمام ضروریات دین تمام اجزاء دین کی نفس تصدیق پائی جائے گی۔ اور اصل ایمان موجود ہوگا۔ وہ خواہ کتنا ہی بے عمل اور ناستق و فاجر کیوں نہ ہو اپنے اعمال بد کی سزا بھگتنے کے بعد ہر صورت جہنم سے نکال لیا جائے گا۔ ”ذرہ برابر ایمان ہوگا“ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو شخص اجزاء ایمان میں سے کسی جز کا منکر ہوگا وہ بھی نجات پائے گا حدیث کے خط کشیدہ جملوں کو یہ مطلب پہنانا انتہائی درجہ کی جاہلانہ تحریف ہے

اور اسلام سے کھلی ہوئی بغاوت ہے۔

ایمان میں کمی یا ضعف کا کیا مطلب ہے؟

خوب یاد رکھئے کہ ایمان کا ضعف اور ایمان کا نقص یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں جس کے ایمان میں ضعف ہو وہ مومن ہے اور جس کے ایمان میں نقص ہو وہ یقیناً کافر ہے نقص اور ضعف کے اس فرق کو ایک مثال سے سمجھیے۔

ایمان کے متعدد اجزاء ہیں: توحید، رسالت، ملائکہ، آخرت، تقدیر، ان تمام اجزاء کا ایمان لانے والا اور کسی ایک کا بھی انکار نہ کرنے والا مسلمان ہے۔ اب جو شخص اجزاء ایمان میں سے کسی ایک جز کا بھی انکار کرے تو اس کے متعلق یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس کا ایمان ضعیف ہے۔ بلکہ یہ کہا جائے گا کہ اس کا ایمان ناقص ہے، ادھورا ہے۔ ادھورے ایمان کو قرآن و سنت اور اجماع امت کسی درجہ میں نہیں مانتے بلکہ کفر و ارتداد قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک نے متعدد مقامات پر صراحت کی کہ بعض پر ایمان اور بعض کی تکذیب کل کی تکذیب ہے اس لیے تمام اجزاء ایمان پر ایمان لانے کے باوجود کسی ایک جز پر ایمان نہ لانے کا مطلب ہوگا "ذره برابر ایمان نہ لانا۔" رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان کا نہ ہونا" اور ایسا شخص جس کا ایمان ادھورا ہے بلاشبہ کافر ہے اور اس کی کسی صورت نجات ممکن نہیں ہے۔

اس کے برعکس "ایمان کا ضعف" یہ ایک علیحدہ مفہوم رکھتا ہے اس کے تمام اجزاء ایمانی کے مجموعہ پر ایمان ہو۔ یعنی بلا استثناء ایمان کے تمام اجزاء ضروریہ کا اعتقاد ہو۔ مگر اس تمام اجزاء ایمانی کے مجموعی اعتقاد کے یقین و اذعان میں ضعف ہو۔ اس کو کمی سے تعبیر کرتے ہیں اور اسی ضعف کے

تناسب سے ایمان کی مقدار کا فیصلہ ہوگا۔
بعض وہ لوگ ہوں گے جن کے تمام اجزاء ایمانی کے مجموعی اعتقاد میں یقین
واذعان کا ضعف بالکل ہوگا ہی نہیں بعض وہ ہوں گے جن کے اذعان و یقین
میں ذرا سا ضعف ہوگا۔ اور بعض وہ ہوں گے جن میں یہ ضعف انتہا کو پہنچا ہوگا
مگر اس کے باوجود تمام اجزاء کے ایمانیہ کے کسی جزو ایمان سے انکار و تکذیب
کی نوبت نہیں پہنچی ہوگی تو ایسے افراد کو بھی مومن ہی مانا جائے گا۔ اگرچہ یہ ضرور کہا جائے
گا کہ ان کا ایمان کم ہے یا ان کا ایمان ضعیف ہے اس کی اور ضعف کے اظہار
کے لیے احادیث میں رائی کے والے یا ذرے کی تمثیل دی گئی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ایمان کا نقص یہ ہے کہ اجزاء ایمان میں سے کسی ایک
کا بھی انکار و تکذیب کی جائے جن کے ایمان میں نقص ہوگا وہ کافر ہیں۔ ان کا
ایمان اوصور ہے۔ ظاہر ہے عیسائی یہودی اور دیگر مذاہب کے پیرو اگر توحید
کے قائل ہوں بعض کتب سماویہ اور بعض انبیاء پر بھی ایمان رکھیں۔ لیکن حضور
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسلامی کو قبول نہ کریں تو ان کے
ایمان میں نقص ہے اور وہ کافر ہی قرار پائیں گے کسی حال میں بھی سجات نہ
پائیں گے۔

اور ایمان کا ضعف اور اس کی کمی کا مفہوم یہ ہے کہ تمام اجزاء ایمانی
کے مجموعہ کا اعتقاد ہے۔ کسی ایک بھی جز کی تکذیب اور انکار نہیں ہے۔ مگر
اس مجموعی اعتقاد کے اذعان و یقین میں ضعف ہے اور یہ ضعف جب
انتہا کو پہنچ جائے تب بھی ایسا شخص مومن ہے۔ کیونکہ وہ اجزاء ایمانی میں
سے کسی جز کا منکر نہیں ہے۔ ایسے ہی ضعیف الایمان افراد کے متعلق وحی نبوت
نے اعلان کیا کہ:

”جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا۔ وہ بالآخر جہنم سے نجات
پائے گا۔“ — فافہم

ضروری وضاحت

واضح ہو کہ حدیث ہذا میں خیر سے مراد ہم نے ایمان لیا ہے جس کے
چند وجوہ ہیں۔

اولے: یہ کہ حدیث کے لفظ یہ ہیں: وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ۔
قلبہ کا قرینہ بتا رہا ہے کہ خیر سے مراد ایمان ہے کیونکہ ایمان کا تعلق دل سے
ہوتا ہے۔

دوسرے یہ کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوسری روایت میں خیر
کی جگہ ایمان کا لفظ آیا ہے۔ اسی لیے یہاں خیر سے مراد نور ایمان ہی لینا چاہیے
لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ جہاں خیر کا لفظ آئے وہاں اس کے معنی ایمان ہی
کے لئے جائیں۔ کیونکہ خیر کے لفظ سے جس طرح ایمان مراد لیا جاسکتا ہے اسی
طرح عمل بھی مراد لے سکتے ہیں بلکہ بعض احادیث میں تو ایسے مقام بھی ہیں
جہاں خیر سے ایمان مراد لینا قطعاً غلط ہے۔ چنانچہ بخاری و مسلم ہی میں
یہ حدیث موجود ہے کہ جب سب لوگ سفارش کر چکے تو اس کے بعد ارشاد
باری ہو کہ فرشتوں کی، نبیوں کی اور مومنین کی سفارش ہو چکی اور ان کی سفارش
قبول ہو گئی۔

بِسْ اِبْرٰهٖمَ الرَّحْمٰنِ ہِیْ بَاقِی	اَلَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ
ہے پھر اللہ تعالیٰ خود اپنی	فَقَبِضْ قَبْضَہٗ فَيَخْرُجْ
مغفرت و رحمت کے ہاتھ سے	مِّنْہَا قَوْمًا مَّا نَسْمُ
نکال لے گا جنہوں نے کبھی	یَعْمَلُوْا خَیْرًا قَطُّ

Click For More Books

(بخاری و مسلم) کوئی نیک عمل کیا ہی نہ ہوگا۔
اس حدیث میں خیر سے مراد عمل ہے ایمان نہیں۔ اگر یہاں بھی خیر سے مراد
ایمان لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ وہ لوگ بھی بخش دیئے جائیں گے۔ جن
کے دل میں قطعاً ایمان ہوگا ہی نہیں۔ حالانکہ یہ بات نصوص قرآن کے خلاف
ہے پھر یَعْمَلُوا کا لفظ بھی یہاں قرینہ ہے کہ خیر سے مراد یہاں عمل ہے نیز
اس حدیث کا آخری ٹکڑا یہ ہے۔

یہ لوگ ہیں اللہ کے آزاد کردہ
اللہ نے ان کو جنت میں داخل
فرمایا بغیر عمل کے جو انہوں نے
کیا اور بغیر خیر کے جو انہوں نے
پیش کیا۔ (بخاری و مسلم)

یہاں بھی خیر سے مراد عمل ہی ہے۔ یعنی یہ لوگ وہ ہوں گے جن کے پاس
سوائے ایمان کے کوئی عمل صالح ہوگا ہی نہیں۔ ان کو بھی اللہ عزوجل اپنی رحمت
کاملہ سے جنت میں داخل فرمائے گا۔

آیت الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ کا بیان

نَوَعَيْنَا مَعَشَرَ الْيَهُودِ
نَزَلْتُ لَاتُخَذَ نَافِلَةٌ
الْيَوْمَ عِيدًا قَالَ أَيْ
أَنَّهُ قَالَ الْيَوْمَ
حضرت عمر بن الخطاب سے
روایت ہے کہ آپ سے ایک
یہودی نے کہا اے امیر المومنین!
آپ کی کتاب (قرآن) میں ایک

اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ
وَاَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي
وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ
دِينًا قَالُ عُمَرُ قَدْ عَرَفْنَا
ذَلِكَ الْيَوْمَ وَالْمَكَانَ
الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ
عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ
يَوْمَ جُمُعَةٍ

آیت ہے اگر وہ ہم یہودیوں پر
نازل ہوتی تو ہم روزِ نزول کو
عید ٹھہرا لیتے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ
کون سی آیت ہے؟ اس نے کہا
اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ
انہی آپ نے فرمایا میں اس دن کو
جانتا ہوں اور اس جگہ کو بھی پہچانتا
ہوں۔ جہاں یہ آیت نازل ہوئی
تھی وہ مقام عرفات کا تھا اور
جمعہ کا دن تھا۔ اور حضور علیہ السلام

کھڑے ہوئے تھے۔

(بخاری)

اس حدیث کو امام بخاری نے کتاب المغازی، کتاب التفسیر اور کتاب الاعتصام
میں بھی ذکر کیا ہے۔ نسائی و ترمذی و مسلم نے بھی اس حدیث کو لیا ہے، ترمذی
نے کہا یہ حسن صحیح ہے۔

یومِ نزولِ نعمت کو عید منانے کا ثبوت

جس یہودی نے یہ سوال کیا تھا وہ کعب احبار تھے۔ اس نے سوال یہ کیا
کہ یہ آیت جس میں اسلام کے غلبہ کی بشارت نیکل دین اور اتمامِ نعمت کا بیان ہے
یہ تو بڑی خوشی کا دن ہے مسلمان اس دن کو عید کیوں نہیں مناتے اس پر حضرت
ساروق اعظم نے فرمایا۔ ہم اس سے غافل نہیں۔ ہم اس دن کی غفلت کو بھی سمجھتے ہیں۔
تہ حضرت کعب احبار بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔

Click For More Books

حتیٰ کہ یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ آیت کس جگہ پر کس موقع پر اور کون سے دن نازل ہوئی تھی اور اس وقت ہمارے حضور علیہ السلام کھڑے ہوئے تھے یعنی ہم مسلمان اس دن کو منظم سمجھتے ہیں۔ اور اس کو عید کی طرح مناتے ہیں۔ یعنی ہم نے تو اس دن کو عید کا دن کر لیا ہے۔

علامہ نووی نے فرمایا : مَعْنَاهُ مَا تَرَكْنَا تَعْظِيمَ ذَلِكَ
الْيَوْمِ وَالْمَكَانِ أَمَّا الْمَكَانُ فَهُوَ عَرَفَاتُ
وَهُوَ مَعْظَمُ الْحَجِّ الَّذِي أَحَدًا مَا كَانَ الْإِسْلَامُ
وَأَمَّا الزَّمَانُ فَهُوَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَيَوْمُ عَرَفَةِ
وَهُوَ يَوْمٌ اجْتَمَعَ فِيهِ فَضْلَانِ وَشَرَفَانِ مَعْلُومٌ
تَعْظِيمُنَا بِحُلٍّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فَإِذَا اجْتَمَعَا نَزَّادَا تَعْظِيمُ
فَقَدْ اخْتَدْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا وَعَظَّمْنَا مَكَانَهُ
أَيْضًا (یعنی ج ۱ ص ۱۲۶)

بلکہ اس دن کے ساتھ اس مکان کی عزت کرتے ہیں۔ اسی طرح ترمذی ہیں
حضرت ابن عباس سے مروی ہے۔ آپ سے بھی ایک یہودی نے ایسا ہی سوال
کیا آپ نے فرمایا : جس روز یہ آیت نازل ہوئی اس دن دو عید ہیں۔ جمعہ و
عرقہ۔ اس سے ثابت ہوا کہ کسی دینی کامیابی کے دن کو خوشی کا دن منانا اور اس
کی یادگار قائم کرنا جائز ہے۔ صحابہ کرام سے ثابت ہے ورنہ حضرت ابن عباس
اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم صاف فرماتے کہ جس دن کوئی خوشی کا واقعہ
ہو۔ اس کی یادگار قائم کرنا اس روز کو عید منانا ہم بدعت جانتے ہیں۔ اس
سے عید میلاد النبی کا جواز بھی ثابت ہوا۔ کیونکہ وہ تو صرف قرآن پاک کی ایک
آیت کے نزول کا دن تھا۔ اور ماہِ فاجرِ ربيع الاول صاحبِ قرآن کے ظہور کا مہینہ ہے۔

ہذا عید میلادکہ اعظم نعم الہیہ کی یادگار اور شکر گزاری ہے اور حتماً جائز ہے۔

مثل فارس نجد میں ہوں زلزلے

وکر آیات ولادت کیجئے

بابُ الزَّكَاةِ مِنَ الْإِسْلَامِ

وَتَوَلَّاهُ تَعَالَى

وَمَا أَمْرُوهُ إِلَّا لِيَعْبُدُوا

اللَّهِ مُخْلِصِينَ لَهُ

الْدِّينَ حُنَفَاءَ وَ

يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ

وَذَلِكَ دِينُ الْقِيَمَةِ۔

گزشتہ باب میں ایمان کی کمی و بیشی کا بیان تھا۔ اور اعمال صالحہ سے ایمان

میں زیادتی ہوتی ہے اور اس میں کمی سے کمی۔ اب مذکورہ بالا عنوان قائم کر کے

امام یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جو زکوٰۃ نہیں دیتا اس کا اسلام ناقص ہے۔

جَاءَ مَا جُلِّ إِلَى رَسُولِ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَائِدَ الرَّاسِ نَسْمَعُ وَنُحِ

مُوتِهِ وَلَا نَفْقَهُ

مَا يَقُولُ حَتَّى دَنَا فَاذًا

هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَنَّ دِينَنَا بِلَاغٍ

وَأَمْرُؤُنَا لِيَعْبُدُوا

اللَّهِ مُخْلِصِينَ لَهُ

الْدِّينَ حُنَفَاءَ وَ

Click For More Books

خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ
وَاللَّيْلَةِ فَقَالَ هَلْ
عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا
إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِثْلُ
رَمَضَانَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ
غَيْرُهُ قَالَ لَا إِلَّا
أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَ
ذَكَرَكَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الزَّكَاةَ قَالَ
هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ
لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ
فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ
فَهُوَ يَقُولُ وَاللَّهِ
لَا أَنْزِلُ عَلَى
هَذَا أَوْ لَا الْفُصْ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ

(بخاری)

پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے دن
رات میں فرض کی ہیں۔ اس نے
عرض کی اس کے سوا بھی کوئی نماز
مجھ پر فرض ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں
مگر یہ کہ تو نفل پڑھنا چاہے پھر
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
رمضان کے روزے اس نے
عرض کی۔ رمضان کے روزوں کے
سوا تو اور مجھ پر واجب نہیں۔
فرمایا: نہیں۔ مگر یہ کہ تو نفل روزے
رکھے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: زکوٰۃ اس نے عرض کی
کہ زکوٰۃ کے سوا تو اور مجھ پر واجب
نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
نہیں مگر یہ کہ تو صدقہ دینا چاہے۔
پھر یہ شخص واپس ہوئے اور کہتے
تھے۔ خدا تعالیٰ کی قسم نہ اس پر
زیادہ کروں گا اور نہ کم جس پر
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر
یہ سچ کہتا تو غلام پاتا۔ (بخاری)

توبہ کا بیان

علماء کہتے ہیں کہ ہر گناہ سے توبہ واجب ہے۔ اگر گناہ کا معاملہ بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہو اور کسی آدمی کے حق سے اس کا تعلق نہ ہو تو اس سورت میں توبہ کی نین شرطیں ہیں :

پہلی یہ کہ گناہ سے رُک جائے۔

دوسری یہ کہ گناہ پر شرمندہ ہو۔

اور تیسری یہ کہ پھر اس گناہ کا اعادہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے۔

اور اگر ان میں سے کوئی ایک شرط بھی نہ پائی گئی تو توبہ صحیح نہ ہوگی اور اگر گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہو تو پھر توبہ کی چار شرطیں ہیں : تین شرطیں تو وہی مذکورہ بالا ہیں اور چوتھی یہ کہ حقدار کو اس کا حق ادا کر دے۔ اگر کسی کا مال یا عطا تودہ اسے لوٹا دے اگر کسی پر جھوٹی بہمت لگائی تھی تو اسے حد نافذ کرنے پر قادر کرے یا اس سے معافی مانگ لے اور اگر کسی کی غیبت کی تھی تو اس سے معافی مانگ لے اور ضروری ہے کہ اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرے۔ اور اگر بعض گناہوں سے توبہ کرے تو اہل حق کے نزدیک وہ توبہ صحیح ہوگی اور دوسرے گناہ باقی رہیں گے۔ توبہ کے وجوب پر کتاب و سنت اور اجماع امت کے واضح دلائل موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

اے مومنو! اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (سورہ نور آیت ۲۱)

Click For More Books

⑨ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: ”خدا کی قسم! میں ایک دن میں ستر سے زیادہ مرتبہ خدا سے معافی مانگتا اور توبہ کرتا ہوں۔“ (بخاری)

⑩ حضرت اغرہ بن یسار المزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: ”اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو اور اس کی طرف رجوع (توبہ) کرو۔ بے شک میں ایک دن میں سو مرتبہ سے زیادہ توبہ کرتا ہوں۔“ (مسلم)

⑪ حضرت ابو حمزہ انس بن مالک انصاری، خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کو بے آب و گیاہ چٹیل میدان میں کھوجانے کے بعد اونٹ مل گیا ہو۔“ (بخاری و مسلم)

⑫ حضرت ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس الأشعری حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ”اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے۔ تاکہ دن کے گناہ کار توبہ کر لیں۔ یہ سلسلہ اس وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔ (مسلم)

⑬ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: ”سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے جو شخص توبہ کر لے گا اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی۔ (مسلم)

⑭ حضرت ابوسعید سعد بن مالک بن سنان الحدادی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم سے پہلی قوموں میں ایک آدمی تھا جس نے اپنے گناہوں کو قتل کیا۔ پھر اس نے لوگوں سے پوچھا کہ اہل زمین میں سب سے زیادہ گناہگار کون ہے۔ تو اس کو ایک راہب کے متعلق بتایا گیا۔ وہ شخص اس راہب کے پاس

پہنچا اور کہا کہ اس نے خاتوے اشخاص کو قتل کیا ہے تو کیا اس کے لیے توبہ کی گنجائش ہے
راہب نے کہا: نہیں۔ تو اس نے راہب کو بھی قتل کر دیا۔ اور اس طرح پورے سو آدمیوں
کو قتل کر دیا۔ پھر اس نے لوگوں سے پوچھا کہ دنیا میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تو
اس کو ایک عالم کے متعلق بتایا گیا۔ وہ اس عالم کے پاس پہنچا اور کہا کہ اس نے سوا
آدمیوں کو قتل کیا ہے، کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ عالم نے کہا: ہاں تمہارے
اور توبہ کے درمیان کیا رکاوٹ ہو سکتی ہے؟ تم فلاں جگہ جاؤ، وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ
کی عبادت میں مصروف ہیں تم بھی ان کے ساتھ مصروف عبادت ہو جاؤ اور اس طرف
واپس نہ لو ٹنا کیونکہ یہ بُرائی کی جگہ ہے۔ وہ شخص چل پڑا جب اس نے اُدھی مسافت طے
کی تھی کہ اسے موت نے آیا۔ رحمت اور عذاب کے فرشتے اس کے معاملہ میں باہم جھگڑنے
لگے۔ رحمت کے فرشتے کہتے: یہ شخص اپنے دل سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف آیا
ہے۔ اور عذاب کے فرشتے کہتے: اس شخص نے زندگی میں کوئی نیک کام نہیں کیا۔ اسی
اثنا میں ایک فرشتہ آدمی کی شکل میں ان کے پاس آیا۔ تو انہوں نے اس کو اپنا ثالث
مان لیا۔ اس نے کہا: دونوں زمینوں کے فاصلے کی پیمائش کرو۔ جو زمین یہاں سے زیادہ
نزدیک ہو وہی اس کی زمین ہوگی۔ فرشتوں نے پیمائش کی تو اسے اس زمین کے
نزدیک پایا جس کی طرف وہ جا رہا تھا۔ اس طرح رحمت کے فرشتوں نے اس کو
تحویل میں لے لیا۔ (بخاری و مسلم)

۱۔ یعنی ایک وہ جگہ جہاں وہ شخص پہلے گناہوں کی زندگی گزارتا رہا تھا اور دوسری وہ جگہ جہاں وہ
عالم کے بتانے کے مطابق عابدوں کے ساتھ مل کر کرنے جا رہا تھا۔
۲۔ یعنی اگر پہلی زمین کے نزدیک ہو تو اسے عذاب کے فرشتے لے جائیں اور اگر دوسری زمین
کے نزدیک ہو تو رحمت کے فرشتے اسے لے جائیں۔

وسو سے منافی ایمان نہیں

⑮ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت سے دل کے برے خیالات اور وسوسوں کو معاف کر دیا ہے۔ ان پر کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔ جب تک ان پر عمل نہ ہو اور زبان سے نہ کہا جائے۔

⑯ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے دریافت کیا کہ ہمارا حال یہ ہے کہ بعض اوقات ہم اپنے دلوں میں ایسے بُرے خیالات اور وسوسے پاتے ہیں کہ ان کو زبان سے کہنا بھی بہت برا اور بہت بھاری معلوم ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا واقعی تمہاری یہ حالت ہے انہوں نے عرض کیا کہ ہاں یہی حال ہے آپ نے فرمایا یہ تو خالص ایمان ہے۔
شرح :- یعنی اگر کسی شخص کی یہ کیفیت ہو کہ وہ دین اور شریعت کے خلاف وساوس سے اتنا گھبرائے اور الیا پریشان ہو کہ زبان سے ادا کرنا بھی اس کو گراں ہو تو یہ خالص ایمانی کیفیت ہے۔

⑰ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ کبھی کبھی میرے دل میں ایسے بُرے خیالات آتے ہیں کہ جل کر کوئلہ ہو جانا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں ان کو زبان سے نکالوں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اللہ کے لیے حمد ہے جس نے اس کے معاملے کو وسوسے کی طرف لوٹا دیا۔

شرح :- مطلب یہ ہے کہ جب تمہارا یہ حال ہے کہ تم کو خلاف اسلام خیالات

و خطرات اس قدر تکلیف پہنچاتے ہیں تو اس پر غکومند ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ اپنے رب کریم کا شکر ادا کر و کہ اس کے فضل و کریم اور اس کی دستگیری نے تمہارے دل کو ان بُرے خیالات کو قبول کرنے سے بچا لیا اور بات و سو سے کی حد سے آگے نہ بڑھنے دی۔

(۱۸) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ یہاں تک کہ یہی سوال وہ اللہ کے متعلق بھی دل میں ڈالتا ہے کہ جب ہر چیز کا کوئی پیدا کرنے والا ہے تو پھر اللہ کا پیدا کرنے والا کون ہے؟ پس سوال کا سلسلہ جب یہاں تک پہنچے تو چاہیئے کہ بندہ اللہ سے پناہ مانگے اور رک جائے۔

شرح : مطلب یہ ہے کہ اس قسم کے و سو سے اور سوالات شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ شیطان کے شر سے پناہ مانگے اور اس مسئلہ کو قابلِ توجہ نہ سمجھے۔

(۱۹) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں ہمیشہ فضول سوالات اور چوں چرا کا سلسلہ جاری رہے گا۔ یہاں تک کہ یہ احمقانہ سوال بھی کیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے سب مخلوق کو پیدا کیا ہے تو پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ پس جس کو اس سے سابقہ پڑے وہ یہ کہہ کر بات ختم کر دے کہ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر میرا ایمان ہے۔ (بخاری، ابوداؤد و مسلم)

ناشکری کفرانِ نعمت

②۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے دوزخ دکھائی گئی تھی تو میں نے وہاں عورتیں زیادہ دیکھیں اس وجہ سے کہ وہ کفر کرتی رہیں ہیں کہا گیا کیا وہ خدا سے کفر کرتی ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ خاوندوں کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتیں۔ تو اگر ان کے ساتھ ایک زمانے تک احسان کرے اور پھر وہ تجھ سے کوئی خلاف مزاج بات دیکھیں تو یہ کہیں کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں پائی۔
(بخاری کتاب الایمان)

②۱ جو کوئی انسان کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گزار

نہیں۔

ہدایت :-

وہ انسان جو نہیں منت پذیر انسان کے احساں کا
ادائیگی اُس سے ہو سکتا نہیں ہے شکر یزداں کا
②۲ دو خصلتیں مومن میں کبھی نہیں ہو سکتیں :

(۱) بخل اور (۲) بدخلقی

ہدایت :-

سرشتِ اسلام کی ہے مائع بخل و بد اخلاقی
نواقض میں ہمیشہ سے چلی آتی ہے ناچاقی

Click For More Books

متفرق احادیث

④۳ لَعْنَ عَبْدَ الدِّينَارِ وَلَعْنُ عَبْدَ الدِّرْهَمِ

دینار پرست اور درہم پرست ملعون ہیں۔

ہدایت ہے جہاں میں جس قدر ہیں درہم و دینار کے بندے

ہیں ان کے واسطے پھیلے ہوئے پھسکار کے پھندے

④۴ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرِ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ

مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا

④۵ اَلْوَعْدُ دِينٌ

وعدہ ایک قسم کا قرض ہے۔

ہدایت ہے کسی سے وعدہ کرتے ہو تو لازم ہے وفا کرنا

کہ یہ ایک قرض ہے اور قرض ہے اس کا ادا کرنا

④۶ اَلدِّينُ سَتِيْنُ الدِّينِ

قرض دین کے لیے عیب ہے۔

ہدایت ہے نہ ڈالو اسے مسلمانوں کے نہیں قرض کا پھندہ

جہاں کی کرے کیوں بندگی اللہ کا بندہ

④۷ اَلسَّهَاحُ رِبَاْحٌ سَخَاوَتٌ مُنْفَعَةٌ

ہدایت ہے یقینی نفع ہے جس میں سخاوت وہ تجارت ہے

خدا کی راہ میں دینا نہیں جاتا اکارت ہے

(۲۸) الْفَنَاعَةُ مَا لَا يَنْفَدُ

قناعت ایسا مال ہے جو ختم نہیں ہوتا۔
ہدایت : گھٹانے سے نہیں گھٹتا قناعت مال ہے ایسا
ہے رونق اس سے گودڑ کی چھپا یہ لال ہے ایسا
(۲۹) آفَةُ السَّمَاحِ الْمَنُّ

احسان جتنا جود و کرم کے لیے آفت ہے
ہدایت : کسی پر گر کر و احسان نہ لو بھولے سے نام اس کا
سخاوت کا ہے یہ سودا اور لینا ہے حرام اس کا
(۳۰) نَوْمُ الصَّبْحَةِ تَمْنَعُ الرِّزْقَ

صبح کے وقت سونا روزی کو روکتا ہے۔
ہدایت : پڑھے دن تک پڑے لیٹے ہیں خراٹے جو بستر پر
نہیں رہتا کوئی حق ان کی روزی کا مقدر پر
(۳۱) كُفَى بِالْمَوْتِ وَاعِظًا

موت کافی ناصح ہے۔
ہدایت : اجل سے بڑھ کے واعظ کیا کریں گے مکہ اموری
جو کرنی ہے تو کر لو موت ہی سے عبرت اندوزی
(۳۲) اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ السَّهْلَ الْطَلْقَ

اللہ تعالیٰ نرم خو اور کشادہ رو کو دوست رکھتا ہے
ہدایت : ذرا رکھتا ہے اس کو دوست جو غش نگہ ہو خوش خو ہو
شگفتہ جس کی فطرت ہو کشادہ جس کا ابرو ہو
(۳۳) تَهَادَوْا تَحَابُّوْا

ایک دوسرے کو تحفے تحائف بھیج کر محبت کو بڑھاؤ۔
ہدایت : ہر محبت ہدیہ و سوغات دے کر بڑھ ہی جاتی ہے
جو سیلاب آئے ندی میں تو آخر چڑھ ہی جاتی ہے

(۳۳) زُرْعَاتُ زُدُّ دُحْبًا

تاغہ کر کے ملا کر اس سے محبت بڑھتی ہے
ہدایت : ملاقاتوں میں لطف آتا ہے کچھ مدت کی دوری سے
گھٹاتے کیوں ہو اس کو رات اور دن کی حضوری سے

(۳۵) اُطْلُبُوا الْخَيْرَ عِنْدَ حَسَنِ الْوَجْهِ

نیکی اور عیلائی خوش چہرہ لوگوں سے طلب کیا کرو۔
ہدایت : جس کی صورت اچھی اُس سے کرنا ہے سوال اچھا
کہ حال اچھا ہے جس کا غالباً اس کا ہے حال اچھا

(۳۶) اَلْعِلْمُ لَا يَحِلُّ عَنْهُ صَدٌّ

علم سے روکنا حلال نہیں ہے
ہدایت : ہر اک انسان کو حق ہے علم کی دولت سے ہر فائز
کسی کو روکنا اس سے نہیں اسلام میں جائز

(۳۷) كَثْرَةُ الْفِضْلِ تُمِيتُ الْقُلُوبَ

بہت ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے
ہدایت : ہنسنا لیکن نہ اتنا جس سے دل پر مردہ ہو جائے
طبیعت ہو منقض اور مذاق افسردہ ہو جائے

(۳۸) اَلْبَلَاءُ مُوَحِّلٌ بِأَلْسِنَتِهِ

مصیبت آدمی کے کلام کے ساتھ والیبتہ ہے یعنی مصیبت بولنے والی ہے

ہدایت : ۵ زبان اس کو نہ سمجھو ہے یہ اک آفت کا پر کالا

نہ رکھو گے جو قابو میں تو کر دے گی تہ و بالا

(۳۹) الطِّمَّةُ الطَّيِّبَةُ لِلنَّاسِ صَدَقَةٌ

سائل کو نیک کلمہ کہہ کر رخصت کرنا بھی صدقہ ہے۔

ہدایت : ۵ اگر خالی ہو حبیب اور مرتبہ سائل کا پہچانو

تو بیٹھی بات کو خیر است کا نعم البدل جانو

(۴۰) الْجَنَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ الْأَهْلَاءِ

بہشت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

ہدایت : ۵ زمین پھیلی ہوئی ہے جس طرح افلاک کے نیچے

یونہی بہشت بھی ہے ماں کے قدم کی خاک کے نیچے





حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوزخ سے وہ سب لوگ نکالے جائیں گے جنہوں نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہا اور ان کے دل میں جو کے دانہ کے برابر بھی خیر ہے پھر وہ لوگ بھی نکال لیے جائیں گے جنہوں نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہا اور ان کے دل میں گہیوں کے دانے برابر بھی خیر ہے اور اس کے بعد وہ لوگ بھی نکال لیے جائیں گے جنہوں نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہا اور ان کے دل میں ذرہ برابر بھی خیر ہے۔“

— توضیح و تشریح حدیث —

چار ذرے رائی کے ایک دانے کے برابر ہوتے ہیں۔ بعض لوگوں نے ذرہ کے معنی ایسے لفظوں سے کئے ہیں کہ پڑھنے والا اس شبہ میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ ذرہ کا کوئی وجود نہیں ہے بلکہ وہ محض ایک ہوائی اور مہوم مقدار ہے۔ دراصل ذرہ شے کے قلیل و منیر حصہ کو کہتے ہیں۔ رائی کا دانہ خواہ کتنا ہی چھوٹا سہی مگر وجود کا ایک غیر مشکوک اور محسوس تصور رکھتا ہے۔ اسی طرح ذرہ ایک ہوائی مقدار کا نام نہیں ہے بلکہ وہ اپنا ایک مستقل وجود رکھتا ہے۔

تہمت، جھوٹ، غیبت، فحش گوئی

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ زبان کو بچو اس جھوٹ، غیبت، تہمت، فحش گوئی سے محفوظ رکھو۔ عہد نبوی میں عورتوں نے روزہ رکھا۔ دن کے آخری حصہ میں بھوک اور پیاس نے اس قدر ستایا کہ جان پر بن گئی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آدمی بھیج کر روزہ توڑنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے ایک پیالہ بھیجا اور حکم دیا کہ جو کچھ ان دونوں نے کھا یا پیے اس کو اس پیالے میں قے کر کے نکال دیں چنانچہ ایک نے قے کی تو قے میں آدھا خالص تازہ خون تھا اور آدھا تازہ گوشت اور دوسری عورت کی قے میں بھی خون اور گوشت نکلا۔ لوگوں کو اس سے تعجب ہوا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں عورتوں نے روزہ رکھا اور اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کے استعمال سے اپنے آپ کو بچایا مگر اس کی حرام کی ہوئی چیز کا ارتکاب کیا۔ ان میں سے ایک دوسرے کے پاس جا کر بیٹھی اور دونوں نے مل کر لوگوں کی غیبت کی۔ کسی آدمی کی غیبت کرنا اس کا گوشت کھانا ہے۔ یہ گوشت جو قے میں نکلا وہی غیبت ہے۔

کان کو ہر ناجائز آواز کے سننے سے بچائے اگر کسی مجلس میں غیبت ہوتی ہو تو وہاں سے اٹھ جائے۔ حدیث میں فرمایا کہ غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں۔

Click For More Books

روزہ داروں کیلئے بابِ رِیّان

فرمایا سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کا ایک دروازہ ہے ”رِیّان“ قیامت کے دن اس دروازے سے صرف روزہ دار ہی داخل ہو سکتے ہیں۔ ان کے سوا اور کوئی اس سے داخل نہیں ہو سکتا۔ پکارا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہے اور روزہ دار کھڑے ہو جائیں گے (جنت میں اس دروازے سے جانے کے لیے) ان کے سوا اس سے اور کوئی نہیں اندر جائے گا۔ اور جب یہ لوگ اندر چلے جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ پھر اس سے کوئی اندر نہ جاسکے گا۔

فوائد و مسائل

۱۔ ”رِیّان“ سچی سے مشتق ہے جس کے معنی سیرابی کے ہیں حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص ”رِیّان“ دروازے سے داخل ہو گا وہ کبھی پیاس محسوس نہیں کرے گا۔ یہ دروازہ صرف روزہ داروں کے لیے مخصوص ہو گا کوئی اور اس دروازہ سے داخل نہ ہو سکے گا۔

۲۔ حدیث مسلم کا مضمون ہے کہ جس نے اچھی طرح وضو کیا۔ پھر کلمہ پڑھا تو اس کے لیے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیئے جائیں گے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔ حدیث مسلم میں جنت کے جن آٹھ دروازوں کا ذکر ہے ان میں رِیّان دروازہ شامل نہیں ہے کیونکہ جنت کے دروازوں کی تعداد صرف آٹھ نہیں بلکہ اس سے زیادہ ہے۔

Click For More Books

بچوں کے روزہ کا بیان

عُمَرُ لِسُؤَانٍ فِي رَمَضَانَ
وَيْلَكَ وَصَبِيًّا نُنَا صِبَامًا
فَضَرَبَهُ

(بخاری)

عَنْ الرُّبَيْعِ بْنِ مَعُوذٍ
قَالَتْ أَرْسَلَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ
عَاشُورَاءَ إِلَى قُرَى
الْأَنْصَارِ مَنْ أَصْبَحَ مُفْطَرًا
فَلَيْتُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ
وَمَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلَيْتُمْ
قَالَتْ فَكُنَّا نَصُومُهُ بَعْدُ
نُصُومُ صِبْيَانًا وَنَجْعَلُ
لَهُمُ اللَّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ
فَكَدَّ ابْنِي أَحَدَهُمْ
عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَا لَهُ

اور حضرت عمر نے رمضان میں شراب میں
مدهوش آدمی سے فرمایا۔ اور بد نصیب! ہمارے
بچے تو روزہ سے ہیں۔ اور تو نے شراب
پی رکھی ہے پھر اسے حد لگائی۔

حضرت ربیع بنت معوذ سے مروی ہے۔
انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
محرم کی دسویں تاریخ کی صبح کو انصار کے
محلوں کی طرف ایک آدمی کو یہ اعلان کرنے
کے لیے بھیجا کہ جس نے روزہ نہیں رکھا وہ
بقیہ دن بغیر کھائے پئے گزارے اور جس
نے روزہ رکھا ہے وہ روزہ رکھا ہے
ربیع نے کہا اس کے بعد ہم خود بھی روزہ
رکھتے تھے اور اپنے بچوں کو بھی رکھواتے
تھے۔ اور ان کے کھیلنے کے لیے ایک کھلونا
بنادیتے تھے جب ان بچوں میں سے کوئی
بچہ کھانے کے لیے روتا تو ہم وہ کھلونا اسے

Click For More Books

ذَلِكَ حَتَّى يَكُون عِنْدَ الْإِفْطَارِ - دے دیتے وہ اس سے پہل جاتا حتی کہ
(بخاری) روزہ کھولنے کا وقت ہو جاتا۔

فوائد و مسائل

۱۔ اگرچہ نابالغ پر نماز روزہ فرض نہیں ہے۔ مگر عہد نبوی میں بچے بھی روزے رکھتے تھے۔ تاکہ ان کو عادت پڑے اور بالغ ہو کر آسانی سے اس عبادت کو ادا کر سکیں۔

۲۔ بچہ جب گیارہویں سال میں قدم رکھے تو ولی پر لازم ہے کہ وہ ان سے روزہ و نماز کی پابندی کر لے اور اس معاملہ میں سختی کرے۔ مگر یہ سختی کا حکم اس صورت میں ہے جبکہ بچہ روزہ رکھنے کی طاقت رکھے اور روزہ اس کی صحت کو مضر نہ ہو۔ اگر نابالغ بچہ ایسا کمزور ہے کہ روزہ کی طاقت نہیں رکھتا۔ تو ایسی صورت میں ولی کو یہ جائز نہیں ہے کہ وہ بچہ کو روزہ رکھنے پر مجبور کرے۔

۳۔ اس حدیث سے واضح ہوا کہ نابالغ کی عبادت صحیح و درست ہے۔

متواتر روزے رکھنے کے بیان میں

يَقُولُ تَعَالَى تَتَرَاءَوْنَ
الصَّبَا مَرَّ إِلَى اللَّيْلِ وَتَهَيَّ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنْ رَحْمَةٍ تَهَيَّ وَابْقَاءً

اللہ تعالیٰ نے (سورہ بقرہ میں) فرمایا ارات
تک روزہ پورا کرو اور نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنی امت پر مہربانی اور ان کی
طاقت برقرار رکھنے کے لیے یہ درپے

روزے رکھنے سے منع فرمایا ہے اور
عبادت میں سختی کرنا مکروہ ہے۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے نبی علیہ
السلام نے فرمایا (بلا سحر و افطار) مسلسل
روزے نہ رکھا کرو (صوم وصال) صحابہ
نے عرض کی۔ آپ تو وصال فرماتے ہیں حضورؐ
نے فرمایا میں تم میں سے کسی طرح نہیں ہوں
مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے میں اس طرح
رات گزارتا ہوں کہ مجھے کھلایا اور
سیراب کیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
صوم وصال سے منع فرمایا تو صحابہ نے
عرض کی کہ آپ تو وصال کرتے ہیں؟
اں حضورؐ نے فرمایا کہ میں تمہاری طرح
نہیں ہوں۔ مجھے تو کھلایا اور سیراب کیا
جاتا ہے۔

کہا حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا،
اں حضورؐ فرما رہے تھے کہ مسلسل (بلا
سحر و افطار) روزے نہ رکھو۔ ہاں اگر

عَلَيْهِمْ وَمَا بُكْرَهُ مِنَ
التَّعَمُّقِ۔

عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَا تُوَصِّلُوا فَاتُكُوا
إِنَّكَ تُوَصِّلُ قَالَ لَسْتُ
كَأَحَدٍ مِّنْكُمْ الْخ
أُطْعَمُ وَأُسْقَىٰ أَوْ الْخ
أَبَيْتُ أُطْعَمُ وَأُسْقَىٰ۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ
وَقَالَ هُوَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنِ الْوَصَالِ قَالُوا إِنَّكَ
تُوَصِّلُ قَالَ الْخ
لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ
وَأُسْقَىٰ۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ
سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
لَا تُوَصِّلُوا فَإِنَّكُمْ

اِذَا ارَادَ اَنْ يُّوَاصِلَ فَلْيُؤَا
صِلْ حَتَّى السَّعَرِ وَالْوَا
فَانْكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ
اِنِّیْ اَبِیْتُ مُطْعِمٌ
يُطْعِمُنِیْ وَسَاقٍ لِّسَقِیْنِ۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوُصَالِ
رَحْمَةً لَّهُمْ فَقَالُوا
اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّیْ
لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّیْ
يُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِ
لَمْ یَذْكُرْ عُثْمَانُ
رَحْمَةً لَّهُمْ۔

کوئی وصال کرنا ہی چاہے تو وہ سحری
کے وقت تک ایسا کر سکتا ہے صحابہ
نے عرض کی، یا رسول اللہ آپ تو وصال
کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، ”میں تمہاری
طرح نہیں ہوں میں تو رات اس طرح گزارتا
ہوں کہ ایک کھلانے والا کھلاتا ہے
اور ایک پلانے والا پلاتا ہے۔“

حضرت عائشہ سے مروی ہے انہوں
نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے وصال کے روزے رکھنے سے
منع فرمایا۔ لوگوں پر رحم فرما کر صحابہ
نے کہا آپ بھی تو وصال کے روزے
رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں تمہاری
طرح نہیں ہوں، مجھے تو میرا رب کھلاتا
اور پلاتا ہے عثمان بن ابی شیبہ نے
لفظ رحمة لهم ذکر نہیں کیا۔



جو وصال کے بکثرت روزے رکھے اسے مزا دینے کے بیان میں

اس کو حضرت انس نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت کیا ہے
زہری سے مروی ہے انہوں نے کہا مجھ
سے ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا کہ
حضرت ابوہریرہ نے کہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے روزوں کو ملا کر
رکھنے سے منع فرمایا مسلمانوں میں سے
ایک آدمی نے آپ سے عرض کیا۔ یا
رسول اللہ! آپ بھی تو روزے ملا
کر رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم میں سے
کون میری طرح ہے۔ مجھے تو میرا رب
رات کے وقت کھلاتا اور پلاتا ہے۔
جبکہ وہ وصال سے باز نہ آئے تو آپ
نے ان کے ساتھ ایک دن کچھ نہ کھایا
پھر دوسرے دن بھی کچھ نہ کھایا۔ پھر عید
کا چاند نظر آگیا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر چاند

رَوَاهُ انسُ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ
حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَاهُ رَوَى
قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنِ الْوَصَالِ فِي الصَّوْمِ
فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِّنَ
الْمُسْلِمِينَ إِنَّكَ تَوَاصِلُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ
وَأَيْكُمْ مِثْلِي إِلَى ابْنِ
يُطْعِمَنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي
فَلَمَّا ابْتَوَانِ يَنْتَهُوَا عَنِ
عَنِ الْوَصَالِ وَاصِلَ بِهِمْ
يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ

Click For More Books

رَأَوْا الْهَلَالَ فَقَالُوا تَأَخَّرَ
لَزِدْكُمْ كَالْتَّكْيَلِ لَهُمْ
حِينَ ابْوَا أَنْ يَنْتَهُوْا۔

عَنْ هَمَّامٍ أَنَّه سَمِعَ
أَبَاهُ زَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ
مَرَّتَيْنِ قِيلَ إِنَّكَ تَوَاصِلُ
قَالَ إِيَّيْ أَبَيْتُ يُطْعِمُنِي
رَجُلٌ وَيَسْقِيْنِي فَأَكْلَفُوْا
مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُوْنَ۔

❖ ❖ ❖

نظر نہ آتا تو میں اور کئی دن نہ کھاتا
گویا یہ اُن کو بطور سزا کے فرمایا جبکہ
وہ وصال سے باز نہ آئے تھے۔

حضرت ہمام سے مروی ہے۔ انہوں
نے حضرت ابو ہریرہ سے سنا۔ وہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں
آپ نے فرمایا، وصال کے روزوں سے
بچو۔ دو مرتبہ فرمایا۔ کہا گیا آپ بھی تو
وصال کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔
مجھے تو رات کو میرا رب کھلا اور پلا
دیتا ہے۔ تم اتنی ہی تکلیف اٹھاؤ جتنی
تم کو طاقت ہے۔

سحری تک وصال کرنے کے بیان میں

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ
أَنَّه سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ لَا تَوَاصِلُوا يَوْمَكُمْ
إِنَّمَا أَنْ تَوَاصِلُوا فَلْيُوَاصِلُ

حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے۔
انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا آپ فرماتے تھے ملا کر روزے
مست رکھو۔ اگر کسی کا ارادہ ہی وصال کا
ہو تو سحری کے وقت تک وصال کر سکتا

Click For More Books

حَتَّى السَّحَرِ قَالُوا فَإِنَّكَ
تَوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ
لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ أَنِّي أَبِيتُ
لَيْلٍ مُطْعِمٌ يُطْعِمُنِي
وَسَاقٍ يَسْقِينِي -
صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ
تو وصال کرتے ہیں۔ اُن حضور نے
فرمایا۔ میں تمہاری طرح نہیں ہوں رات
کے وقت ایک کھلانے والا مجھے
کھلاتا ہے اور ایک پلانے والا مجھے
سیراب کرتا ہے۔

فوائد ومسائل

- یہ تمام احادیث مسائل ذیل پر مشتمل ہیں :
- ۱۔ بلا سحر و افطار متواتر و مسلسل روزے کھنا مطلوب و محمود نہیں۔
 - ۲۔ عبادت و ریاضت میں مبالغہ روی کو اختیار کرنا چاہیئے۔ اپنی طرف سے
زیادتی و شدت نہیں کرنی چاہیئے۔
 - ۳۔ فنہا ہم: حضور نے صوم وصال سے منع فرمایا۔ علامہ کربانی نے فرمایا:
یہ بھی تحریمی ہے یا تنزیہی۔ اس میں اختلاف ہے۔ والظاہر الاول
اور ظاہر یہ ہے کہ بھی تحریمی ہے۔
 - ۴۔ سیدنا امام اعظم، ابو حنیفہ، شافعی، مالک اور اہل فقہ کی ایک جماعت
نے صوم وصال کو مکروہ قرار دیا ہے۔ (یعنی)
”قَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْمَوْطَأِ الْوَصَالُ مَكْرُوهٌ وَهُوَ قَوْلُ
أَبِي حَنِيفَةَ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ“
”امام محمد نے موطا میں فرمایا کہ صوم وصال مکروہ ہے۔ امام اعظم کا
بھی یہی قول ہے۔“

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کھلا یا پلا یا جاتا ہے۔

میں تم میں سے کسی طرح نہیں ہوں۔ مجھے

کھلا یا اور سیراب کیا جاتا ہے

میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں رات

اس طرح گزارتا ہوں کہ ایک کھلانے

والا کھلاتا ہے اور پلانے والا پلاتا ہے۔

میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے میرا رب

کھلاتا اور پلاتا ہے۔

تم میں میرا مثل کون ہے؟ میں رات گزارتا

ہوں مجھے میرا رب کھلا اور پلا دیتا ہے۔

میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں رات گزارتا

ہوں۔ ایک کھلانے والا مجھے کھلا دیتا ہے

اور پلانے والا مجھے پلا دیتا ہے۔

أَطْعَمُ وَأُسْقِي -

لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ إِنْ

أَطْعَمُ وَأُسْقِي -

إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنْ

أَبَيْتُ فِي مَطْعَمٍ وَسَاقٍ

كُسْفَتَيْنِ -

إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنْ

يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيَنِي -

إِنَّكُمْ مِثْلِي إِنْ أَبَيْتُ يُطْعِمُنِي

رَبِّي وَيَسْقِيَنِي -

لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنْ أَبَيْتُ لِي

مَطْعَمٌ يُطْعِمُنِي -

(بخاری ج ۱ ص ۴۶۳)

۲۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ان جوابات میں اپنی بشریت کے متعلق

واضح طور پر یہ تصریح فرمادی کہ اگرچہ میں انسان ہوں بشر ہوں۔ اللہ کا بندہ اور

اس کی مخلوق ہوں۔ مگر میری بشریت عام لوگوں کی بشریت کی طرح نہیں ہے۔

غور کیجئے کہ ایکہ مثلی کے مخاطب کون ہیں؟ صحابہ کرام علیہ الرحمۃ والرضوان کہ

جن کے مرتبہ و مقام کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ عام لوگ تو عام لوگ ہیں۔ نبوت

و قطب، اوتاد و ابدال، علماء و صلحاء و اولیاء بھی ان کی برابری نہیں کر سکتے۔ حضور

ان کو مخاطب بنا کر فرما رہے ہیں:

ایکہ مثلی۔ تم میں میرا مثل کون ہے؟ لست کا احد منکم تم میں کوئی

Click For More Books

بھی میری طرح نہیں ہے۔

جب صحابہ کرام کا مقدس گروہ حضور کی مثل نہیں حضور کی طرح نہیں تو ہم آپ

حضور کی مثل اور حضور کی طرح کیسے ہو سکتے ہیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ یہ

بشر ضرور ہیں پر داخلِ انام نہیں

شمار دانہٴ قبیح میں امام نہیں

چنانچہ صحابہ کرام بارگاہِ نبوت میں عرض کیا کرتے تھے۔

قَالُوا إِنَّا لَسْنَا كَهَيْئَتِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ (بخاری ص ۱۱)

یا رسول اللہ ہم آپ کی طرح نہیں ہیں۔

اس لیے یہ کہنا حق و صواب ہے کہ حضور سرورِ عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم

کی ذاتِ مظهر سے ہماری و برابری کا دعویٰ کرنا اعلیٰ درجہ کی گمراہی و بے دینی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور کی تعلیم و توفیق کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جنت کے دروازے

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کے راستے میں جوڑا جوڑا خرچ کیا اسے جنت کے دروازوں سے بلا یا جائے گا کہ اللہ کے بندے یہ دروازہ اچھا ہے، جو شخص غازی ہوگا اسے نماز کے دروازے سے، جو مجاہد ہوگا اسے جہاد کے دروازے سے، جو روزہ دار ہوگا اسے باب ”سایات“ سے اور جو صدقہ کرنے والا ہوگا اسے صدقہ کے دروازہ سے بلا یا جائے گا۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا میرے مال باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ اگر کوئی ان دروازوں میں سے کسی ایک دروازے سے بھی بلا لیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں لیکن کوئی ایسا بھی ہوگا جو ان سب دروازوں سے بلا یا جائے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ایسے لوگ بھی ہوں گے اور مجھے امید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو گے۔

حضرت صدیق اکبر کو جنت کے سب دروازوں سے بلا یا جائے گا

اس حدیث میں روزہ دار کے فضل و شرف کا بیان ہے کہ اس کا اعزاز یہ ہوگا کہ جنت میں ایک خاص دروازے سے داخل ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ امیر المؤمنین صدق الصادقین امام الایمان صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت و بزرگی کا بیان بھی ہے کہ آپ تمام حسنات و خیرات کے جامع ہیں اور تقویٰ کے نہایت بلند مرتبہ پر فائز ہیں اور آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کو جنت کے ہر دروازے سے بلا یا جائے گا۔

Click For More Books

جمعہ کے دن قبولیتِ دعا کی ساعت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کا ذکر کیا۔ تو فرمایا اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ جب کوئی مسلمان بندہ اس میں کھڑا ہوا نماز پڑھتا ہو۔ اللہ سے کچھ مانگے تو اللہ اسے عنایت فرمادے گا۔ اور ہاتھ سے اشارہ کر کے آپ نے بتلایا کہ وہ ساعت تھوڑی ہے۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ضرور ہوتی ہے جس میں مانگنے والے کی دعا قبول کی جاتی ہے اور یہ ساعت ہر جمعہ کے دن ہوتی ہے۔ حدیث ہذا میں اس ساعت کو مخفی رکھا گیا ہے اس کی حکمت یہ ہے کہ لوگ اس ساعت کی طلب میں دعا و عبادت سے غافل نہ ہوں۔

مسلم کی حدیث میں ہے یہ ساعت امام کے منبر پر بیٹھنے سے فراغت نماز تک ہے۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ عصر کے بعد ہے۔ بعض شارحین نے اس کی تعیین کے متعلق کم و بیش ۵۴ اقوال نقل کئے ہیں مگر یہ کوئی تعارض نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جمعہ کے دن ساعت اجابت ہوتی ضرور ہے مگر اس کا وقت معین نہیں ہے کسی جمعہ اُس وقت ہوتی ہے اور کسی جمعہ اس وقت تو جس کی قبولیت دعا صحیفہ تقدیر میں مقدر ہوتی ہے وہ اس ساعت اجابت کو پالیتا ہے۔

جب کوئی رات کو نماز نہیں پڑھتا تو شیطان اس کے سر کی گدی میں گرہ لگا دیتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ تم میں سے کوئی رات کو سو رہا ہوتا ہے تو شیطان اس کی سر کی گدی میں تین گرہ لگا دیتا ہے ہر گرہ پر یہ کہتا ہے سو جا سو جا ابھی تو رات پڑی ہے۔ پس اگر وہ جاگ اٹھتا ہے اور اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر وضو کر لیتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور اگر نماز پڑھ لیتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے پس وہ صبح کے وقت پاک نفس والا ہوتا ہے ورنہ وہ صبح کے وقت بُرے نفس والا اور سست الوجود ہوتا ہے۔

— فوائد و فضائل —

بعض علماء نے فرمایا یہ حدیث نماز عشاء کے متعلق ہے یعنی جو شخص عشاء کی نماز پڑھے بغیر سو جائے تو شیطان گرہ لگا دیتا ہے لیکن ظاہر حدیث یہ ہے کہ یہ گرہ ہر اس شخص کو لگاتا ہے جو رات کو سوتا ہے خواہ وہ رات کو عشاء کی نماز پڑھ کر سوتا ہو یا نہ سو یا ہو۔ غرض کہ شیطان گرہ سب کے لگاتا ہے مگر جو شخص صبح کو اٹھ کر اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے حتیٰ کہ جب نماز کے لیے

Click For More Books

کھڑا ہوتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو کہ اللہ کا ذکر اور وضو اور نماز سے شیطان فی اثرات زائل ہو جاتے ہیں۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خوابوں کی تعبیر کے متعلق روایت کیا اور آپ نے فرمایا :

”لیکن وہ شخص جس کا سر تھچر سے کچلا جا رہا تھا یہ وہ ہے جو قرآن مجید یاد کرتا ہے اور پھر بھلا دیتا ہے اور فرض نماز پڑھے بغیر سو جاتا ہے۔“

اس حدیث میں بلا عذر شرعی نماز شرک کرنے والوں کے لیے اور قرآن مجید یاد کرنے کے بعد بھلا دینے والوں کے لیے وعید شدید ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو نماز کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے۔

جب کوئی سوتا رہتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا

تو شیطان اس کے کانوں میں پشیا ب کر دیتا ہے

حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی کا ذکر کیا گیا کہ وہ صبح تک پڑا سوتا رہتا ہے اور نماز کے لیے نہیں اُٹھتا۔ حضورؐ نے فرمایا : ”بَالَ الشَّيْطَانِ فِيْ اَذْنَيْهِ“ (بخاری)

”شیطان اس کے کانوں میں پشیا ب کر جاتا ہے۔“

مطلب حدیث یہ ہے کہ شیطان آدمی کو نماز سے غافل کر دیتا ہے بالکل اسی

طرح جیسے کسی کے کان میں واقعی پشیا ب بھر دیا جائے اور کان کی تخصیص اس لیے ہے کہ آدمی کان ہی سے آواز سن کر بیدار ہو سکتا ہے۔

زلزلوں اور قیامت کی نشانیوں کے متعلق

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی کہ جب تک علم نہ اٹھایا جائے۔ اور بہت زلزلے نہ آئیں اور زمانہ قریب نہ ہو جائے اور فتنے ظاہر نہ ہوں اور قتل کی کثرت نہ ہو اور مال کی بہتات نہ ہو حتیٰ کہ (روپیہ پیسہ) بہنے لگے۔

فوائد و مسائل

(۱) علم اس طرح اٹھے گا کہ علماء اٹھائے جائیں گے اور جہلا کی کثرت ہو جائے گی لیکن بایں ہمہ ایک طائفہ قیامت تک حق پر قائم رہے گا اور حق ہی کی حمایت و اشاعت اس کا نصب العین ہوگا۔

(۲) زلزلوں کا آنا اہل زمین کے لیے وعید و تحریف کے طور پر ہوگا۔
(۳) سال چھینے۔ پھٹنے اور دن جلد جلد گزرنے لگیں گے۔ یعنی ان میں برکت نہ رہے گی۔

(۴) فتنوں کا ظہور ہوگا۔ ایک فتنہ ابلیخی ختم نہ ہوگا کہ دوسرا سرا اٹھائے گا۔ قتل و قتال کی گرم بادلاری ہوگی۔ مال و دولت کی کثرت ہو جائے گی۔

حدیث قرن الشیطان

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی الہی یمن و شام میں برکت عطا فرما۔ لوگوں نے عرض کی کہ حضور بنجد میں بھی۔ فرمایا الہی یمن و شام میں برکت عطا فرما۔ لوگوں نے پھر عرض

Click For More Books

کی ہمارے ملک نجد میں بھی فرمایا زلزلے اور فتنے برپا ہوں گے۔ اور وہاں سے شیطان کی جماعت نکلے گی۔ (بخاری)

امام قسطلانی نے فرمایا کہ نجد کے لیے حضور نے اس لیے دعا برکت نہیں فرمائی کہ آپ کو اس کے انجام کا علم ہو گیا تھا کہ وہاں زلزلے آئیں گے فتنے پیدا ہوں گے اور شیطان کی جماعت وہاں سے ظہور کرے گی علامہ عینی نے لکھا قرن الشیطان ای امتہ فجذبہ۔ قرن الشیطان سے شیطان کی امت اور اس کا گروہ مراد ہے۔

نزولِ بارش پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنْتُمْ تَكَذِّبُونَ۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اس آیت میں رزق سے شکر مراد ہے (بخاری) یعنی نزولِ بارش کے موقع پر اللہ عزوجل کا شکر کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہی قائل حقیقی ہے۔ اب چاہیے تو یہ تھا کہ اللہ کا شکر یہ ادا کیا جاتا۔ مگر اس کے برعکس لوگ اللہ کی تکذیب کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ فلاں تارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ

فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا	میرے بندوں نے صبح کی کسی نے مومن
بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ	رہ کر اور کسی نے کافر ہو کر تو جس نے یہ
فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي	کہا کہ ہم اللہ کے فضل و رحمت سے پانی
وَكَافِرٌ بِالْكَوْكِبِ	برساتے گئے وہ میرے ساتھ ایمان لایا

Click For More Books

وَمَا صَنَعَ قَالَ يَبْنُو كَذَا وَ
كَذَا فَذَلِكَ كَافِرٌ بِى
وَمُؤْمِنٌ بِِ الْكُوكِبِ .
(بخاری)

اور تارے کا اس نے انکار کیا اور جس
نے یہ کہا کہ ہم فلاں تارے کے چڑھنے یا
دوبنے کی وجہ سے سیراب کئے گئے اس نے
میرے ساتھ کفر کیا اور تارے پر ایمان لایا۔

مطلب حدیث یہ ہے کہ جس شخص نے یہ اعتقاد رکھا کہ بارش تاروں کے غروب
یا طلوع کی وجہ سے ہوئی ہے۔ یعنی تارے موثر حقیقی ہیں جیسا مشرکین کا عقیدہ تھا۔
تو وہ کافر ہو گیا۔ مزید تشریح کے لیے فیوض الباری پارہ چہارم ص ۲۳ ملاحظہ فرمائیے۔

لَا يَدْرِي مَتَى يَحِيئُ الْمَطَرُ إِلَّا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
کوئی شخص بالذات یہ نہیں جانتا کہ بارش کب آئے گی
سوائے خدا کے

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا
يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ لَا يَعْلَمُ أَحَدٌ مَّا يَكُونُ
فِي غَدٍّ وَلَا يَعْلَمُ أَحَدٌ فِي
الْأَرْدَامِ وَلَا يَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاذَا كَسَبَتْ
عِنْدَ أَوْمَاتٍ نَفْسٌ بَآئٍ أَرْضِ الْمَوْتِ
وَمَا يَدْرِي أَحَدٌ مَتَى يَحِيئُ الْمَطَرُ (بخاری)

حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ حضور
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مِفْتَاحُ
الْغَيْبِ پانچ ہیں جس کو سوائے خدا کے
کوئی نہیں جانتا۔ کوئی یہ نہیں جانتا کہ کل
کیا ہوگا۔ رحمتوں میں کیا ہے۔ کل کیا کرے
گا۔ کس زمین میں مرے گا۔ بارش کب
آئے گی۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ امور خمسہ کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ ظاہر
ہے کہ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ان امور خمسہ پر اللہ تعالیٰ کسی کو مطلع بھی نہیں کرتا
جس سے واضح ہوا نفی علم عطائی کی نہیں بلکہ علم ذاتی کی ہے۔ تفسیر احمدی میں ہے۔

ان لقول ان علم هذه الخمسة وان لا يملكه الا الله لكن يجوز ان يعلمها من يشاء من محبيه واوليائه (تفسير احمدی ص ۲۹۸)

تم کہہ سکتے ہو کہ ان پانچ امور کا علم اگرچہ ایسا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو اس میں دخل نہیں لیکن جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبین اور اولیاء میں ہے جس کو چاہے اس کی تعلیم فرما دے۔

جس سے واضح ہوا کہ کتاب و سنت میں جہاں کہیں غیب کی نفی کی گئی ہے وہاں ذاتی علم کی نفی ہے اس کی نفی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو غیب پر مطلع نہیں فرماتا۔

اللہ کے نیک بندوں کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عہد فاروقی میں جب تحط پڑتا تو عمر بن الخطاب حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے پانی مانگتے اور یہ دعا کرتے تھے یا اللہ ہم پہلے تیرے پاس اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لایا کرتے تھے تو تو پانی برساتا تھا اور اب ہم تیرے پاس اپنے پیغمبر کے چچا کا وسیلہ لے کر آئے ہیں ہم پر پانی برسا۔ پس پانی برستا۔

حدیث ہذا سے واضح ہوا کہ طلب حاجات میں اللہ کے نیک بندوں کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے۔ صحابہ کرام کی سنت ہے اور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرنا باعث برکت اور موجب قبولیت ہے۔

کُسُوف و خُسُوف کا بیان

(۱) کُسُوف کے معنی سیاہ ہو جانے کے ہیں۔ جس شخص کا حال متغیر ہو جائے اور نہ کالا ہو جائے اس کے لیے بولتے ہیں فلاں کسف وجہہ و حالہ۔

(۲) جب سورج گہنا جائے تو کہتے ہیں کسفت الشمس۔

(۳) خُسُوف کے معنی بھی سیاہ ہو جانے اور نور کے زائل ہو جانے کے ہیں قرآن مجید میں فرمایا وَخَسَفَ الْقَمَرُ اِظْلُمَ وَدُھَبَ ضُوءُہٗ وَ مَظْلُمَہِی۔

(۴) فقہاء و کرام سورج گہن کے لیے کُسُوف کا لفظ بولتے ہیں اور چاند گہن کے لیے خُسُوف کا۔ ویسے متعدد حدیثوں میں کُسُوف و خُسُوف کا اطلاق چاند پر بھی آیا ہے اور سورج پر بھی۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ : باب سورج گہن کی نماز کے متعلق

سُورج گہن اور چاند گہن کی نماز کے ضروری مسائل

۱۔ قرآن مجید میں فرمایا مَا نُرْسِلْ بِالْآيَاتِ الْتَخَوِيفًا اَوْ كُسُوفًا يَهَيِّجُ الشُّرُكَةَ عِزًّا لِّلرَّحْمٰنِ اَوْ يَذَّكَّرُ بِهِ سَبْعًا فَرَأَوْهُ مُتَجَلِّجًا يَوْمَ تَأْتِي السُّحُبُ بِالْمَاءِ يَهَيِّجُ السُّحُبُ الْمَاءَ فَاَنظُرُوا نَارًا كَدُّ الْخُمْرِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

۲۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا جب تم اس قسم کی نشانیاں دیکھو تو دعا و استغفار کی طرف گھبرا اٹھو۔

۳۔ سُورج گہن کی نماز کی مشروعیت پر ائمہ کا اجماع ہے۔

Click For More Books

۴۔ اس کی مشروعیت کا سبب کسوف ہے۔

۵۔ سورج گہن کی نماز سنت موکدہ ہے اور چاند گہن کی مستحب ہے۔

۶۔ سورج گہن کی نماز جماعت سے پڑھنی مستحب ہے اور تنہا تنہا بھی ہو سکتی ہے اور جماعت سے پڑھی جائے تو خطبہ کے سوا تمام شرائط جمعہ اس کے لیے شرط ہیں۔ یعنی وہی شخص اس کی جماعت قائم کر سکتا ہے جو جمعہ کی کر سکتا ہے۔ وہ نہ ہو تو تنہا تنہا پڑھیں گھر میں یا مسجد میں۔

۷۔ یہ نماز اور نوافل کی طرح دو رکعت پڑھیں یعنی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے کریں۔ نہ اس میں آذان ہے نہ اقامت اور نہ بلند آواز سے قرأت نماز کے بعد دعا کریں یہاں تک کہ آفتاب کھل جائے۔

۸۔ دو رکعت سے زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ خواہ دو دو رکعت پر سلام پھریں یا چار پر۔

۹۔ اگر لوگ جمع نہ ہوئے ہوں تو الصلوٰۃ جامعہ کے الفاظ کے ساتھ پکاریں۔

۱۰۔ افضل یہ ہے صلوٰۃ کسوف جامع مسجد یا عید گاہ میں ادا کی جائے اگر دوسری جگہ ادا کریں تو بھی حرج نہیں۔

۱۱۔ چاند گہن کی نماز میں جماعت سنت نہیں ہے لیکن جماعت سے پڑھنا جائز ہے۔

الصَّلَاةُ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ كُسُوفِ شَمْسٍ كِي نَمَازِ كِي مُتَعَلِقٌ

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ كُنَّ عِنْدَ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْكَسَفَتِ

الشَّمْسُ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ

حضرت ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ ہم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تھے

کہ سورج کو گہن لگا تو حضور علیہ السلام

اپنی چادر اقدس گھسیٹتے ہوئے مسجد میں

رَدَاةً حَتَّى دَخَلَ الْمَسْجِدَ
فَدَخَلْنَا فَعَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ حَتَّى
اجْتَلَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ
وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا وَادْعُوا
حَتَّى يَكْشَفَ مَا بَعْكُمْ - (بخاری)

آئے آپ نے دو رکعت نماز پڑھی
یہاں تک کہ سورج کھل گیا پھر آپ
نے فرمایا چاند اور سورج کسی کے مرنے
کی وجہ سے نہیں گہناتے جب تم
گہن دیکھو تو نماز پڑھو اور آفتاب
کے کھل جانے تک دعا کرو۔

فوائد مسائل

حدیث ہذا مسائل ذیل پر مشتمل ہے :

(۱) صلوٰۃ کسوف کے لیے اذان و اقامت نہیں ہے۔
یہ خطبہ بھی اس کے لیے مشروع نہیں ہے اور حدیث زیر بحث میں جو یہ ہے
کہ آفتاب کے کھل جانے کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا ”شمس و قمر کسی کی
موت و حیات کی وجہ سے نہیں گہناتے“ تو حضور کا یہ ارشاد بطور مشروعیت
خطبہ کے نہ تھا۔ بلکہ وقتی طور پر۔ کفار کے دہم کی تردید کے لیے تھا۔ جو یہ خیال
کرتے تھے کہ کسوف شمس حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات کی وجہ سے ہوا
ہے۔ چنانچہ حدیث زیر بحث کے یہ الفاظ حتی اجتلت الشمس وفتال
سے واضح ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے خط کشیدہ کلمات آفتاب کے
کھل جانے کے بعد ارشاد فرمائے۔ تو اگر خطبہ مسنون ہوتا۔ تو حضور مذکورہ کلمات
مثل نماز و دعا کے سورج کے کھلنے سے پہلے ہی ارشاد فرماتے جس سے
واضح ہوا کہ مذکورہ بالا کلمات بطور مشروعیت خطبہ کے نہ تھے۔ بلکہ وقتی طور
پر کفار کے دہم کی تردید کے لیے تھے۔

Click For More Books

نماز کسوف کے متعلق تفصیلی حدیث

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ عہد نبوی میں سورج گہن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے آپ نے قیام لبا کیا اتنا کہ اس میں سورہ بقرہ پڑھی جائے پھر لمبا رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا اور قیام کیا لیکن پہلے قیام سے کم لمبا پھر رکوع کیا لمبا رکوع لیکن پہلے رکوع سے کم پھر سجدہ کیا پھر دوسری رکعت کے لیے اُٹھے۔ اور قیام کیا لمبا لیکن پہلی رکعت کے رکوع سے کم پھر لمبا رکوع کیا لیکن پہلی رکعت کے رکوع سے کم پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا لیکن دوسری رکعت کے پہلے قیام سے کم۔ پھر لمبا رکوع کیا لیکن پہلے رکوع سے کم۔ پھر سلام پھیرا اور سورج روشن ہو چکا تھا۔ پھر فرمایا چاند اور سورج اللہ کی نشانیاں ہیں یہ کسی کے مرنے جینے کی وجہ سے نہیں کہنا تے جب تم یہ دیکھو تو اللہ عز وجل کو یاد کرو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم نے دیکھا آپ نے نماز میں یہ کسی چیز کو پکڑا پھر ہم نے دیکھا کہ آپ اُلٹے پاؤں پیچھے ہوئے۔ فرمایا میں نے جنت کو دیکھا اور اس میں سے ایک خوشہ لینا چاہا اور اگر اس کو لے لیتا تو تم اس کو بقاء دنیا تک کھاتے رہتے اور مجھے دوزخ دکھائی گئی۔ تو میں نے اس سے زیادہ خوفناک منظر نہیں دیکھا اور میں نے دیکھا کہ دوزخ میں عورتوں کی کثرت ہے۔ صحابہ نے عرض کی یہ کیوں یا رسول اللہ؟ فرمایا اس وجہ سے کہ وہ کفر کرتی ہیں۔ پوچھا کیا کیا وہ خدا سے کفر کرتی ہیں فرمایا (ہنیں) بلکہ وہ خاندوں کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتیں۔ تو اگر ان کے ساتھ ایک زمانہ تک احسان کرے پھر وہ تجھ سے کوئی غلاف مرضی بات دیکھیں تو کہیں میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں پائی۔

Click For More Books

صاحبِ شریعت مختار کل صلی اللہ علیہ وسلم

کل جملہ مسلمانوں کو یہ ایمان رکھنا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صاحبِ شریعت ہیں۔ آپ کی زبان اور سے جو حکم ہو جائے وہی شریعت ہے اور امت کے لیے اس کی تعمیل ضروری ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار دیا ہے کہ جس چیز کو چاہیں واجب کر دیں جسے چاہیں ناجائز کر دیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے لیے ارشاد فرماتا ہے۔

يَا مَعْرُوفُ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ (پ، ع ۹)

”وہ رسول! انہیں عبلائی کا حکم دے گا بُرائی سے منع کرے گا۔ ستھری چیزیں ان کے لیے حلال کرے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تحلیل و تحریم کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف فرمائی ہے کہ ستھری چیزوں کو وہ حلال فرماتے ہیں اور گندی چیزوں کو وہ حرام فرماتے ہیں گو یا اللہ تعالیٰ نے گندی اور ستھری چیزوں کی تعین اور ان کی حلت و حرمت کا کام حضور کے سپرد فرما دیا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے چند چیزوں کو حرام فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالْدَّمُ وَخُمْسُ الْخَيْلِ وَمَا أَهَلَ بِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْذِقَةُ وَالْمَوْقُودَةُ وَالْمُتَرَدِّةُ وَالنَّطِيجَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبْعُ إِلَّا مَا ذَكَيْتُمْ وَمَا ذُبَحَ

Click For More Books

عَلَى النَّصَبِ - (پ ۵۴)

”تم پر حرام ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا ہو۔ اور جو کلا گھوٹنے سے مرے۔ اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا۔ اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینک مارا۔ اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جسے تم ذبح کر لو۔ اور جو کسی تھال پر ذبح کیا گیا۔“

ان آیات کریمہ میں دس چیزوں کو حرام فرمایا گیا ہے۔ مردار، خون، خنزیر۔ اور وہ جس کے ذبح کے وقت غیر خدا کا نام پکارا گیا ہو۔ ان چاروں کے بعد جس چیز کی حرمت کا بیان ہے وہ مردار ہی کی اقسام ہیں۔ اس طرح صرف چار چیزیں رہ جاتی ہیں جن کو قرآن پاک میں حرام فرمایا گیا ہے۔ ان کے علاوہ اور جو چیزیں ہیں ان کے متعلق قرآن پاک میں کوئی بیان نہیں مثلاً کتا۔ بلی گدھا شیر۔ رچھ۔ کوا چیل اور گدھ وغیرہ ان کے متعلق قرآن پاک میں کوئی ذکر نہیں کہ یہ چیزیں حرام ہیں یا حلال؟

ہم نے بارگاہ الہی میں عرض کی کہ الہی : مردار، خون اور خنزیر کے متعلق تو تو نے فرمادیا کہ یہ حرام ہیں لیکن یہ جو کتا بلی گدھا اور چیل کو وغیرہ ہیں ان کی حلت اور حرمت کے متعلق کیا ارشاد ہے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ باقی تمام چیزوں میں گندری ستھری چیزوں کی تعین اور ان کی حلت و حرمت کا فیصلہ میرا محبوب فرمائے گا۔ یَحْسِبُ لَكُمْ النُّبُیَّاتِ وَیَحْکُمُ عَلَیْكُمْ فَمَنْ النُّبُیَّاتِ ہذا میرے محبوب رسول کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ان سے پوچھ لو اور پھر مَا آتَاکُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوہُ وَمَا نَهَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَهُوا۔ میرا رسول جسے حلال فرمائے کھاؤ اور جس کو حرام فرمائے اس

سے رک جاؤ۔ سُبْحَانَ اللَّهِ! کیا نشان ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمارا حاکم بنایا اور آپ کو اتنے اختیارات عطا فرمائے کہ آپ جسے چاہیں حرام فرمادیں اور جسے چاہیں حلال۔

آئیے اب بارگاہ رسالت میں حاضری دے کر عرض کریں کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کا در بتایا ہے ہم حاضر ہیں فرمائیے قرآن پاک میں تو چار چیزوں کے حرمت کا بیان ہے دوسری چیزوں کے متعلق کیا ارشاد ہے۔ تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے :

اللہ کا رسول جسے حرام فرمادے	إِنَّمَا حَرَّمَ رَسُولُ
وہ ایسے ہی حرام سمجھو۔ جیسے اللہ	اللَّهُ كَمَا حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا
کی حرام کی ہوتی چیز۔ خبردار! گھربلو	لَا يَحِلُّ لَكُمْ الْحِمَارُ
گدھا تمہارے لیے حرام ہے اور	الْأَهْلِيُّ وَالْأَكْلُ ذِي نَابٍ
اسی طرح نوکیلے دانت والا جانور	مِّنَ السَّبَاعِ۔
جو کیلے سے شکار کرتا ہے	

(مشکوٰۃ شریف ص ۲) حرام ہے۔

اس حدیث پاک کے مطابق گدھا بھی حرام ہے اور اپنے کیلے دانت سے شکار کرنے والے جانور جیسے شیر۔ لومڑی۔ گیدڑ۔ بچو، کتا وغیرہ یہ سب بھی حرام ہیں۔

دوسری حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ الطَّيْرِ۔ (نسائی شریف ص ۱۴۶ ج ۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس پرندہ کے کھانے سے جو پنجہ سے شکار کرتا ہے منع فرمادیا۔ اس حدیث پاک کے مطابق شکار۔ باز۔ چیل۔ کوا۔ گدھ وغیرہ سب حرام ہیں۔

فضائلِ مُصطفیٰ ﷺ

حدیث ۱ : صحیح بخاری شریف و مسلم شریف میں ہے کہ :

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میری ماں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! اپنے خادم انس کے لیے دعا فرمائیے آپ نے فرمایا: اے اللہ! انس کو بہت مال دے اور بہت اولاد دے اور جو کچھ تو نے اس کو دیا ہے اس میں برکت کر۔

حضرت انس کہتے ہیں کہ قسم خدا کی میرے پاس بے شمار مال اور میرے بیٹے بیٹیوں کی تعداد سو کے قریب ہے۔

نتیجہ : میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے وہ اختیارات عطا فرمائے ہیں کہ آپ کی دعا سے مال ملے اور مال بڑھے اور بکثرت اولاد عطا ہو۔ محدث ابن جوزی نے روایت کی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مملوکہ درخت سال میں دو بار پھل لایا کرتے تھے۔

حدیث ۲ : بخاری شریف میں یزید بن ابی امیہ سے روایت کہ میں نے سلمہ بن اکوع کی پٹلی میں چوٹ کا اثر دیکھا تو میں نے ان سے چوٹ کا سبب دریافت کیا کہنے لگے خیر کے دن ایسی سخت چوٹ میرے آئی تھی کہ لوگوں نے کہا سلمہ شہید ہو گیا ہے۔ تو میں بارگاہ رسالت (علی صاحبہا السلام) میں پہنچا تو آقائے دو عالم رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار اس پر دم فرمایا تو میں بالکل اچھا ہو گیا۔

Click For More Books

نتیجہ :- معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام بظاہر الہی شفا دیتے ہیں۔

۲۔ معلوم ہو کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین "مآخوذ الأسباب العادیه"

یعنی جو کام اسباب عادیہ سے بالاتر ہو (حضور علیہ السلام سے امداد کے خواہاں ہوتے تھے۔ اور حضور علیہ السلام انہیں منع نہیں فرماتے تھے بلکہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی دستگیری فرمایا کرتے تھے۔ دیکھو! حضرت سلمہ جو اپنا زخم لے کر حاضر بارگاہ رسالت ہوئے تھے وہ کسی ظاہری پڑیا کے خریدار بن کر نہیں گئے تھے بلکہ حضور آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے باطنی اختیارات سے شفا کے طلبگار بن کر گئے تھے اور ظاہر ہے کہ چوٹ کے زخم کو بغیر کسی ظاہری سبب کے اچھا کرنا مافوق الاسباب امداد ہے۔

حدیث ۳۳: بخاری و مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ نے ام سلیم سے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کو بھوک کے سبب ضعیف پایا۔ سو کیا تمہارے پاس کچھ ہے! ام سلیم نے جو کی کچھ روٹیاں نکالیں اور ایک اوڑھنی میں لپیٹ کر مجھے دیں اور حضور کے پاس جانے کو کہا، تو میں ان کو لے کر حضور علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اور آپ کے ساتھ اور لوگ بھی تھے۔ میں نے سلام کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں ابو طلحہ نے بھیجا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں آپ نے فرمایا کہ تو کھانا لے کر آیا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ تو کھانا لے کر آیا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ اٹھو۔ آپ اٹھے اور آپ کے ساتھ تمام حاضرین بھی چل نکلے۔ میں نے آگے بڑھ کر ابو طلحہ کو خبر دی۔ ابو طلحہ نے ام سلیم سے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو لیے تشریف لائے ہیں۔ اور ہمارے پاس تو کھانا اتنا نہیں ہے کہ سب کو کھلا سکیں۔ ام سلیم نے کہا۔ "خدا اور خدا کا رسول"

Click For More Books

بہتر جانتے ہیں۔“

سوا ابو طلحہ نے حضور کا استقبال کیا اور حضور علیہ السلام ابو طلحہ کے ساتھ گھر میں آئے اور ام سلیم سے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہوئے آؤ۔ انہوں نے وہ روٹیاں پیش کیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان کے ٹکڑے کر ڈالو۔ پھر ام سلیم نے گھی کے برتن کو پھوٹ کر ان ٹکڑوں کو چھڑ دیا، پھر حضور علیہ السلام نے ان پر کچھ پڑھا۔ پھر رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس آدمیوں کو بلا لو۔ دس آدمی آئے اور سیر ہو کر اُٹھے پھر حضور علیہ السلام نے اور دس آدمیوں کو بلایا۔ یوں ہی دس آدمی آتے گئے۔ اور کھاتے گئے، یہاں تک کہ سب نے کھا لیا۔ اور وہ لوگ ستر یا ستر آدمی تھے۔

ماک کو نہیں ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

نتیجہ : صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں علم غیب کا عقیدہ رکھتے تھے۔ دیکھو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو طلحہ سے کہا کہ ہمارے چھپے حال کو اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ یعنی گو ظاہر میں ہماری حالت مخفی ہے مگر باطن میں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوشیدہ نہیں ہے۔

زرقانی جلد ۶ صفحہ ۲۲۹ میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا ارشاد موجود ہے۔

نَبِيٌّ يَرْجَى مَا لَا يَمِيزُ النَّاسُ حَوْلَهُ

وَيَسْأَلُوا كِتَابَ اللَّهِ فِي كُلِّ مَسْأَلَةٍ

ترجمہ : ہمارے آقا ایسے نبی ہیں کہ جس چیز کو لوگ نہیں دیکھ سکتے۔ وہ

دیکھ لیتے ہیں اور اللہ کی کتاب ہر مقام میں پڑھتے ہیں۔ فرمایا :

فَإِنْ قَالَ فِي يَوْمٍ مَقَالَةٌ غَائِبٌ فَتَصْدِيقُهَا فِي ضَعْفِ الْيَوْمِ أَوْ غَدٍ

Click For More Books

ترجمہ : سو اگر حضور علیہ السلام نے ایک دن خیب کی بات کہی تو اس کی تصدیق آج ہی ہوگی یا کل ہو جائے گی۔

حدیث ۱۴ : بخاری و مسلم شریف میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ میں ایک سفر جہاد میں حضور علیہ السلام کے ہمراہ تھا۔ اور میری سواری کا اونٹ تھک گیا تھا، یہاں تک کہ چل نہیں سکتا تھا۔ تو حضور نے مجھ سے فرمایا کہ تمہارے اونٹ کو کیا ہو گیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ تھک گیا ہے تو آپ نے پھر اس کو بانٹا۔ اور برکت کی دعا فرمائی۔ سو وہ اونٹ سب اونٹوں سے آگے چلنے لگا۔ پھر آپ نے مجھ سے اونٹ کا حال پوچھا۔ میں نے عرض کیا کہ اچھا حال ہے، آپ کی برکت اس کو پہنچی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ چالیس دم کو میرے ہاتھ بیچتے ہو؟ میں نے بیچ دیا اور مدینے تک اس کی سواری کی اجازت لے لی جب آپ مدینے میں پہنچے، میں اونٹ لے کر حاضر بارگاہ ہوا۔ آپ نے مجھے اس کی قیمت عنایت فرمائی۔ اور اونٹ بھی مجھے پھیر دیا۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مراویں غریبوں کی بر لائے والا!
واللہ تم اللہ کی ہر شے پہ ہوتا بعض
مختار جہاں اذن خدا سے بخدا ہو
اللہ کے ملوک ہو مامک ہو ہمارے
تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو

حدیث ۱۵ : صحیح مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام ماکہ ایک ترن میں حضور علیہ السلام کو گھی بیچا کرتی تھیں سو جب کبھی ان کے بیٹے روٹی کے ساتھ کچھ چیز کھانے کو مانگتے۔ اور گھر میں کچھ نہ ہوتا

تو وہ اس برتن میں تلاش کرتیں تو اس میں گھی مل جاتا تھا۔ یوں ہی ہمیشہ ان کے گھر کے لیے اس برتن میں نان خورشن ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ انہوں نے ایک روز اس برتن کو پھوڑ لیا۔ اور حاضر بارگاہ رسالت ہو کر اس برتن کا حال بیان کیا تو مختار نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر تم اس کو نہ پھوڑتیں۔ تو ہمیشہ تمہیں اس سے گھی ملتا۔ (وانتہی)

اے مسلمانو!

دیکھا کیا بات تھی۔ صرف یہ کہ برتن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت ہو گئی تھی۔ اور صرف اتنی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس برتن میں گھی جاتا تھا۔

سب سے اعلیٰ والی ہمارا نبی

سب سے بالا والا ہمارا نبی

سارے اونچوں سے اونچا ہے کہیئے

ہے اُس اونچے سے اونچا ہمارا نبی

کون دیتا ہے دینے کو دل چاہیئے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی!



دائے غیوب ﷺ

۵ اور کوئی غیب کیا تم سے یہاں ہو
جب نہ خدا ہی چھپا تم پر کروڑوں درود

حضرت نبی اکرم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء ہیں اور حضور کا مقام نبوت
ہر نبی و رسول کے مقام سے بالاتر ہے۔ آپ کا مقام نبوت چونکہ اتنا رفیع و
بلند ہے کہ بعد از خدا اس مقام سے اونچا اور کوئی مقام ہی نہیں۔ اس لیے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر نبوت میں اس قدر وسعت عطا فرمائی گئی ہے
کہ کونین کا ذرہ ذرہ اور کائنات کا پتہ پتہ اس نظر کے سامنے آگیا اور سرور
عالم صلی اللہ علیہ وسلم بظاہر اللہ ہر شے کے دیکھنے اور جاننے والے ہوئے چنانچہ
خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

— حدیث —

إِنَّ اللَّهَ قَدْ فَحَّيَ إِلَى الدُّنْيَا فَإِنَّا نَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلَى
مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا نَنْظُرُ إِلَى كَفِيٍّ
هَذِهِ رَطْبِرَانِي شَرِيف

ترجمہ : ”اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے ساری دنیا کو اٹھایا،
میں اس دنیا کو اور قیامت تک جو کچھ اس میں ہونے والا ہے سب
کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے اس ہاتھ کی پتھیلی کو دیکھتا ہوں۔“
ایک اور ارشاد میں فرمایا :

Click For More Books

حدیث ۲

إِنَّ اللَّهَ رَوَىٰ لِي الْأَرْضَ فَرَايْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا
ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ نے میرے لیے تمام زمین کو سمیٹ دیا تو میں
نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔“

معلوم ہوا ساری دنیا مثل کف دست کے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے سامنے حاضر ہے اور جو کچھ دنیا میں ہو چکا یا ہونے والا ہے حضور صلی اللہ علیہ
وسلم اسے جانتے ہیں اور آپ سے کچھ غائب و پنهان نہیں۔ احادیث کے مطالعہ
سے پتہ چلتا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداءئے آفرینش سے لے کر
قیامت کے واقعات کی خبر دی۔

حدیث ۳

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :
قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا
عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ أَهْلَ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ
النَّارِ مَنَازِلَهُمْ۔ (بخاری۔ مشکوٰۃ)

ترجمہ: ”ایک دفعہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں کھڑے
ہو کر ابتداءئے آفرینش سے لے کر جنتوں و جہنم اور دوزخوں کے
دوزخ میں جانے تک کا حال ہم سے بیان فرمایا۔“

شراح بخاری علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری میں اسی حدیث کے
نیچے فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس بات کی کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایک مجلس میں اول سے آخر تک جملہ مخلوقات کے تمام حالات بیان
فرمادیئے۔

پس ثابت ہو گیا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آفریش سے لے کر قیامت تک کے واقعات و حوادث اور مخلوقات کے جملہ حالات بیان فرما کر اپنے واناے غیوب ہونے کا اظہار فرما دیا۔

— حدیث —

اس محدثہ دور کی بد اعمالیوں اور پھر اس کے نتیجہ میں بلائے آسمانی کے نزول کی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے ہی ان مبارک الفاظ میں دے دی ہے۔ چونکہ عربی متن کافی بڑا ہے لہذا راقم الحروف نے اس کا اردو ترجمہ پیش کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

”ایک زمانہ ایسا آئے گا جب مالِ غنیمت کو اپنی دولت اور مالِ امانت کو مالِ غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے گا۔ اور علم محض دنیا کے لیے پڑھا جائے گا اور آدمی اپنی بیوی کا تو مطیع اور ماں کا نافرمان ہو جائے گا دوست کو تو قریب اور باپ کو دور رکھے۔ اور مسجدوں میں دنیاوی آوازیں بلند ہوں گی۔ اور قبیلہ کا سردار وہ بنے لگے جو سب سے زیادہ بدکار ہو۔ اور قوم کا معتد اور امین وہ ہو گا جو سب سے زیادہ ذلیل ہو۔ اور بڑے آدمی کی تعظیم اس کی شرارت سے ڈر کر کی جائے گی نہ کہ اسے واقعی قابل تعظیم سمجھ کر۔ اور شراب پی جائے گی اور لوگ اپنے اسلاف اور بزرگوں کو برا کہیں گے تو اس زمانے میں سرخ آندھیاں آئیں گی، رزلے آئیں گے شکلیں بگڑیں گی۔ زمین میں دھنسا یا جائے گا آسمان سے پتھر برسیں گے اور اسی طرح مختلف بلائیں متواتریوں نازل ہوں گی جیسے تسبیح کا دھاگہ ٹوٹ جائے اس کے دانے

متواتر کرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)
غور فرما لیجئے کہ موجودہ دور کا رنگ ڈھنگ کیا وہی نہیں جو سرور عالم صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہر فرمایا۔ یقیناً وہی ہے آج امانت میں خیانت کی جاتی
ہے۔ زکوٰۃ کو بار سمجھا جاتا ہے محض ملازمتوں کے لیے پڑھایا جاتا ہے۔ آج کل کے
پڑھے ہوئے کا نقشہ سو فیصدی اس شعر کے مطابق ہے کہ:
ہ کیا کیوں احباب کیا کار نمایاں کر گئے
بی اے ہوئے تو کر ہوئے پنشن ملی اور مر گئے
گویا دین سے کچھ بھی تعلق نہ رکھا آج کل کا نوجوان ماں کی اطاعت کو اوٹ
آف فیش اور بیوی کی ہر بات کو واجب تعمیل سمجھتا ہے اور اپنے طرز عمل
سے ظاہر کر رہا ہے کہ:

ہ آئے ہیں دنیا میں ہم دو کام کرنے کے لیے
کچھ خدا سے اور کچھ بیوی سے ڈرنے کے لیے
الغرض سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ فرمایا آج ہم نے وہی دیکھا
اور پایا۔ گویا زمانہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد کی تصدیق کر رہا ہے
تو پھر کیوں نہ مسلمان سچے دل سے بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہ
سر عرش پر ہے تری گذر دل فرس پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

نور محمدی

حدیث قدسی ہے :
كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًا فَارَدَّتْ اَنْ اُطَهَّرَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ
یعنی میں چھپا ہوا خزانہ تھا جب میں نے ظاہر ہونے کا ارادہ کیا تو
خلقت کو پیدا کیا۔

مخلوق سے فردِ کامل مراد ہے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک
ہے کیونکہ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور بنایا گیا تھا
حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے پوچھا حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سب سے
پہلے مولا کے کریم نے کسے پیدا فرمایا تو آپ نے فرمایا :
”اے جابر! اللہ تعالیٰ نے ہر شے سے پہلے تمہاری نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے نور کو پیدا کیا اپنے نور سے اور اس وقت نہ
روح تھی نہ قلم نہ جنت نہ دوزخ نہ آسمان نہ کوئی فرشتہ نہ
زمین نہ سورج نہ چاند تھا۔ اور نہ کوئی جن تھا نہ انسان۔“

(مواہب لانیہ)

اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور سب
سے پہلے پیدا کیا گیا تھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی اور چیز کو پیدا
نہیں کیا گیا۔

حضرت امام قسطلانی علیہ الرحمۃ مواہب لانیہ میں فرماتے ہیں کہ جب

Click For More Books

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کے دل میں ڈالا کہ اے رب تو نے میری کنیت ابو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں رکھی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم علیہ السلام اپنا سر اٹھا۔ آدم علیہ السلام نے اپنا سر اٹھایا تو عرش کے پردوں میں ایک نور دیکھا عرض کی اے رب یہ نور کیسا ہے فرمایا: یہ نور ایک نبی کا ہے جو تیری اولاد میں سے ہوں گے ان کا نام آسمان میں احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور زمین میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اگر وہ نہ ہوتے تو میں نہ تھا یہ پیدا کرتا نہ زمین و آسمان کو پیدا کرتا۔

شارح بخاری حضرت امام قسطلانی علیہ الرحمۃ اس حدیث پاک کو درج فرما کر ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے نور سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرمایا تو اس وقت نہ نوح تھی نہ قلم نہ جنت تھی نہ دوزخ نہ کوئی فرشتہ تھا نہ آسمان اور نہ زمین نہ سورج تھا نہ چاند نہ کوئی جن تھا نہ انسان پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو چار حصوں میں تقسیم فرمایا:

پہلے حصہ سے قلم قدرت کو پیدا فرمایا اور

دوسرے حصہ سے لوح محفوظ کو اور

تیسرے حصہ سے عرش کو پیدا فرمایا اور

چوتھے حصہ کو پھر چار حصوں میں تقسیم فرمایا اور

پہلے حصہ سے حاملین عرش کو پیدا فرمایا اور

دوسرے حصہ سے کسی کو اور

تیسرے حصہ سے باقی تمام فرشتوں کو پیدا فرمایا اور

چوتھے حصہ کو پھر چار حصوں میں تقسیم فرمایا اور

پہلے حصہ سے آسمانوں کو پیدا فرمایا اور
دوسرے حصہ سے زمینوں کو اور
تیسرے حصہ سے جنت و دوزخ کو پیدا فرمایا
چوتھے حصہ کو پھر چار حصوں میں تقسیم فرمایا اور
پہلے حصہ سے مومنوں کی آنکھوں کا نور پیدا فرمایا اور
دوسرے حصہ سے مومنوں کے دلوں کا نور یعنی معرفت اور
تیسرے حصہ سے ساری کائنات کو پیدا فرمایا
(مواہب لدنیہ)

معلوم ہوا کہ ہر جمال و کمال اسی نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت ہے
یہ دُنیا جس میں تھی ظلمت ہی ظلمت
ہوئی روشن صیاء المصطفیٰ سے

میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لطف و کرم اور آپ کی عطا
و رحمت سے ایک عالم کی پرورش ہو رہی ہے اور اس باغ عالم کی وجہ بقا
حضور ہی کی ذات گرامی ہے اور آپ ہی خاطر اور آپ ہی کے نور سے کائنات
کو پیدا کیا گیا ہے ۔

وہی نور حق وہی نقل رب ہے اتنی سے سب سے انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسمان کہ زمین نہیں کہ زمان نہیں
حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :
اَنَا مِنْ نُورِ اللَّهِ وَكُلُّ الْخَلْقِ ثَقٌّ مِنْ نُورِي
”یعنی اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں اور ساری کائنات میرے نور
سے پیدا فرمائی گئی ہے۔“

تو گویا ذرہ ذرہ کائنات میں ضیاء المصطفیٰ کا جلوہ اور جھلک پائی جاتی ہے
کیا نشانِ احمدی کا چین میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے
اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے قرآن کریم میں
فرمایا ہے:

وَدَاعِيَا إِلَى اللَّهِ بِذَنبِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا -
”اللہ کی طرف باذن اللہ بلانے والے اور چمکا دینے والے
روشن چراغ۔“

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

فَدُجَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ -

”تحقیق تمہارے پاس اللہ سے نور تشریف لایا اور کتاب مبین“

ان آیات میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو چراغ روشن اور نور فرمایا گیا ہے
دنیا میں کفر و شرک بے دینی و ضلالت کی تاریکی چھا چکی تھی کہ نور مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس ظلمت کدہ عالم کو نور بنا دیا ہے

نارہوں کا دور تھا دل جل رہا تھا نور کا
تم کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجہ نور کا



عذابِ قبر کا باعث

حدیث : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ زیادہ تر عذابِ قبر پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے پس تم پیشاب کی چھینٹوں سے بچو۔

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کرتے وقت اس کی چھینٹوں سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ آج کل کھڑے کھڑے پیشاب کر دینا ایک فحش ہے۔ مگر مسلمان کے لیے اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر عمل کرنا ضروری ہے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کی چھینٹوں سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے اور ان چھینٹوں سے نہ بچنے کو عذابِ قبر کا سبب بیان فرمایا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ارشاد دین و دنیا کی فلاح کا ضامن ہے اور آپ کے ہر ارشاد میں ہزار حکمتیں مضمر ہوتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم آج سے چودہ سو سال پہلے جو کچھ فرمایا ہے۔ طب و حکمت کے بڑے بڑے درخشندہ ستارے اپنے ہزاروں تجربات کے بعد آج اُن ارشادات کی تصدیق کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ حدیث پاک جس کا اد پر ذکر ہوا اسے پھر پڑھئے اور پھر امروں اور لاہور کی ہفت روزہ اشاعت مورخہ ۲ اگست ۱۹۴۹ء کا صفحہ سات ملاحظہ کیجئے۔ اس صفحہ پر زندہ انسانوں کو مردہ سمجھ کر دفن کرویا جاتا ہے کے عنوان سے حکیم اجل خاں صاحب مرحوم کا ایک واقعہ لکھا ہے جو یہ ہے۔

واقعہ : مسیح الملک اجل خاں ایک روز اپنے مطلب میں بیٹھے تھے انہیں

Click For More Books

یہ خبر پہنچی کہ آپ کے محلہ کا قصاب جو کئی روز سے بیمار تھا آج فوت ہو چکا ہے! چل
خاں نے مسکراتے ہوئے اپنے ملازم کو فرمایا کہ یہ قصاب زندہ ہے اس کے گھر
جا کر کہہ دو کہ ماتم اور گرہ زاری بند کر دیں۔ یہی ابھی دوائی لے کر پہنچ رہا ہوں چنانچہ
تھوڑی دیر کے بعد مسیح الملک قصاب کے گھر پہنچے اور اس کے منہ میں چند قطرے
دوائی ٹپکا کر اُسے اوندھا ڈال دیا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کے منہ سے
زرد رنگ کا پانی بہنا شروع ہوا۔ اور بعد میں گہرے سیاہ رنگ کا کثیر مواد اس کے
منہ سے خارج ہوا اور ناک کے تھنوں سے سیاہ رنگ کے خون کا سیلاب شروع
ہو گیا۔ دس پندرہ منٹ کے بعد مرلیتی سانس لینے لگا اور اُس نے آنکھیں کھول
دیں۔ کہاں ہائے ہائے اور کہاں واہ واہ

محفل ماتم خوشیوں میں تبدیل ہو گئی۔ مسیح الملک نے فرمایا یہ بد بخت قصاب
موٹا ہونے کے باعث پیشاب پاخانہ پھرتے وقت احتیاط نہیں کرتا تھا۔ پیشاب
کے قطرے اس کے پاؤں اور بٹریوں پر اکثر گرتے تھے۔ درحقیقت اس مرض کی
سب سے بڑی وجہ پیشاب کے قطرات کا جسم پر گرنا ہے۔ مسیح الملک نے فرمایا
کہ ایسے لوگ ہمیشہ اس مرض کا شکار ہو کر زندہ درگور کر دیئے جاتے ہیں لیکن بند قبر
سے چھٹکارا ملنا انتہائی دشوار ہوتا ہے۔ (ماخوذ ماہ طیبہ ستمبر ۱۹۶۹)

دیکھئے آج چودہ سو برس پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کی چھینٹوں
سے بچنے کی ہدایت فرمائی اور اس کی وجہ سے آپ نے قبر میں عذاب کا ہونا بیان
فرمایا اور آج طب و حکمت کا ایک درخشندہ ستارہ اس ارشاد نبوی کی یوں تصدیق
کرتا ہے کہ پیشاب کے قطرے سکتے کے مرض کا باعث بن جاتے ہیں اور ایسا
مرض زندہ ہی درگور کر دیا جاتا ہے اور زندہ شخص کا قبر میں جا کر جو برا حال ہوتا
ہے ظاہر ہے۔

معلوم ہوا کہ طب و حکمت ہزار ہا تجربات کے بعد جہاں پہنچی یا پہنچے گی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو سال پہلے ہی اس کی نشان دہی فرما گئے ہیں۔

پیشاب سے نہ بچنا کبیرہ گناہ ہے

حدیث : حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ یا مکہ کے کسی باغ پر گزرے وہاں دو آدمیوں کی آواز سنی جنہیں قبر میں عذاب ہو رہا تھا اس وقت آپ نے فرمایا ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے کسی بڑے گناہ میں نہیں، پھر فرمایا البتہ بڑا گناہ ہے ان میں ایک تو اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا پھر آپ نے کھجور کی ایک ہری ٹہنی منگوائی اس کے دو ٹکڑے کئے اور دونوں قبروں پر ایک ایک ٹکڑا ڈال دیا صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا اس لیے کہ جب تک یہ ٹہنیاں سبز رہیں گی ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

(بخاری شریف)

فوائد و مسائل

۱۔ حدیث ہذا کو امام بخاری نے طہارت و جہانن میں بھی ذکر کیا ہے مسلم ابن ماجہ ابوداؤد و ترمذی نے طہارت میں درج کیا ہے۔ حدیث ہذا میں پیشاب سے نہ بچنے والے پر عذاب کا بیان ہوا جس سے اس گناہ کا اشد و اکبر ہونا ثابت ہوا۔

گناہ کبیرہ

(۱) حدیث بخاری عن ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سات گناے گئے۔ اور حدیث ہاکم میں نو۔ اور کسی میں اس سے بھی زیادہ جس سے اس امر کی وضاحت

ہوتی ہے کہ اس گنتی سے حصہ مقصود نہیں ہے اسی لیے بعض علماء نے فرمایا: ہر وہ
گناہ جس کے ارتکاب پر شارع علیہ السلام نے وعید سنائی یا لعنت فرمائی یا عذاب
غضب کا بیان آیا وہ کبیرہ ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی
نے کہا گناہ کبیرہ سات ہیں؟ آپ نے کہا سات سو تک ہیں مطلب یہ کہ جیسے
ایک چھوٹی سی نیکی اگر خلوص و لہیئت کے ساتھ کی جائے تو اس کا اجر بڑھ جاتا
ہے ایسے ہی ایک ذرا سا گناہ اگر عز و جل سے جس قدر بے خوفی اور جرأت کے
ساتھ کیا جائے اسی قدر اس کی سنگینیت میں اضافہ ہوتا جائے گا علامہ عینی
علیہ الرحمۃ نے فرمایا: کبیرہ امر نسبی ہے ایک گناہ دوسرے گناہ کی نسبت کم درجہ
کا ہوتا ہے تو اسی نسبت سے صغیر و کبیرہ کی تقسیم ہوگی۔ (عینی جلد ۱ ص ۸۷)
(۲) حَاطِطٍ کی جمع حیطان ہے کھجور کے باغ کو کہتے ہیں جو چار دیواری
میں ہو۔ دارقطنی کی روایت میں یہ تصریح ہے کہ یہ باغ جس میں حضور علیہ السلام
کا گزر ہوا۔ ام البشر انصاریہ کا تھا۔

(۳) روایت اعمش میں صدقبون کے لفظ ہیں اور روایت ابن ماجہ
میں بستیون جدیدین کے لفظ آئے ہیں یعنی وہ قبریں نئی تھیں۔ اس سے
اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ مقبور مسلمان تھے۔

(۴) لایستتر: بعض روایت میں لایستیری اور لایستنزہ بھی
آیا یہ تمام قریب المعنی ہیں۔ اور البونعیم کی روایت میں لاینوقی (نہیں پہچانتا تھا)
آیا ہے۔

فَسَمِعَ صَوْتِ النِّسَاءِ: کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے
دو آدمیوں کی آواز سنی جنہیں قبر میں عذاب ہو رہا تھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ
عالم برزخ میں جو کیفیات ہیں ان پر آدمی مطلع ہو سکتا ہے اور یہ کہ آیت و مسأ

انت بمسمع من فی القبور کے یہ بات منافی نہیں ہے کیونکہ آیت میں خود بخود
سننے کی نفی ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ سنا نا چاہے یا کسی کو ایسے حواس ہی عطا فرما
دے جو احوال برزخ کا مشاہدہ کریں تو یہ ممکن ہے اور آیت کے منافی نہیں ہے
بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو اس کا وقوع ہو گیا اور حضور علیہ السلام
نے عالم برزخ کے احوال کو اپنی مقدس آنکھوں سے دیکھ لیا۔

(۵) غیبت کے معنی کسی بات کو دوسرے تک نقصان دینے کے لیے
پہنچانے کے ہیں۔ اور یہ فعل نہایت مکروہ ہے اور ارشاد کیا ہے کہ کیونکہ چغلی کی وجہ
سے درمسلمانوں میں ناچاتی پیدا ہوتی ہے۔ بعض روایات میں آیا کہ شیطان دو
مسلمانوں میں ناچاتی سے بہت خوش ہوتا ہے۔

(۶) یٰ اذبان : عذاب قبر حق ہے۔ اور اس کے ثبوت میں جلیل القدر صحابہ
سے احادیث وارد ہوئی صایع اذبان فی کبیر کے ایک معنی شارحین نے یہ
لکھے کہ وہ ایک ایسے کام سے نہیں بچتے تھے جس سے بچنا ان کے لیے کوئی مشکل
نہ تھا۔

۱۔ فی کبیر : علامہ نووی نے فرمایا : پیشاب سے پرہیز نہ کرنا فی
نفسہ گناہ نہیں ہے۔ یہ کبیرہ اس لیے بن جاتا ہے کہ یہ فساد صلوٰۃ کا سبب بن
جائے گا۔ لیکن اصل یہ ہے کہ پاک رہنا ہر حال میں شارع علیہ السلام کو مطلوب ہے
اور نجاست سے ملوث رہنا مکروہ ہے تو پیشاب سے پرہیز نہ کرنا اگرچہ صغیرہ ہے
لیکن صغیرہ پر جب اصرار کیا جائے تو وہ کبیرہ ہو جاتا ہے۔

۲۔ اگرچہ حدیث میں عذاب قبر کا سبب یہ بتایا گیا ہے کہ وہ اپنے پیشاب
سے نہیں بچتا تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پیشاب کی کوئی خصوصیت نہیں ہے
بلکہ ہر قسم کی نجاست سے نہ بچنا عذاب قبر کا سبب بن سکتا ہے (العیاذ باللہ) کیونکہ

ملائکہ کو ہر قسم کی نجاست سے ایذا ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ جس گھر میں کنایا جاندار کی تصویر ہو وہاں ملائکہ رحمت کا نزول نہیں ہوتا۔ پھر نجاست خواہ حسی ہو جیسے پیشاب یا حکمی جیسے چغل خوری ان سے بھی ملائکہ کو ایذا ہوتی ہے۔

اور حدیث میں جو پیشاب کو خاص کیا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ پاخانہ گوبر اور دوسری نجاستیں ایسی ہیں جن سے عام طور پر لوگ پرہیز کرتے ہیں خواہ جاہل ہوں یا عالم اس کے برعکس پیشاب ایک ایسی نجاست ہے کہ لوگ اس کی پرداہ نہیں کرتے۔ آپ مسٹر ان کرام کو دیکھ لیجئے کہ ان کی پتلونوں میں چھٹکنوں پیشاب ہوتا ہے۔ عرب بھی پیشاب سے پرہیز کرنے کا خاص خیال نہیں رکھا کرتے تھے جیسا کہ شارحین نے قصہ بول اعرابی فی المسجد کے ضمن میں تصریح کی ہے۔ لیکن جب اسلام آیا تو حضور علیہ السلام نے اُن کی ایسی تربیت فرمائی کہ پھر انہیں عربوں کا یہ حال ہو گیا کہ خود قرآن مجید میں ان کی طہارت و پاکیزگی کو سراہا گیا۔

(۳) حدیث میں آیا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے متعلق سوال ہوگا۔ تو مناسب ہوا کہ قبر میں طہارۃ کے متعلق بھی سوال ہو کیونکہ برزخ حشر پر مقدم ہے اور طہارۃ نماز پر مقدم ہے یہی وجہ ہے کہ پیشاب سے نہ بچنے کے سبب قبر میں عذاب ہوا۔

(۴) یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں تو یہ آیا ہے :
ان من شئ الا یسبح بحمداہ کہ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اور حضور علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ جب تک یہ کعبور کی شاخیں تر رہیں گی تسبیح کریں گی۔ جواب یہ ہے کہ آیت میں من شئ سے مراد شئی جی ہے اور ہر چیز کی حیات اس کے حسب حال ہوتی ہے تو ٹہنیوں کی زندگی اسی وقت تک کہ وہ سبز رہیں۔ لیکن یہ جواب کچھ یونہی سا ہے کیونکہ آیت کا عموم والملاق تو یہ بتاتا ہے کہ

کائنات کی ہر چیز خواہ وہ خشک ہو یا تر وہ اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور محققین کرام نے بھی آیت کو اس کے عموم پر رکھا ہے۔ صحیح جواب یہ ہے کہ آیت وحدیث میں تضاد ہے ہی نہیں کیونکہ حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یہ بتایا ہے کہ کُور کی ان شاخوں کا بحالتِ تروتازگی میں تسبیح سے عذابِ قبر میں تخفیف ہوگی۔ باقی برائی یہ بات کہ خشک ہو جانے کے بعد بھی تسبیح کرتی ہیں؟ تو حدیث میں ان کی نفی نہیں ہے اور جب قرآن مجید میں یہ بات ہے تو حدیث میں اس کی نفی کیسے ہو سکتی ہے۔

۱۔ کیا ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے

حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی ہر چیز اللہ عزوجل کی تسبیح کرتی ہے خواہ وہ خشک ہو یا تر اب یہ جو بعض آثار میں وارد ہوا کہ :-

(۱) کپڑا جب تک سفید رہے اللہ کی تسبیح کرتا ہے اور جب میلا ہو جائے تو نہیں کرتا۔

(۲) پانی جب تک جاری رہے تسبیح کرتا ہے اور جب میلا ہو جائے تو نہیں کرتا۔

(۳) پتھر جب تک اپنی جگہ پر ہے اور جب پہاڑ سے کاٹ دیا جائے تو نہیں کرتا۔

تو نہیں کرتا کا مطلب صرف یہ ہے کہ تسبیح تو ہر حال میں کرتی ہے مگر حال میں جب

تغیر ہوتا ہے تو اس کی تسبیح میں بھی تغیر ہو جاتا ہے دیکھئے انسان کو خوشی کی حالت

میں بھی بھوک لگتی ہے اور غمی کی حالت میں بھی لیکن خوشی کی حالت میں جو بھوک

لگتی ہے وہ اس بھوک سے مختلف نوعیت کی ہوتی ہے جو اس کو غمی کی حالت

میں لگتی ہے۔ چنانچہ خود قرآن مجید نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ کُلُّ شَيْءٍ

عَلَىٰ صِلَاتِكَ وَتَسْبِيحِكَ۔ کہ ہر چیز کی تسبیح اس کے حال کے مطابق ہوتی

ہے۔ درخت جب تک تروتازہ ہے تسبیح کرتا ہے مگر جب سوکھ جاتا ہے۔

جب بھی تسبیح کرتا ہے مگر یہ تسبیح اس نوع کی نہیں ہوتی جیسی کہ وہ بحالت تروتازگی تسبیح کرتا تھا۔ پھر اجل جانے کے بعد بھی تسبیح کرتا ہے مگر جلنے سے پہلے اس کی تسبیح اور نوع کی تھی۔ اور راکھ ہو جانے کے بعد اور نوع کی ہے آدمی زندگی میں تسبیح کرتا ہے اندر سے کہ بعد جب عناصر سے مل جاتا ہے جب بھی تسبیح کرتا ہے مگر پہلی تسبیح، تسبیح حیات ہے اور دوسری تسبیح، تسبیح عناصر ہے بغرض کہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ لکڑی سوکھنے کے بعد تسبیح نہیں کرتی، تو نفی اس تسبیح کی کی جاتی ہے جو وہ بحالت تروتازگی کرتی تھی مطلقاً تسبیح کی نفی نہیں کی جاتی۔

۸۔ قبر پر پھول ڈالنا جائز ہے

لعلہ ان یحفظ: کھجور کی تر شاخیں قبروں پر ڈالنے کی حکمت حضور علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمائی کہ سبز سے کی تسبیح سے ان کے عذاب میں تخفیف کی امید ہے اس سے قبروں پر سبزہ ڈالنے کے جواز کا ثبوت ہوا اور جو لوگ سبزہ ڈالنے کو بدعت کہتے ہیں ان کے خیال کی تردید ہو گئی۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو معلوم ہو گیا تھا کہ ان قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے اس لیے آپ نے سبز شاخیں ڈال دیں۔ لیکن اوروں کو یہ معلوم نہیں ہوتا۔ تو اس کا جواب حضرت علامہ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے یہ دیا۔ کہ کسی مقبور کے متعلق ہمیں یہ معلوم نہ ہوتا کہ قبر میں اس کا کیا حال ہے؟ اس بات کو مستلزم نہیں ہے کہ ہم وہ کام نہ کریں جو تخفیف عذاب کا سبب ہے۔ جیسے رحم کا نہ معلوم ہونا، اس امر کو مستلزم نہیں ہے کہ ہم مقبور کے لیے رحمت کی دعا بھی نہ کریں۔ (فتح الباری، وعینی جلد ۸ ص ۸۷۹)

نیز بخاری کتاب الجنائز میں ہے کہ حضرت زید بن الحصیب رضی اللہ عنہ

نے بوقت وصال یہ وصیت فرمائی، کہ میری قبر پر سبز شاخیں لگائی جائیں، تو جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ امر منقول ہے تو اس کے جائز ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سبزہ کی تسبیح تخفیف عذاب کا سبب بن سکتی ہے اور قبر پر سبزہ ڈالنے میں فائدہ یہی کی امید ہے نقصان کی نہیں۔ اگر فی الواقع صاحب قبر کو عذاب نہیں ہو رہا تو بھی سبزہ کی تسبیح و تہلیل اس کے لیے باعث برکت و موجب مزید رحمت ہی ہوگی۔

(۹) قبر کے پاس تلاوت قرآن پاک جائز ہے

علامہ خطابی نے فرمایا جب سبز شاخوں کی تسبیح سے میت کے عذاب میں تخفیف کی امید کی جاسکتی ہے تو قبر پر قرآن مجید کی تلاوت تو بطریق اولیٰ مستحب ہونی چاہیے، ان کے اصل الفاظ یہ ہیں :

فیه ولیل علی استحباب	اس حدیث میں اس بات کی
تلاوة القرآن العزیز	دلیل ہے کہ قبر پر قرآن مجید
علی القبور لانه اذا کان	کی تلاوت مستحب ہے
یرحی عن المیت التخفیف	کیونکہ جب تر شاخوں کی
تسبیح الشجر فتلاوة	تسبیح سے تخفیف عذاب
القرآن العظیم اعظم	کی امید ہے تو قرآن عزیز کی تلاوت
وجاء وبرکہ -	سے تو بہت ہی برکت کی
(یعنی حلیہ ص ۸۷)	امید ہے۔

(۱۰) علامہ عینی علیہ الرحمۃ نے لکھا کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ و احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مسلک یہ ہے کہ میت کو قرآن عزیز پڑھنے کا ثواب پہنچتا ہے اور

اس باب میں احادیث بھی وارد ہوئی ہیں مثلاً ابوبکر النخعی نے کتاب السنن میں علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

حدیث ۱ : جو کوئی قبرستان پر گزرے اور گیارہ بار قل ھو اللہ احد پڑھ کر اس کا ثواب اموات کو بخش دے اللہ تعالیٰ مردوں کے برابر ثواب عطا فرمائے گا۔

حدیث ۲ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قبرستان میں جائے اور سورہ یس پڑھ کر میت کو بخشے اللہ تعالیٰ عذاب میں تخفیف فرمائے۔

حدیث ۳ : حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے والدین کی قبر کی زیارت کرے یا فقط ماں یا فقط باپ کی قبر پر جائے اور وہاں سورہ یس پڑھے اللہ تعالیٰ اُن کی بخشش فرمائے۔

اور تمام علماء اسلام نے اجماع کیا کہ دُعا سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے اور یہ بات قرآن مجید سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن
بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا
اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ
سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ۔

جو ان کے بعد آئے وہ یہ دُعا کرتے
ہیں کہ اے رب ہمارے ! ہماری
معفرت فرما اور ان کی بھی مغفرت
فرما جو ہم سے پہلے ایمان لائے

(اور وفات پا چکے)

اور بہت سی آیات و احادیث سے اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ دُعا کرنے

سے میت کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ خود حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

حدیث ۱: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ اَوْھَلِ الْبَقِیْعِ الْخَرَقَدِ الْاٰلِیُّ بِقِیْعِ عَرْقَدِ کے رہنے والوں کی مغفرت فرمادے۔

اسی طرح نماز جنازہ میں حضور علیہ السلام نے یہ تعلیم دی کہ میت کے لیے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَیَّتِنَا وَمِیَّتِنَا کے الفاظ کے ساتھ دعا مانگی جائے! اسی طرح ہر نیک عمل کا ثواب میت کو پہنچایا جاسکتا ہے جس کے متعلق چند حدیثیں یہ ہیں۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ میں اپنے والد کے ساتھ ان کے مرنے کے بعد کیا نیکی کر سکتا ہوں حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ نیکی کر سکتے ہو:

حدیث ۲: اِنْ تَصَلَّیْ لَھِمَا کہ ان کے ایصالِ ثواب کی نیت سے

مع صلاتک وان تصوم سے اپنی نماز کے ساتھ اور

لھما مع صیامک نماز پڑھ لو اور روزہ کے ساتھ

وان تصدق عنھما روزہ رکھ لو اور صدقہ کے ساتھ

مع صدقتک۔ ان کے نام پر بھی صدقہ دے دو۔

حدیث ۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ اگر ہم اپنے وفات شدہ افراد کے ثواب پہنچانے کی نیت سے صدقہ دیں یا حج کریں تو ان کو پہنچے گا؟ حضور علیہ السلام نے جواب دیا:

نعم ویفرحون کما ہاں ثواب پہنچے گا اور تمھارے

یفرحون احدکم صدقہ سے میت ایسے خوش ہوں گی

بالطبیق اذاھدی الیہ۔ جیسے تم کو کوئی ایک طشت کھانا

(کتاب القاضی الامام ابوالحسن) وغیرہ پر یہ ہیں دے۔

حدیث ۵: اسی طرح حضرت سعد نے عرض کی میں اپنی والدہ کے ایصالِ ثواب کے لیے غلام آزاد کروں؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا: نعم ہاں اور بخاری و مسلم میں ہے کہ ایک صاحب نے عرض کی حضور! میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے تو میں صدقہ کروں تو ان کو نفع ہوگا؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا نعم ہاں! حضرت ابو جعفر بن محمد بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ حضراتِ جنینِ کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ذاتِ پاک تو ایضاً ال ثواب کے لیے غلام آزاد فرمایا کرتے (یعنی جلد ۸ ص ۸۶)

فائدہ: (۱۱) اسی مضمون کی حدیث جابر کا مضمون یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے انہیں کھجور کی شاخ کے دو ٹکڑے کر کے قبروں پر ڈالنے کا حکم دیا۔ اور اس میں عذاب کے سبب کا ذکر نہیں ہے اور کلمہ ترجیحی بھی نہیں ہے اور حدیث ابو ہریرہ میں یہ ہے کہ حضور علیہ السلام ایک قبر پر سے گزرے اور کھجور کی دو شاخیں منگوائیں ایک قبر کے سر پرانے گاڑ دی اور دوسری پانٹی گاڑ دی علامہ عینی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: بنیاد پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب ایک ہی واقعہ کی حکایت نہیں ہیں بلکہ ہر ایک مستقل واقعہ ہے (واللہ اعلم)

(۱۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چغلی خوری ایک نہایت ہی مذموم فعل ہے اور گناہِ کبیرہ ہے اور ایسا گناہ ہے کہ اس کے سبب آدمی عذابِ قبر میں مبتلا ہو سکتا ہے اور یہ ہی حال اپنے جسم اور کپڑوں کو پیشاب سے نہ بچانے کا ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے حواس کی کیفیت

حدیث زیر بحث میں یہ تصریح ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر

کے اندر کی کیفیت کو دیکھ لیا اور وہاں جو آواز پیدا ہو رہی تھی اس کو سُن لیا۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے قوائے مدرکہ عام انسانوں کے قوی سے بالکل الگ حیثیت کے ہوتے ہیں اسی لیے وہ، وہ کچھ دیکھتے اور سنتے ہیں جن کو عام انسان دیکھ اور سُن نہیں سکتے۔ ابوالبقاؒ نے "تعریفات" میں نبوت پر بحث کرتے ہوئے بوعلی سینا کے حوالہ سے کیا خوب لکھا ہے کہ :

فمن نری الاشیاء	ہم لوگ (عام انسان) اشیاء
وبواسطۃ الحس والنہی	کو جو اس کے ذریعہ دیکھتے ہیں
یرى الاشیاء بواسطۃ	اور نہی قوائے باطنی کے ذریعہ
القوی الباطنۃ	دیکھتا ہے ہم لوگ ایک چیز دیکھنے
ومن نری شمر نعدہ	ہیں پھر جانتے ہیں اور نہی پہلے جانتا
والنہی یعدہ ثم یرى۔	ہے اور پھر دیکھتا ہے۔

حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ نے اسی حقیقت کا یوں اظہار فرمایا :

فلسفی کو منکر حنا نہ است
از حواس انبیاء بیگانہ است
نطقِ خاک، نطقِ آب و نطقِ گِل
ہست محسوسِ حواسِ اہلِ دل



میّت کے حق میں دُعا کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ البتہ تین چیزیں باقی رہتی ہیں۔ صدقہ جاریہ یا وہ علم جس سے فائدہ حاصل کیا جاسکے۔ یا نیک لڑکا جو اس کے لیے دعا کرتا رہے۔ (مسلم۔ بخاری)

فاسق بدعتی کو سید وغیرہ کہنا ممنوع ہے

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کو سید (سرور) نہ کہو۔ اس لیے کہ اگر وہ سرور ہے تو پھر تم نے اپنے پروردگار کو ناراض کر دیا۔ (ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا۔)

بیوی کا اپنے خاوند کے بلانے پر نہ جانی کی حرمت کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو اپنے پاس بلائے اور وہ انکار کرے اور خاوند عورت پر غصہ کی حالت میں رات گزارے تو صبح ہونے تک فرشتے عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ یہاں تک کہ عورت خاوند کے پاس جائے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کوقاصی بنا کر بھیجنا

حدیث مبارکہ : حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو میں نے عرض کیا :
مَا أَدْرِي الْقَضَاءَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قضاۃ کرنا نہیں جانتا۔
ستید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : یہاں دیر کیا لگتی ہے فرمایا :
علیؑ ! ذرا قریب آؤ۔

آپ قریب ہوئے تو حضور علیہ السلام نے سینہ سے لگایا۔ مولا علی فرماتے ہیں مجھے خدا کی قسم ہے اس کے بعد کوئی مسئلہ بھی ایسا نہیں جو میرے پیش ہوا ہو اور میں نے حل نہ کر دیا ہو۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے لگانے کی برکت تھی۔

کتنا عجیب مقام ہے کبھی آپ نے یہ نہیں سنا ہو گا کہ حج پہلے بنا دیا جائے قانون بعد میں پڑھایا جائے یہ صرف ہادی دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ ہے جہاں قاضی پہلے بنایا جاتا ہے اور علم بعد میں پڑھایا جاتا ہے۔ کیونکہ یہاں تعلیم کتابوں کی محتاج نہیں۔

ع۔ فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا

اذکارِ الہی کا بیان

ذکر کرنے کی فضیلت اور اس پر رغبت دلانے کا ذکر

ارشاد باری تعالیٰ ۱: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اور خدا کا ذکر بڑا اچھا کام ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ۲: نیز فرمایا: تم مجھے یاد کیا کرو۔ میں تمہیں یاد کروں گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ۳: نیز فرمایا: اور اپنے پروردگار کو دل ہی دل میں عاجزی اور خوف سے اور لپٹ آواز سے صبح و شام یاد کرتے رہو۔ اور دیکھنا غافل نہ ہونا۔

ارشاد باری تعالیٰ ۴: نیز فرمایا: اور خدا کو بہت یاد کرتے رہو تاکہ نجات پاؤ۔

ارشاد باری تعالیٰ ۵: نیز فرمایا: جو لوگ خدا کے سرطاعت ختم کرنے والے ہیں۔ یعنی مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اللہ کے اس قول تک کہ خدا کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں کچھ شک نہیں کہ ان کے لیے خدا نے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ۶: نیز فرمایا: اے اہل ایمان۔ خدا کا بہت ذکر کیا کرو۔ اور صبح اور شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو۔

Click For More Books

ارشاد باری تعالیٰ کے بعد چند احادیث بھی پیش کی جا رہی ہیں تاکہ عوام
مسلمین اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

حدیث ۱ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو کلمے زبان پر رکھے ہیں ترازو میں بوجھل ہیں
اللہ کو محبوب ہیں۔

”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ“

حدیث ۲ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ۔ واللہ اکبر کہتا میرے نزدیک ان تمام چیزوں سے بہتر ہے
جن پر سورج طلوع ہوتا ہے یعنی تمام دنیا سے بہتر ہے (مسلم)

حدیث ۳ : حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ایک دن میں سو بار لا الہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ لہ الملك ولہ الحمد۔ وہو علی
کل شیء قدير پڑھے تو اس کو دس غلاموں کے آزاد کرنے کے
برابر ثواب ملے گا۔ اور اس کے نامہ اعمال میں سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور
اس کے سو گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔ اور اس کو دن بھر شام تک شیطان
سے حفاظت حاصل رہے گی۔ اور کوئی شخص اس سے زیادہ بہتر عمل لے
کر نہیں آئے گا مگر وہ شخص جس نے اس سے زیادہ نیک اعمال کئے اور فرمایا:
جس شخص نے ایک دن میں سو بار سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ پڑھا۔ اس
کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر
بھی کیوں نہ ہوں۔

حدیث ۴ : حضرت ابوالیوب انصاری بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے دس بار لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ لہ المملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قَدیر پڑھا تو وہ اس طرح ہے۔ جیسا کہ اس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے چار غلاموں کو آزاد کیا۔ (بخاری شریف و مسلم شریف)

حدیث ۵ : حضرت ابو ذرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کیا میں تجھے ایسا ذکر نہ بتاؤں جو اللہ کے ہاں بہت زیادہ محبوب ہے (یاد رکھو) بے شک زیادہ محبوب اللہ کے ہاں سُبْحَانَ اللہ و بْحَمْدِہ کے کلمات ہیں۔ (مسلم)

حدیث ۶ : حضرت ابومایک اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طہارت نصف ایمان ہے اور الحمد شکر کے کلمات ترازو کو پورا کر دیں گے، اور سُبْحَانَ اللہ وَالْحَمْدُ لِلّٰہ کے کلمات آسمانوں اور زمین کے درمیان کو پُر کر دیتے ہیں۔ (مسلم)

حدیث ۷ : حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا آپ مجھے ایسا کلام سکھلا دیجئے جس کو میں پڑھا کروں فرمایا تم یہ کلمات (پڑھا کرو لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ اللہ اکبر کبیراً والحمد للہ کثیراً و سُبْحَانَ اللہ رب العالمین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم) اس نے عرض کیا کہ یہ کلمات تو میرے پروردگار کے لیے ہیں تو میرے لیے کون سے کلمات ہیں فرمایا تم پڑھو اللھم اغفر لی

الرَّحْمَنِي وَاهْدِنِي (اے اللہ مجھے معاف فرما، مجھ پر رحم کر،
مجھے ہدایت دے، اور مجھے رزق عطا فرما۔ (مسلم)

حدیث ۸۷ : حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ نماز سے سلام پھیرتے تو تین بار استغفار
رہتے اس کے بعد اللہم انت السلام ومنك السلام مرتباً رکت
ذالجلال والاکرام پڑھتے اور زامی سے دریافت کیا جو کہ اس حدیث
راوی ہے۔ استغفار کیا ہے اس نے جواب دیا کہ آپ اَسْتَغْفِرُ اللہ
تَغْفِرُ اللہ پڑھتے تھے۔ (مسلم شریف)

حدیث ۹۰ : حضرت مغیرہ بن شعبہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو لا الہ الا اللہ وحده لا شریک
لہ لہ الملك ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر اللہم
ما نفع لیا اعطیت ولا معطى لما منعت ولا ینفع ذالجد منك الجذ
رہتے) اے اللہ کوئی رد نہیں سکتا جب تو دینا چاہے اور کوئی دے
نہیں سکتا جب تو روکنا چاہے اور مالدار کو تیرے عذاب سے اس کا مال کچھ ناکد
نہیں دے سکتا۔ (بخاری، مسلم)

حدیث ۹۱ : حضرت عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ وہ نماز
کے سلام پھیرنے کے بعد پڑھا کرتا لا الہ الا اللہ الخ یعنی اللہ کے
سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اُسی کی بارش ہی
ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے نہیں ہے برائی
کے بچانے اور نیکی کرنے کی قوت مگر اللہ کے ساتھ نہیں کوئی معبود مگر اللہ
ہیں عبادت کرتے ہیں ہم مگر اسی کی اسی کے لیے نعمت اور فضل ہے اور

اسی کے لیے اچھی تعریف ہے اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہم اس کے لیے دین کو خالص کرنے والے ہیں اگرچہ کافر بڑا ہی کیوں نہ جانیں ابن ابی بکر نے بیان کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد ان لا الہ الا اللہ والے کلمات کو پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم)

حدیث ۱۱: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ فقیر مہاجرین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مالدار لوگ بلند درجات حاصل کر گئے اور ہمیشہ کی نعمتوں کو پہنچ گئے وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں اور ہماری طرح روزے رکھتے ہیں لیکن ان کے پاس مال زیادہ ہے اس لیے وہ حج، عمرہ، جہاد، اور صدقہ خیرات کرتے ہیں (لیکن ہم نہیں کر سکتے) آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جس کی وجہ سے تم ان لوگوں کا درجہ حاصل کرو گے جو تم سے آگے ہیں اور ان لوگوں سے آگے ہو جاؤ جو تمہارے پیچھے ہیں اور تم میں سے کوئی شخص زیادہ فضیلت والا نہیں ہو سکتا مگر وہ شخص جو تمہارے عمل جیسا عمل کرے انہوں نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تم ہر نماز کے بعد تینیس (۲۹) بار سبحان اللہ الحمد للہ اکبر اللہ اکبر پڑھو (ابو صالح راوی حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ جب ان کے پڑھنے کی کیفیت کے بارے سوال کیا گیا تو فرمایا وہ سبحان اللہ والحمد للہ والاکبر تینیس (۲۹) بار پڑھے یہاں تک کہ ہر کلمہ تینیس (۲۹) بار پڑھا جائے (بخاری و مسلم) اور مسلم نے اپنی روایت میں زیادہ کیا کہ اس کے بعد فقیر مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے اور عرض کیا کہ ہمارے مالدار بھائیوں نے ان کلمات کو سن لیا ہے وہ بھی ہماری طرح یہ کلمات پڑھنے

سب گئے ہیں اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ذالک فضل اللہ
وتیہ من یشاء) یہ اللہ کا فضل ہے اللہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

حدیث ۱۲ : حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
بیان کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے بعد تینیس ^(۳۳) بار سُبْحَانَ
اللہ تینتیس بار الحمد للہ اور تینتیس بار اللہ اکبر کہتا ہے اور
یا بار لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ الہ الملک
لہ الحمد وهو علی کل شیء قدیر کہہ کر سوتا کی گنتی کو پورا کر
ے تو اس کے گناہ اگر چہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں سب
عاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

حدیث ۱۳ : حضرت کعب بن عجرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے بیان کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا چند کلمات نماز کے بعد پڑھے جائیں تو
ان کا پڑھنے والا یا کرنے والا ناکام نہیں ہو سکتا ہر فرض نماز کے بعد تینتیس
بار سُبْحَانَ اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر
کہے۔ (مسلم)



آمنہ ہی کا لال ہو گا

نظر جو آئے گا سبز گہند عجب لگا ہوں کا حال ہو گا

بہوں پہ مہر ادب لگے گی نظر نظر میں سوال ہو گا

ملے جو آقا کا آستانہ تو مجھ کو مرنا بھی ہو گا آساں

رہی جو دوری درنی سے تو جینا اپنا محال ہو گا

وہ ش کوں کہتے والے نبی کے عاشق کی شان دیکھو

جو سوئے جنت چلیں گے حضرت تو آگے لگے بلال ہو گا

نہ ہو گا کوئی کسی کا حامی نہ ہو گا کوئی کسی کا پاور

بنے کا محشر میں جو سہارا وہ آمنہ ہی کا لال ہو گا

بروز محشر نبی بھی سارے پکارا ٹھیں گے نفسی نفسی

قدم قدم پر میرے نبی کا نیا نبی ظاہر کمال ہو گا

جو ہو گی ان کی نظر جمیل تو جاوے گا پھر ایک دن خلیل

ہے میری بخشش کو یہ ہی کافی جو انکے در پر وصال ہو گا



Click For More Books

مجلس

آج میلاد نبی کی ہے پیاری مجلس
واہ کیا ٹورِ علی ٹور ہے ساری مجلس
اہل مجلس کو شرف آج فرشتوں پر ہے
غیرتِ عرشِ معلیٰ ہے تمہاری مجلس
کوئی طبقہ ہے جس میں نہیں ذکرِ محبوب
آسمانوں میں زمینوں میں ہے جاری مجلس
ٹھنڈک آنکھوں کو پہنچتی ہے دلوں کو راحت
موردِ فیض ہے اور رحمتِ باری مجلس
اہل مجلس کی خطا بخش دے خلیل کی بھی
کرے اللہ کو مقبول ہماری مجلس



Click For More Books

اعجاز

جب مبعوث ہوئے جلوہ نمائے اعجاز
جو کسی نے نہ دکھائے وہ دکھائے اعجاز
پہرِ عظیم نبی کعبہ بھی سجدے میں جھکا
ہو گیا صدقے سنی جس نے صدائے اعجاز
پھٹ گیا مثل کتاں ماہِ درخشاں دم میں
ارضِ افلاک پر جب پھیلی ضیائے اعجاز
کھل گئیں کلیاں دلوں کی ہوئی تازہ روئیں
باغِ احمد سے چلی ایسی ہوائے اعجاز
مرغنِ کفر سے دل جن کے تھے بیمار و مزب
ان کی بیماری کو شافی تھی دوائے اعجاز
بادشاہوں پر اسے فخر ہے حاصلِ خلیفہ
جس کے سر پہ کہ پڑا ظلِ ہمائے اعجاز



Click For More Books

شبِ معراج

شبِ معراج کا احوال بیان ہوتا ہے مکشف خلق پر اسرار نہاں ہوتا ہے
مغشوائے کیلئے اُمتِ عاصی کے گناہ آج افلاک پر محبوب رواں ہوتا ہے
عرش سے ہوتا ہے رحمت کے فرشتوں کا نزول ذکرِ سرورِ دو عالم کا جہاں ہوتا ہے
آمد آمد ہے شہنشاہِ عرب کی ہر سو آج آراستہ گلزارِ جہاں ہوتا ہے

دیکھ کر شانِ محمد ﷺ کے مراتبِ خلیل
کلمہِ علیٰ و روزِ زباں ہوتا ہے



مبارک ہو

شبِ معراج شہا آپ کو مبارک ہو
لو بلاتا ہے خدا آپ کو مبارک ہو
آج وہ رتبہ ملا جو کسی کو نہ ملا
مرجا صلی علی آپ کو مبارک ہو

بے غرض

بیٹھے بٹھائے دل کیا ویرانہ بے غرض
مجھ سا بھی کوئی ہو گانہ دیوانہ بے غرض
زاق بے نظیر ہے کیا فیض عام ہے
روزی وہ سب کو دیتا ہے روزانہ بے غرض
کون و مکان کی خواہشوں سے کچھ غرض نہیں
ہوتا ہے دل فقیر کا شاہانہ بے غرض
نا کامیاں ہیں عشق کی ان کے نصیب میں
جلتے ہیں دونوں شمع و پروانہ بے غرض
خلیل جو چاہیے تجھے اپنے خدا سے مانگ
رکھ واسطہ ہر اک سے مستانہ بے غرض



انکی رحمت کے نہ گم کر ہم کو سہاگے ہوتے

کاش ہم کو بھی مدینے کے نظارے ہوتے
دم لگتا تو محنت کے دوارے ہوتے

وہ بھی دن آتا کہ کھلتی غم دل کی کلیاں
دیکھتے جا کر مدینہ کی نورانی کلیاں
ہم مقدر کے جواہروں میں نہ ہائے ہوتے

بیٹھے ہوتے کبھی روفے کی گھنی چھاؤں میں
والہانہ کبھی رکھ دیتے حبیب پاؤں میں
یوں بھی کچھ روز مدینہ میں گزارے ہوتے

خوب آنکھوں سے لگاتے ترے در کی جالی
جوتے نظروں سے گنبد کی کبھی ہریالی
جو بلندی پر کبھی بخت ہمارے ہوتے

میری قسمت میں نہیں گرجہ مدینہ جانا
خواب میں کر دو کرم یا نبی اللہ اپنا
آنکھ کھلتی تو مدینے کے کناے ہوتے

وجہ تخلیق دو عالم ہیں بس اک آپ حضور
ہوتا مقصود نہ گرا آپ کی عظمت کا ظہور
آسمان ہوتا نہ یہ چاند ستارے ہوتے

Click For More Books

ہم گنہگاروں کا کوئی نہ سہارا ہوتا
سبھی ملن ہی نہ بخشش تھی ہماری والدہ
وہ اگر حشر میں شافع نہ ہمارے ہوتے

خوفِ حشر بھی نہیں ڈر بھی نہیں دوزخ کا
رحمت کون و مکان کون ہے اک تیرے سوا
کیسے دوزخ میں کوئی جائے تمہارے ہوتے

غم کے ماروں کی خلیل کوئی لیتا نہ خبر
کشتیِ زلیت بھی ہو جاتی طوفانوں کی نظر
ان کی رحمت کے ہر کریم کو سہارے ہوتے



دامنِ مصطفیٰ

روزِ شریعتیں ہر سمت مایوسیاں
جُز امیدِ کرم کچھ نہ تھا ہاتھ میں

میری بخشش کا سامان یوں بن گیا
آگیا دامنِ مصطفیٰ ہاتھ میں

سب پہ ہے مصطفیٰ کی نگاہِ کرم
بزمِ عالم میں ہے ان کے دم سے ہجوم

کلی والے کی اک اک ادا کی قسم
کنکروں نے بھی کلمہ پڑھا ہاتھ میں

تیرے دم سے ہے تزمین کون و مکان
نور سے تیرے روشن ہیں دونوں جہاں

تیری کیا بات ہے سرورِ انس و جان
ابتدا ہاتھ میں انتہا ہاتھ میں

رحمتِ عالیں کا نشان ہاتھ میں
یہ جہاں ہاتھ میں وہ جہاں ہاتھ میں

انہی انگلی اٹھی چاند ٹکڑے ہوا
چونے ہاتھ کو آگیا ہاتھ میں

Click For More Books

۱۵۸
وہ ہے محبوبِ راز دارِ ازل
کرنہ تنقید ان پر خدا را سنبھل

خود خدا نے بُلا کر سرِ لامکاں
کملی والے کو سب کچھ دیا ہاتھ میں

اے صبا جب تو جائے گی دربار میں
عرض کرنا خلیفہ کی سرکار میں

اپنی اُمت کی للہ لیجئے خبر
اب تو کچھ بھی نہ اس کے رہا ہاتھ میں



Click For More Books

مناجات

(بدرگاہِ قاضی الحاجات)

یا خدا شک نہیں اس میں کہ گنہگار ہوں میں
پر یہ ارشاد ہے تیرا بھی کہ غفار ہوں میں
ساتھ اپنے لیے تقصیروں کے انبار ہوں میں
تیری رحمت ہو خدایا تو سبکسار ہوں میں
اپنا غمگین بنا کر مجھے ہر غم سے بچا
یا الہی غم دنیا میں گرفتار ہوں میں
یا قدیر اب تو ہو آسان میری ہر مشکل
سخت مجبور ہوں حیران ہوں ناچار ہوں میں
پہی فریاد ہے اے خالق بیداری نوم
تجھ سے غافل نہ کبھی خفتہ و بیدار ہوں میں
ہوش و دنیا نہ ہو مجھ کو کہ رہوں میں بیہوش
تیری بے ہوشی ہے مجھ کو کہ ہوشیار ہوں میں
اے خبیر ایسا خبردار بنا دے مجھ کو
بے خبر سب سے رہوں تجھ سے خبردار ہوں میں
سب کو ہو میری نصیحت کا اثر یا مولیٰ
عمل ایسا ہو کہ بس شاملِ ابرار ہوں میں

فقیر خلیل احمد قادری عفی عنہ
رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ

Click For More Books

دُعَاءِ خَلِیلِ بَر بَارگاہِ رَبِّ جَلِیل

دن قیامت کے خدایا مصطفیٰ کا ساتھ ہو
فخر موجودات و ختم الانبیاء کا ساتھ ہو

عدل کے میزان میں اعمال کو جب تو لیں میرے
حامی روزِ جزا خیر الوریٰ کا ساتھ ہو

قبر میں اعمال کو پوچھیں جو آکر منکر و نیکر
شافع امت رسول کبریٰ کا ساتھ ہو

جب اندھیری گور میں سونپیں یہ لاشہ کو میرے
شمع نورِ روسے فخر انبیاء کا ساتھ ہو

پل صراط کے اُوپر گزر ہونے لگے جب اے کیم
رہنمائے انبیاء و اولیاء کا ساتھ ہو

یا الہی تجھ سے ہے خلیل کی ہر دم یہ دعا
روزِ محشر میں محمد مصطفیٰ کا ساتھ ہو

Click For More Books

تَذْكِرَةُ الْمَشَاحِجِ



ڈاکٹر خلیل احمد قادری عفی

ناشر:

برکاتی پبلشرز کھارادر کراچی

Click For More Books

جملہ حقوق محفوظ

تذکرۃ الشاہ

نام کتاب

ڈاکٹر خلیل احمد قادری

مصنف

برکاتی پبلشرز کراچی

ناشر

قیمت

نفاذ

ملنے کا پتہ

مفتی محمد رفیع الرحمن صاحب مدظلہ العالی

ضیاء الدین پبلیکیشنز

نور محمدیہ سوسائٹی، نزد بازار کراچی

Click For More Books

فہرست مضامین تذکرۃ المشائخ

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۵	انتساب	۱
۶	زیر نظر	۲
۵	اقطع اور جہنم	۳
۹	اہم معلومات	۴
۱۰	مقدمہ تذکرۃ المشائخ	۵
۱۲	تسبیح	۶
۱۱	میری چشم کو تر ہونے دو	۷
۲۲	جانتے ہیں میرے آقا میرے مقصد کو خاص	۸
۲۳	معفوظ	۹
۲۳	جس جناب پاک کا دلج مولی ہو گیا	۱۰
۲۳	سیاب مضطر ہو گیا	۱۱
۲۵	بلا کا مجمع ہے اس دور یہاں نثاروں کا	۱۲
۲۶	دل کا دل میں رہا ارمان نثار کا	۱۳
۲۷	شیخ	۱۴
۲۹	غوث الاعظم قطب عالم ہریر الہی	۱۵
۳۰	مرقد کا کچھ خطر ہے نہ دھڑکا سفر کا	۱۶

Click For More Books

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۷	ابو محمد عبد القادر الحسینی والحسینی البجیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۳۱
۱۸	حضرت خواجہ معین الدین حسن الحسینی سنجرى قدس سرہ	۵۰
۱۹	خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہ	۵۵
۲۰	شیخ الاسلام بہاء الدین ابو محمد ذکر یا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ	۵۹
۲۱	خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ	۶۳
۲۲	والدہ شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ	۷۰
۲۳	سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ	۷۱
۲۴	والدہ ماجدہ شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ	۸۳
۲۵	بی بی اولیا	۸۵
۲۶	حضرت شیخ احمد امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	۸۷
۲۷	مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات	۹۱



Click For More Books

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

انتساب

میں اس "تذکرۃ المشائخ" کو اپنے پیر و مرشد ہادی طریقت و
شرعیات، خادم الفقراء، قطب الاقطاب زبدۃ العارفین سید السالکین
قبلہ و کعبہ السید زین الدین القادری بن سید علی حیدر القادری
سجادہ نشین بارگاہ غوث الاعظم الشیخ عبدالقادر جیلانی قدس
سِرّہ بغداد شریف کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب کرتا ہوں جن کی
چشم کرم کے تصدیق سے مجھے تذکرۃ المشائخ پیش کرنے کی
اسطاعت نصیب ہوئی۔

گڈ ٹی غوث پاک

احقر فقیر ڈاکٹر خلیل احمد قادری عفی عنہ

۲۱ جمادی الاول ۱۴۲۰ھ

مطابق ۲ ستمبر ۱۹۹۹ء بروز جمعرات

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَعْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَكُونَنَّ

زیر نظر

اس زیر نظر کتاب "تذکرۃ المشائخ" میں ان بڑے صوفیائے اکرام اور اولیاء عظام کے حالات اور واقعات بیان کئے گئے ہیں جو اس دنیا میں بھی اعلیٰ مراتب پر فائز تھے اور اس دنیا یعنی آخرت میں بھی بڑے رہیں گے۔ اور یہی وہ حضرات ہیں کہ جنہوں نے چیتے جی انسان کی اخلاقی اور روحانی زندگیوں کی تعلیم و تربیت میں بے مثل کردار ادا کیا ہے اور اب ان کے حالات زندگی اور ان کی تعلیمات فیض جاریہ ثابت ہو رہے ہیں۔

اللہ والوں کی باتیں اللہ والے ہی خوب سمجھ سکتے ہیں ہو سکتا ہے کہ ان صوفیائے اکرام و صلحائے عظام کی بعض باتیں ہماری سمجھ میں نہ آئیں کیونکہ ہمارے دلوں میں تاریکیاں ہی تاریکیاں ہیں۔ ہمارے دماغوں میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے پھر جب تک ان میں شمع ہدایت نہ روشن کی جائے ان کا اصلی حال کیسے جانا جاسکتا ہے۔ اس لیے بزرگانِ دین کا تذکرہ ہمارے دل و دماغ کی تاریکیاں دور کرنے کے لیے بہت ضروری ہے۔ اس فتنوں کے دور میں سائنسی ترقیوں سے زیادہ ذہن اور روح میں انقلاب برپا کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر ذہن اور روح کو اخلاقیات سے نہ سنوارا گیا تو ہمارے ذہنوں پر حیوانیت، ظلم اور معیشت کا قبضہ ہو جائے گا۔ اس خیال کو مد نظر رکھتے ہوئے اس حقیر سربراہ نقیصہ خلیل القادری نے کتاب اخبار الاخیار مؤلف حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے اخذ کر کے صرف سات صوفیائے عظام کو بطور مدیر تبرک پیش کرنے کی کوشش ہے۔

میرا مقصد ان بزرگانِ دین کے حالات کو خصوصی طور سے پیش کرنے کا مقصد ہے۔

Click For More Books

ذہن و روح میں اخلاقی انقلاب برپا کرنا ہے۔ میں نے اپنا کام نہایت نیک نیتی سے شروع کیا ہے۔ تہا جی اللہ تبارک و تعالیٰ پر چھوڑ دیئے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی طرف رجوع ہونے والوں کو کبھی بھی مایوس نہیں کرتا:

رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَ الْحَقْنِي بِالْصَّالِحِينَ ۝ وَ اجْعَلْ لِي
لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ۝

”اے پروردگار مجھے عقل و حکمت عطا فرما اور مجھے زمرہ صالحین میں رکھ اور مجھے آنے والوں میں صدق بیانی عطا فرما۔“

جب میں گزرے ہوئے لوگوں کو طائر کے ساتھ یاد کروں گا تو اُمید ہے کہ دوسرے کی روح کو خوش کروں گا تو ہو سکتا ہے کہ لوگ حیرتِ روح کو بھی خوش کریں گے۔ مجھے قوی اُمید ہے کہ یہ تَذَكُّرَةُ الْمَشَائِخِ بارگاہِ خداوندی میں مقبول اور میرے لیے حصولِ مقصود میں تَمَدُّد و تَعَاوُنِ بَالِغ ہوگی۔

لاکھوں درود و سلام ہوں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کے آل و اصحاب پر اور تمام صالحین پر۔ اے ارحم الراحمین تو ہم سب پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔ آمین
یا رب العالمین بجاہِ سید المرسلین۔

ضعیف العباد

احقر فقیر واکبر خلیل احمد قادری عفی عنہ
۱۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ یک شنبہ (اتوار)
بطلان ۲۲ اگست ۱۹۹۹ء

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مصنف و مولف کتاب کے لیے یہ مستحب ہے کہ وہ اپنی کتاب کو
اللہ عزوجل کے ذکر اور اس کی حمد و ثنا سے شروع کرے۔ حضور پر نور
صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث مبارکہ میں اس کی تاکید فرمائی ہے۔

①

کسی بھی عزت والے کام کو اللہ تعالیٰ کے ذکر یا بسم اللہ سے نہ شروع
کیا جائے تو وہ اقطع ہے۔

②

کسی کلام کو حمد الہی سے افتتاح نہ کیا جائے تو وہ کام اجزم ہے۔

③

کسی عزت والے کام کو حمد الہی سے شروع نہ کیا جائے تو وہ
اقطع ہے۔

نوٹ

اقطع اور اجزم کے حاصل معنی یہ ہیں کہ وہ قلیل البرکت ہوگا
یا اس میں برکت نہ ہوگی۔

Click For More Books

اہم معلومات

بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اعداد ۷۸۶ کو اگر غور سے دیکھیں تو عجیب حقیقت سامنے آتی ہے۔ ۷۸۶ کو الگ الگ کر کے یعنی ۷، ۸، ۶ کو کیمیا کے عناصر سے منسلک کر دیا جائے تو ۶ ایٹمی نمبر ہے کاربن کا ۷ ایٹمی نمبر ہے نائٹروجن کا ۸ ایٹمی نمبر ہے آکسیجن کا اگر ہم ان تین عناصر کو کسی بھی جانور کے جسم سے نکال دیں تو وہ مردہ ہو جائے گا چاہے وہ وائرس ہو اب ۷۸۶ کے اعداد کو جمع کریں تو ۲۱ آتا ہے جو کہ ایک مرکب ہندسہ ہے۔ ۷۸۶ کی طرح ۲۱ کو بھی الگ الگ کر کے دو اور ایک پڑھیں ۲ سے ایٹمی نمبر ہیلیم کا اور ۱ سے ایٹمی نمبر ہائیڈروجن کا۔ اگر ہیلیم اور ہائیڈروجن سورج سے علیحدہ کر دیے جائیں تو یہ دنیا موت اور تاریکی کا کھنڈر بن جائے گی اور ہائیڈروجن کو پانی یعنی H₂O سے الگ کر دیں تو بھی جینا ناممکن ہے اب ۲۱ کے ۲ اور ۱ کو جمع کریں تو ۳ آتا ہے یہ کوئی مرکب ہندسہ نہیں ہے بلکہ آزاد عدد ہے غرض کہ پہلے پانچ عناصر آئے مرکب کی شکل میں اور اب ۳ موجود ہے غیر مرکب اکیلا۔ ۳ ایٹمی نمبر ہے لیٹیم کا جو کہ سب سے ہلکی دھات ہے قدیم یونانی حکما اسے اپنے مریضوں کو مشورہ دیتے تھے کہ شفا بخش کنوؤں سے جا کر غسل کرو اور ان ہی پانی پانی ایک خاص مقدار میں پیو مریض ایسا کرنے سے جلد شفا یاب ہو جاتے تھے۔

جب بیسویں صدی میں ان کنوؤں کے پانی کا تجربہ گاہ میں تجزیہ کیا گیا تو اس میں لیٹیم کی مقدار سب سے زیادہ پائی گئی۔ ایلمینٹیک طریقہ علاج میں لیٹیم مستعمل ہے اس سے ثابت ہوا کہ نہ صرف بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ السَّانِ کی زندگی کے لیے خیر و برکت کا سبب ہے بلکہ زندگی بامعنی حیات کے لیے بھی اہم ہے۔

Click For More Books

مقدمہ تذکرۃ المشائخ

از مولف ڈاکٹر خلیل احمد قادری عفی عنہ

اللہ تبارک و تعالیٰ واہب العطیات کا شکر ہے جن کی عطائیں غیر محدود و افسوس
کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا دائرہ امکان سے خارج ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں میں شکر
سے مقدم ہے۔ اس کے بعد دوسری نعمتوں کا نمبر ہے چونکہ نعمت وجود
دائمی ہے اس لیے دائمی طور پر ہم لمحہ اس نعمت کا شکر ادا کرنا ضروری ہے لہذا اس
نعمت وجود کا شکر ادا کر کے دوسری نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ لہذا اللہ
تبارک و تعالیٰ کی ان لامحدود نعمتوں سے جن کا ہر لمحہ انسان پر ہے چونکہ حقیقتاً

ہو رہا ہے یعنی

۲۔ **نعمت نفس** : یعنی سانس کی نعمت ہے جس کی آمد و شد میں اپنی لاکھوں
نعمتیں موجود ہیں جن کے شمار و احاطہ کی عقل میں طاقت نہیں اندر داخل ہونے والے
سانس سے سینکڑوں کام نکلتے ہیں یہ سانس ایسا آپ حیات سے جوڑ گوں پھولوں وغیرہ
کی نالیوں میں داخل ہو کر اعضا و اطراف کے رگ و رگڑ کو سرسبز کرتا ہے۔ خلق کی نالی میں
سانس داخل ہو کر اس کے میل کھیل اور کثافت و خشکی کو دور کر کے لطیف و نرم بناتا ہے
پھر اس کا جوہر پھپھرتے کے ذریعہ گلزار دل میں داخل ہو کر بدن کے تمام رگوں پھولوں
اور مسامات میں پہنچتا ہے اور حرارت غریزی کو معتدل بناتا ہے۔ گویا ہر لمحہ کائنات میں
زندگی اور ہر لحظہ تازہ شربتِ رسیست بہم پہنچاتا ہے۔ لہذا ہر نکلنے والا سانس اپنی ذریعہ

Click For More Books

انہوں سے جس سے وہ داخل ہوا تھا باہر آتا ہے اور اندر کے تمام فضیلت اور
نعمتیں باہر نکال چھینتا ہے اور طبیعت میں فرحت و نشاط پیدا کر کے جس و شوق
کی تکلیف سے نجات دیتا ہے سائنس کا حساب لگانے والوں سے پوچھو کہ صبح سے
تک کتنی میرتبہ آمد و شد ہوا کرتی ہے اور اس کے ضمن میں کیسی کیسی نعمتیں حاصل
ہوئی ہیں یہ ان نعمتوں میں سے کسی ایک کا حق ادا کرنا کس طرح ممکن ہے یہ بے زبان
ہو انسان اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اس کی نعمتوں میں
نعمت رزق ہے

۳۔ نعمت رزق : نعمت رزق شب و روز بلا ناغہ تم کو حاصل ہو رہی ہے۔

دیکھو اور اس کے اسباب و آلات پر غور و فکر کرو کہ وہ ایک دانہ گندم پیدا کرنے

کتنے اسباب ایجاد فرماتا ہے

اس کی صورت کی ایجاد، کھیتی باڑی کے اسباب اور اس کی فساد و خرابی سے

حفاظت فرماتا ہے اور عجیب ترتیب و تکمیل کے ساتھ پھر اس کے پیسنے کو نہ مٹنے،

کھانے، چبانے اور منعم و جذب میں ایسی عجیب و غریب نعمتیں اور حکمتیں

ایجاد فرماتا ہے جن کو وہ حکیم مطلق ہی جانتا ہے پھر اس کو غذائے صالح بناتا ہے۔

مذکور بالا نعمتوں میں تو انسان و حیوان سب مشترک ہیں لیکن وہ مخصوص نعمتیں جو

صرف انسان کو عطا کی گئی ہیں درج ذیل ہیں

۴۔ انسانی مخصوص نعمتیں : جیسے فہم و فراست، نطق و فکر، علم و زیرکی،

ذوق و محبت، ذوق و معرفت، قرب و ولایت، نبوت و رسالت اور حکیم و تعظیم ان

کا شکر ادا کرنا مشکل ہے اور ان مخصوص نعمتوں کی بدولت اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ رتبہ

عطا فرمایا ہے کہ تمام مخلوقات ارضی کے سر پر اس کے پاؤں ہیں اور مخلوقات

سمائی سے اس کا سر اونچا ہے۔ یہ وہ ذات جس نے خاک سے بنائے ہوئے

سر کو فلک پر پہنچا دیا۔ فلک نے اس خاک کے سایہ سے نور حاصل کیا۔ یہ نور محمدی ہے

وفاستو محسن سے پہلے عقل و نفس میں اسی راہب شریعے گذر کر ظاہر ہوا ہے۔

۵۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا : جس طرح خدا
موجودات کا شکر ادا کرنا انسان کی طاقت اور اسکان سے باہر ہے اسی طرح سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا تشریح و زیادتوں سے بالاتر ہے جو کچھ حدِ احادیث
سواستغنین ہے ذاتِ محمدی اس کا بیان اور صفات مبہم ذاتِ احدیت میں ہیں
محمدی ان کے لیے باعثِ ظہور ہے عرضیکہ جتنے بھی علوی یا سفلی انوار ہیں سب
کے پرتو نور سے ظہور پذیر ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ذاتِ حق کی صفات کا ادراک
عرفان اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کائنات
سے واقفیت نہ ہو۔

قطعہ :-
خیر الوریٰ امامِ رسل منظر اتم
اواز خدا و ہرچہ از و منتشی از و
آپ بہترین مخلوق امام الانبیا اور منظرِ کامل ہیں۔ آپ خدا سے ہیں اور
دوسری چیزیں آپ سے ہیں۔

اوجان جملہ عالم و حق جانِ جاں شمار
حق را بغیر واسطہ ذاتِ او مجو
آپ کو تمام کائنات کی روح اور حق تعالیٰ کو جانِ روح سمجھو، حق تعالیٰ کو
آپ کی ذاتِ گرامی کے واسطے کے بغیر طلب مت کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابتدا میں تخلیق کائنات کا سبب اور آخر میں بنی آدم
ہدایت کا وسیلہ ہیں، باطن میں تربیت کنندہ ارواح اور ظاہر میں تکمیل کنندہ اجسام
ارکانِ مذاہب کو منہدم کر لے والے ادیانِ سابقہ کو منسوخ کرنے والے، انگشتی
کا نیگینہ اور نیگینہ معرفت و شہود کا نقش ہیں، مکارمِ اخلاق کے تکمیل کر لے والے
کو درجہ کمال تک پہنچا لے والے، وجودِ عدم کی منزلوں کو دیکھنے والے۔ دربارِ
لوقوم کا سنگم، اسکان و وجوب کے جامع طالب و مطلوب میں واسطہ، مملکت
کے خدیو اور حکومتِ الہی کے بادشاہ ہیں، حقیقتِ خلوت کے منظر، صورتِ رحمت

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عالم لاہوت کے راز سر بستہ، خزانہ جبروت سے واقف، ارواح ملکوتیہ کو
ذکی بخشنے والے اور اجسام ناسوت کو رونق دینے والے ہیں۔ ولایت کے رہنما،
نبوت کا انتہا، منظر کامل، رحمت عالم، عقل اول، ترجمان اولین، نوروں کے
دلوں کے سرور، سر تا پا رہنما، تمام رسولوں کے سردار، اللہ کے سب سے زیادہ
محبوب، سب سے زیادہ برگزیدہ سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ : شاہِ رسل شفیع اُمم خواجہ دو کون
نورِ ہدی حبیبِ خدا سیدِ امام
”رسولوں کے بادشاہ، امتوں کے شفاعتی، دونوں جہاں کے سردار،
نورِ ہدایت، اللہ کے محبوب اور مخلوق کے سردار“

۲۔ : مقصود ذاتِ اوست دگر باہمہ طفیل
منطور نورِ اوست دگر جملگی ظلام
”آپ کی ذاتِ اقدس مقصودِ اصلی باقی سب طفیلی ہیں، آپ کا نور ہی
اصل ہے اور باقی سب تاریکی ہے“

۳۔ : برواشت از طبیعت امکاں قدم کہ آں
اسری بعیدہ است من المسجد الحرام
آپ نے عالمِ امکاں سے اوپر قدم اٹھایا۔ جیسا کہ وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے
اس محبوب بندے کو مسجد حرام سے راتوں رات درگاہِ وجوب تک جو
غائبانے عالم ہے لے گیا کہ نہ وہاں مکان ہے نہ جہت نہ نشان اور نہ نام
اشعار

رسولِ عربی نبیہ : رفیعِ شفیع عظیمِ وجیہ
سول ہیں، کریم ہیں، نبی ہیں، عاقل کامل ہیں، بلند مرتبہ، شفاعت کرنے والے، باعزت و وجاہت
بشیرِ نذیرِ سراجِ منیر : رحیمِ غنی عظیمِ خطیر
نارت دینے والے، ڈرانے والے، چراغِ روشن، رحم کرنے والے، بلند مرتبہ صاحبِ عظمت اور عظیم المرتبت ہیں

ترصیٰ رصیٰ نقیٰ نقیٰ منیٰ منیٰ علیٰ علیٰ
پسندیدہ نصیحت کرنوالے، پاک صاف سخاوت کرنوالے، صاحبِ جمال، بلند و بالا اور بڑے غنی
عطوفت و رؤف کریم رحیم رحیم علیہ رحمۃً سلیمہ کلیمہ
مہربان شفیق کریم صاحبِ رحم صاحبِ علم در رحمت، بے عیب اور اثر سے گفتگو کرنے والا

خسف القمر بحبالہ عجز البشر بکمالہ
آپ کے جمال سے چاند بے نور ہو گیا انسان آپ کے کمال کے سامنے عاجز
نطق الحجب بحبالہ صلوا علیہ وسلموا
آپ کی عظمت سے پتھر بھی بول پڑے صلوات آپ پر درود و سلام بھیجیں
ملا الخلاء بحبالہ خرق السماء لسیرہ
آپ نے اپنی خیر و برکت سے کائنات کو مہر دیا تشریف لے کر آسمان کے دروازے کھول دیے
رما سناغ ذالبحر یغیرہ صلوا علیہ وسلموا
آپ کے سوا کسی کو یہ شرف نہیں ملا آپ پر درود و سلام بھیجیں
شرق المرحا فہو نورہ یستر الزمان بسورہ
آپ کے نور سے ہر جگہ روشن ہو گئی تشریف آئے آپ کی آمد سے خوش ہوا
نسیخ المجلد بظہورہ صلوا علیہ وسلموا
تمام مذاہب آپ کے ظہور کے منور ہو گئے آپ پر درود و سلام بھیجیں
اکشودا المشیت بعبادہ صلوا علیہ وسلموا
آپ نے تمام شعبات اپنے بیان سے مل کر کائناتِ بلندوں کو آپ کی وجہ سے رفعت
دلائی ہم میں فخر و شہرت صلوات علیہ وسلموا
آپ کی رفعت شان سے اس کو عظمت ملی ہے آپ پر درود و سلام بھیجیں
رفعتہ مدد الشمس یعدہ یشترقہ تشرقہ واطلقتہ
یابن سواہل کثر لیسہ صلیقہ مایل کرو ان پر آپ کی طراقت کی میر و عی

Click For More Books

حمد و ثنا کے بعد فقیر حقیر خدائے قوی وقار کا عاجز بندہ ڈاکٹر خلیل احمد قادری بن
شیخ قمر الدین قریشی نمبرہ خواجہ شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ شریف انڈیا عرمن رساں ہے کہ اہل عقل و
بصیرت اور باشعور حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ حالت کی بہترین اثر اندازی بلکہ افضل ترین
عبادت، اہل کمال حضرات کی رفاقت اور مقربان دربار الہی کی مجالست ہے کیونکہ ان کی
استقامت، کودیکھ کر سالک کے لیے راہ عبادت کی بڑی بڑی تکالیف آسان ہو جاتی ہیں
بلکہ وہ شکوک و شبہات جو بعد و حجاب کا سبب ہیں محض ان کی زیارت سے زائل ہو
جاتے ہیں، اگر بفرض محال کسی آدمی میں اتنی صلاحیت و استعداد ہی نہ ہو کہ وہ کسی بزرگ
کی صحبت سے استفادہ کر سکے لیکن اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ اہل ولایت و کمال جو
وجود کی لذت اور کمال مخصوص رکھتے ہیں اپنے پاس آنے جلنے والے نااہلوں کو بھی نعمت
خداوندی سے نوازتے رہتے ہیں کیونکہ ایسا افادہ بھی ولایت کی ایک قسم ہے۔

لیکن جب انسان اہل کمال کی صحبت اور عارفوں کے دیدار جمال سے بے بہرہ ہو
جائے تو اس وقت ان بزرگوں کے حالات سے باخبر رہنا بھی باعثِ ہمت افزائی اور
تاریخوں کو ختم کرنے والا ہے۔ ان کے حالات سے واقف ہونے سے بھی وہی اثر ہوتا ہے
جو ان کی صحبت سے کیونکہ درحقیقت یہ بھی ان کی صحبت میں رہنے کے مترادف ہے۔
اگر حسن عقیدت ہو تو ہر چیز مشاہدہ بن جاتی ہے۔ اسی وجہ سے ہر زمانے میں بزرگوں
کے اخلاق و عادات کو ضبط تحریر میں لاکر محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ ان کو ہر محفل و مجلس
میں پڑھا جاتا ہے جس سے انکار اجمال اور زیادہ مزین ہو جاتا ہے۔ اور بموجب
حکم خداوندی **وَأَمَّا تَبِعُمَلِكُ رَبِّكَ فَحَدِّثْ** (اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرو)
ان بزرگوں کے حالات کو بیان کرنا ضروری ہے جو دراصل اس عظیم نعمت کا شکر
ہے اور ان بزرگوں سے عقیدت رکھنا اور محبت کرنا ضروری ہے۔

دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ بندوں کا تذکرہ باعثِ رحمتِ قربت ہے
اس لیے کہ عاشق کو اپنے محبوب کا تذکرہ اچھا لگتا ہے اور محبوب بھی عاشق کا ذکر پسند
کرتا ہے۔ غرضیکہ ان بزرگوں کا تذکرہ ایک ایسی عبادت ہے جسے ہر آدمی محنت و مشقت

کے بغیر ہر حال میں ادا کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب اس طرح اسے نصیب ہو سکتا ہے۔
ویسے بھی ماضی و حال کے واقعات اور قصے کہانیاں سننا لوگوں کی عادت میں داخل ہو گیا
ہے۔ پس بزرگوں کے حالات کا مستنا جو باعثِ سعادت دارین بھی ہے۔ اور زیادہ اچھا
ہے تاکہ طبیعت کی یہ خواہش بھی پوری ہو جائے اور عبادت بھی ہو جائے۔ اور دوسرے
یہ کہ ذکر و مذکور میں ایک ایسی نسبت و محبت کی ضرورت ہے جو باعثِ ذکر ہو، اور
بزرگوں کے حالات و واقعات سننے سے قلب میں بہت جلد ایسی ہی ایک امتیازی
نسبت حاصل ہوتی ہے اور یہ فطری بات ہے کہ بزرگوں کے حالات سن کر ہر شخص کے
دل میں یہ خیال پیدا ہو گا کہ ان کو یہ سعادتِ ابدی صرف اس لیے حاصل ہوئی کہ وہ
حسنِ عمل کے پیکر تھے۔ جس سے خود اس کے دل میں لامحالہ حسنِ عمل کی طرف قدم بڑھانے
کا ایک لازوال جذبہ پیدا ہو جائے گا۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ یہ پاکیزہ ارواح ہمارے
اس طرح یاد کرنے سے خوش ہوں اور اس کے عوض میں ہمیں بھی عالمِ آخرت میں یاد
کر لیں اور مدد کے لیے اپنے دروازے کو طالب کے لیے کھول دیں۔ علاوہ ازیں بہ بات
بھی ہے کہ جب انسان بزرگوں کو خیر سے یاد کرے گا تو اس سے بھی دوسرے لوگوں کا یہ
معاملہ ہو گا کیونکہ : کمات دین متدان " یعنی جیسا تم اوروں کے ساتھ معاملہ
کر دے گا تمہارے ساتھ بھی وہی معاملہ ہو گا۔

رَبِّ هُبْ لِي حِكْمًا ۝ وَالْحَقُّنِي بِالصَّالِحِينَ ۝ وَاجْعَلْ لِّي لِسَانَ

صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ۝

اے پروردگار مجھے عقل و حکمت عطا فرما اور مجھے زمرہ صالحین میں رکھ اور

مجھے آنے والوں میں صدق بیانی عطا فرما۔ آمین۔

قطعہ : چو من بخیر کنم یاد رفتگاں دارم

امید آنکہ مرا ہم بخیر یاد کنند

جب میں گزرے ہوئے لوگوں کو خیر کے ساتھ یاد کروں گا تو امید ہے کہ دوسرے

بھی مجھے خیر کے ساتھ یاد کریں گے۔

Click For More Books

قطعہ : چو شادی کنم ارواح دیگران شاید
کساں رسند مرا تیر روح شاد کنند
جب میں دوسرے کی روح کو خوش کروں گا تو ہو سکتا ہے کہ لوگ میری
روح کو بھی خوش کریں۔

ان حقائق کے پیش نظر مجھ جیسے بے علم و ہنر و کتاب نادانی کے قاعدہ خواں
کو یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اپنے جید بزرگوں کے مناقب و فضائل میں لب کشائی کروں
اور اس سلسلے میں پیران پیر دستگیر فریاد اس بنی آدم کو وسیلہ بناؤں اس لیے کہ میری
کوشش کی ابتدا و انتہا آپ پر ہے۔ اور دنیا و آخرت میں آپ کی عنایات و توجہات
میرا وسیلہ ہیں۔ اگرچہ مجھ جیسا گہنگار بدکردار یہ حوصلہ نہیں کر سکتا کہ ان بزرگان دین
اللہ والوں کا نام نامی اپنی زبان پر لاؤں اور خود کو ان کی تعریف بیان کرنے والوں میں
شریک کروں۔ بھلا میں کہاں اور یہ پاکیزہ کام کہاں اور مجھ جیسے ناتواں ضعیف
میں یہ بوجھ اٹھانے کی طاقت کہاں۔ بزرگوں کے اوصاف تو بے حساب ہیں مجھ ضعیف
بے چارے میں یہ طاقت کہاں کہ ان کے حالات کو ضبط تحریر میں لاؤں لیکن جذبہ
دل نے بے قرار کیا اور اولیائے اکرام کی محبت نے یہ اصرار کیا کہ اپنے بزرگوں کے حالات
کتب سابقہ سے تلاش کر کے عوام الناس میں پیش کرو تاکہ اس فتنوں کے دور میں
لوگ اپنے مشائخ کے حالات سے بخوبی روشناس رہیں اور ان کا ذکر سن کر پڑھ کر
مفت میں عبادت کا ثواب حاصل کریں۔ اس لیے دل میں یکدم خیال پیدا ہوا کہ ایک
مختصر مگر جامع کتاب بنام ”تذکرۃ المشائخ“ پیش کروں جس میں حضرت غوث الاعظم
فرد احباب قطب الاقطاب، غوث الثقلین شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر الحسینی
حسینی البیلاfi رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے کے بعد پاکستان و ہند کے مشائخ کے حالات
سپر و قلم کئے جائیں۔ لہذا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بعد چند بزرگوں کا تذکرہ بھی
تحریر کیا جا رہا ہے تاکہ سلسلہ قادری ہشتیہ نقشبندی اپنے بزرگوں کے حالات
سے شناسائی کر کے اپنی عمیدت اور محبت میں اضافہ کر لیں۔

Click For More Books

بعض مقامات پر فوائد و منافع کے پیش نظر مضمون طویل کر دیا گیا ہے کیونکہ اس کے بغیر بات ادھوری رہ جاتی ہے اور بعض جگہ اختصار سے اس لیے کام لیا گیا ہے کہ اسی سے مقصود پورا ہو جاتا تھا۔

غرضیکہ اس کتاب ”تذکرۃ المشائخ“ کی تالیف کا مقصود سالکان راہِ طریقت اور طلبگارانِ راہِ حقیقت کو نائدہ پہنچانا ہے۔ اگر قارئینِ کرام یا ناظرین کو اس کتاب میں کوئی غلطی یا بھول چوک نظر آئے تو اس کی اصلاح فرمادیں کہ :
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَصِيحُّ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (اللہ تعالیٰ نیکوں کا اجر ضائع نہیں فرماتے)
سب سے پہلے شیخ المشائخ غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کے واقعات سے ابتدا کر رہا ہوں غرضیکہ میری یہ مختصر تالیف فقرا کے دل خوش کرنے کی اور سالکوں کے مقصد برآری کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ میری اس سعی کو قبول فرمائے۔ آمین۔

يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ بِحَاہِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی خَيْرِ
خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِينَ اَطَّاهَرِينَ۔

احقر فقیر ضعیف العباد

ڈاکٹر خلیل احمد قادری عفی عنہ

۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ بروز یک شنبہ (اتوار)

دن دسواں رات گیارھویں

بہ مطابق ۲۲۔ اگست ۱۹۹۹ء

Click For More Books

تسبیح

پڑھتی ہے خلق تیری پروردگار تسبیح
ہر ایک پھول تہلیل اور خار خار تسبیح
اشجار جس قدر ہیں سارے قیام میں ہیں
کرتا ہے پستہ پستہ بس بے شمار تسبیح

چوپائے جس قدر ہیں سارے قیام میں ہیں
اور قاعدہ میں کرتے ہیں کوہسار تسبیح
حشرات جس قدر ہیں سجدہ میں کہہ رہے ہیں
تقدیس اور تہلیل اور بار بار تسبیح

دریائی جانور سب سارے وحوش صحرا
اور کل پرندے کرتے ہیں کردگار تسبیح
مشغول ہیں ملک سب اور خور و غلاماں
ور و زبان ہے تہلیل اور ہے شعار تسبیح

سوئے گا خواب غفلت میں خلیل تو کب تک
مخلوق پڑھ رہی ہے لاکھوں ہزار تسبیح



Click For More Books

میری چشم کو تر ہونے دو

خوب اشکوں سے میری چشم کو تر ہونے دو
آہ سوزاں کی میری ان کو خبر ہونے دو

نخلِ اُمید بھی پھل لائے گا جلدی کیلئے
پیدا اُلفت کا میرے دل میں شجر ہونے دو

تختِ شاہی ہے میرے حق میں زیارتِ حق کی
ان کے قدموں میں کہیں میری گذر ہونے دو

سُکھ کو سجدے سے بھلا کیسے اٹھائے خلیل
ان کو مجھ پر ابھی رحمت کی نظر ہونے دو



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جانتے ہیں میرے آقا میرے مقصد کو خاص

سبے حمد و ثنا حضرت ایزد کو خاص
حق نے معراج میں بلوایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص
لا تعداد نعت سزاوار ہے احمد کو خاص
نام نامی سے کیا عرش مسند کو خاص

عالم علوی سے رحمت کے فرشتے ہر دم
ہوئے یا قوت کے تیار مکان بہر حسین
دیکھنے کے لیے آئیں تیرے مرقد کو خاص
اور حسن سے کیا محلات زُمرّد کو خاص

مرتبہ خلد کا پایا ہے قدم سے تیرے
یہ تمنا ہے میرے دل میں نبی بطحا
فخر حاصل ہے جہاں پر تیری سرحد کو خاص
دیکھوں ان آنکھوں سے ہر دم تیر گنبد کو خاص

کچھ ضروری نہیں تحریر میں لانا خلیل
جانتے ہیں میرے آقا میرے مقصد کو خاص



Click For More Books

محفوظ

نام احمد علیؑ سے انبیاء محفوظ
اولیاء اور اصفیا محفوظ
نام جس سے لیا نبی کا سہی
حق کی رحمت میں وہ رہا محفوظ
شمع نبی کو اللہ نے
بند قندیل کر رکھا محفوظ
روح محفوظ عرشِ اعلیٰ پر
نام احمد علیؑ سے ہے ولا محفوظ
جس نے دیکھا نقائے حضرت کو
سوزشِ نار سے رہا محفوظ
نگہت زلف کی کرامت سے
ہے نسیم و صبا سدا محفوظ
پس طفیل رسولِ غلیل کو
نار دوزخ سے رکھ خدا محفوظ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جس جناب پاک کا مداح مولیٰ ہو گیا

جب تصور مجھ کو روئے مصطفیٰ کا ہو گیا
قد بالائے نبی کا وصف جو لکھنے لگا
کوئی سے گلو کے ہے رخسارِ رنگین کا خیال
سحر کے بل پہنچا جو میں ارضِ مدینہ شوق سے
نامِ پاک سید کو نبین و مقبولِ الہ
مجھ کو اندیشہ مضرب نہیں دجال کے
صورتِ آئینہ دل کیا ہی مصفا ہو گیا
خامہ میرے ہاتھ میں یک شاخِ طوبیٰ ہو گیا
سامنے آنکھوں کے بابِ بوستان ہو گیا
تب کہیں یہ بخت ٹیڑھا اپنا سیدھا ہو گیا
حریرِ طفلان اور عسلے دستِ ضعیفا ہو گیا
مسکن و ماویٰ میرا شہرِ بطحیٰ ہو گیا
کس کو طاقت ہے لکھے اوصافِ محمدیؐ
جس جناب پاک کا مداح مولیٰ ہو گیا

سیما ب مضر ہو گیا

دیدہ خورشید بھی حسرت کشید ہو گیا
کیا ہمیں اندیشہ درد و عذاب و رنج ہو
وصفِ رخسارِ نبی کو جب کیا میں نے رقم
ہے دل شیدا کو آپ کے رخسارِ رنگین کا خیال
اختتام پایہ تکرار و تحت کے لیے
آئینہ اس رخ کے آگے ایک پتھر ہو گیا
قاسم کوثر شفیق روزِ محشر ہو گیا
صفوہ قرطاس مثل خورشیدِ انور ہو گیا
شکرِ حق کا کیا مجھے رُبعِ قرآن ازبر ہو گیا
معجزہ شوقِ القبر برہان اکبر ہو گیا
دیکھ کر رخسارِ انور کی صفائیِ خلیل
آئینہ کی پشت پر سیما ب مضر ہو گیا

Click For More Books

بلا کا مجمع ہے اس در پہ جاں نثاروں کا

درِ حضور پہ جگھٹا ہے جاں نثاروں کا
مٹا ہے نام زمانے سے نامداروں کا
گزر ہو گیا وہاں دنیا کے تاجداروں کا
نہیں نشان بھی باقی ہے تاجداروں کا

ہے کون دوسرا عالم میں شافعِ محشر
تمہارے ہجر میں کھائے ہیں کیسے کینے داغ
کہاں ہے جزیرے حامی گنہگاروں کا
کلیجہ چیر کے دیکھو تو دل فگاروں کا

ملا نکھ چلے آتے ہیں پیشوائی کے
میں ایک ادنیٰ بیکاری میری حقیقت کیا
رسالہ غلہ کو جاتا ہے شہسواروں کا
ہے ہاتھ پھیلا تیرے در پہ تاجداروں کا

نہیں ہے تل بھی تو رکھنے کی واں جگہ خلیل
بلا کا مجمع ہے اس در پہ جاں نثاروں کا

رُباعی

شمعِ حسنِ مصطفیٰ کا دل میرا پروانہ ہے
جان اس گلزارِ رخ کی بلبل دیوانہ ہے
جو نہیں آباد عشقِ احمد مختار سے
وہ دل ناچیز و ناکام فقط ویرانہ ہے

Click For More Books

دل کا دل میں رہا ارمان تمنا کی کا

دل کو چارہ ہی نہیں صبر و شکیبائی کا
خون روتا ہے تڑپتا ہے بکا کرتا ہے

اپنے ہی نور سے خالق نے بنایا ان کو
بن نہیں سکتا ہے وہ عاشق صادق ہرگز

دھوم کوئین میں ہے تیری شہنشاہ جمیل
زکف و البیل کی مازاغ کے سرمہ کا سنگھار

کبھی خلیل کو زیارت سے مشرف نہ کیا
دل کا دل میں رہا ارمان تمنا کی کا



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جان برآید بروز ادینہ

یا نبی رحمت اللعالمینا
چشم و دل کو کرو میرے بینا
مشک غلہ بریں رشک پر ہے
آپ کا کیا ہے خوشبو پسینہ
ہے عدو الہی وہ بے شک
جو رکھے آپ سے دل میں کینہ
التجا آپ سے ہے یہ ہر دم
نورِ ایمان سے روشن ہو سینہ
بحرِ عصیاں کے آیا بھنور میں
ڈوبنے دو نہ میرا سفینہ
خاتمہ خیر خلیل کا ہو یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
جانے برآید بروز ادینہ



سہ یوم جمعہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

شیخ

ایسی دل پر ہے میرے تاثیر شیخ
یہ تصور ہے کہ ہے تصویر شیخ
کچھ نہیں کر سکتا ابلیس لعین
جبکہ ہو دل پر میرے تاثیر شیخ
بن نہیں پڑتی کوئی تدبیر اب
بن حضوری کے میں ہوں دلگیر شیخ
سربسر پر کر دیا اسرار سے
جلوہ اللہ ہے تنویر شیخ
جلوہ مُرشد ہے ہر دم سامنے
رہتی ہے پیش نظر تصویر شیخ
صدقہ حسنین و محبوب خدا
ہو گئی غلہ بریں جاگیر شیخ
مُرشد خلیل ہیں وہ غوث الوری
پیر پیراں دستگیراں پیر شیخ

Click For More Books

غوثُ الاعظم قطبِ عالم پیرِ پیراں الممد

سرکشی کرنے لگا ہے نفسِ شیطان الممد
یا خدا رکھنا تو سالم میرا ایساں الممد

نُطفِ توجب ہے کرم سے اپنے رکھ لے انکی لاج
ہو گیا ابتر بہت حالِ مسلمان الممد

الممد جا کر نہ پھنس جائے کہیں یہ مرغِ دل
کوئی پھیلاتا ہے دامِ زلفِ پیچاں سے الممد

کیجئے امدادِ خلیل آکے وقتِ جانکشی
غوثُ الاعظم قطبِ عالم پیرِ پیراں الممد



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مرقد کا کچھ خطر ہے نہ دھڑ کا سقر کا

بخشش کرانا رب سے شہ بھر دیا ہے
مرقد کا کچھ خطر ہے نہ دھڑ کا سقر کا ہے

مانا قصور کرنا تو حصہ بشر کا ہے
جب سر پر خاص ہاتھ میرے راہبر کا ہے

وہ نور پر ضیا میرے رشکِ قمر کا ہے
جوش و غروش دل میں بہت اب سقر کا ہے

جن و حور و ملک جاں نثار ہیں
ہوں منتظرِ بلائیں وہ کب دیکھے حضور

نقشہ وہ خاص احمد مرسل کے گھر کا ہے
امیدِ عفو پر تیری مد نظر کا ہے

تعریفِ خلد حضرت مولوی جو کرتے ہو
توشہ تو پاس ہی نہیں صوم و صلاۃ کا

دارِ فنا میں دیکھ کے چلنا ضرور ہے
خلیل یہ راستہ بڑے خوف و خطر کا ہے



Click For More Books



①

قطب الاقطاب، فرد الاحباب، غوث اعظم، شیخ شیعوخ العالم
غوث الثقلین، امام الطائفین، شیخ الطالبین، شیخ الاسلام محی الدین

ابو محمد عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی علیہ
السلام
رحمۃ اللہ

۲۷۰

۵۶۱ ھ

۲۷۱

آپ اہل بیت میں کامل ولی اور سادات حسینہ میں بڑی بزرگی کے مالک ہیں، نبی
اعتبار سے آپ عبد اللہ محض بن حسن ثنی بن حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے
ہیں، قصبہ "جیل" کی طرف جسے جیلان یا گیلان بھی کہتے ہیں آپ کی نسبت ہے، آپ کی
ولادت ۳۰۰ ھ اور ایک روایت کے مطابق ۳۰۰ ھ میں ہوئی، آپ کی عمر مبارک کے
ابتدائی تینتیس سال درس و تدریس اور فتویٰ دینے میں اور چالیس سال مخلوق خدا کی رشد و
ہدایت اور نصیحت میں صرف ہوئے، اور توڑے سال کی عمر پا کر ۵۶۱ ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔
۳۸۸ ھ میں جب کہ آپ کی عمر مبارک اٹھارہ سال کی تھی آپ بغداد میں تشریف
لائے، اور اس وقت کے شیوخ، ائمہ، بزرگان دین اور محدثین کی خدمت کا قصد فرمایا،
اول قرآن کریم کو روایت و درایت اور تجوید و قراءت کے اسرار اور رموز کے ساتھ حاصل
کیا اور زمانہ کے بڑے محدثین اور اہل فضل و کمال و مستند علمائے کرام سے سماع حدیث

Click For More Books

فرما کر علوم کی تحصیل و تکمیل فرمائی حتیٰ کہ تمام اصولی، فروعی، مذہبی اور اختلافی علوم میں علمائے بغداد سے ہی نہیں بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کے علماء سے سبقت لے گئے اور آپ کو تمام علماء پر فوقیت حاصل ہو گئی اور سب نے آپ کو اپنا مرجع بنالیا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخلوق کے سامنے ظاہر فرمایا، آپ کی مقبولیت تاتر عوام و خواص کے قلوب میں ڈال دی اور آپ کو قطبیت کبریٰ اور ولایت عظیمہ کا مرتبہ عطا فرمایا، حتیٰ کہ چار دانگ عالم کے تمام فقہاء، علماء، طلباء اور فقراء کی توجہ آپ کے آستانہ کی جانب ہو گئی، حکمت و دانائی کے چشمے آپ کی زبان سے جاری ہو گئے، اور عالم ملکوت سے عالم دنیا تک آپ کے کمال و جلال کا شہرہ ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ علامات قدرت و مارت، دلائل خصوصیت اور براہین کرامت آفتاب نصف النہار سے زیادہ واضح اور ظاہر فرمائے، اور بخشش کے خزانوں کی کنجیاں اور تصرفات و خود کی لگائیں آپ کے قبضہ اقتدار و دست اختیار کے سپرد فرمائیں، تمام مخلوق کے دلوں کو آپ کی عظمت و حبیبیت کے سامنے سرنگوں کر دیا اور اس وقت کے تمام اولیا کو آپ کے سایہ قدم اور دائرہ حکم میں دے دیا، کیونکہ آپ منجانب اللہ اسی پر مامور تھے، جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں کہ ”میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے“ اور تمام اولیائے وقت حاضر و غائب، قریب و بعید اور ظاہر و باطن سب کے سب آپ کے مطیع و فرمانبردار اس وجہ سے ہو گئے کہ انہیں رائدہ درگاہ ہونے کا خوف اور زیادتی مراتب کا شوق اس پر مجبور کرتا تھا، چنانچہ آپ کی ذات گرامی قطب وقت، سلطان الوجود، امام الصدیقین، حجة العارفین، روح معرفت، قلب حقیقت، خلیفۃ اللہ فی الارض، وارث کتاب، نائب رسول، سلطان الطریق اور متصرف فی الوجود تھے، رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن جمیع الاولیاء۔

حلیۃ مبارک آپ نجیفات البدن، میانہ قد، کشادہ سینہ، لمبی چوڑی دارمھی، گندمی رنگ، پوستہ ابرو، بلند آواز، پاکیزہ سیرت، بلند مرتبہ اور علم کامل کے حامل تھے، صاحب شہرت و سیرت اور خاموش طبع تھے، آپ کے کلام کی تیزی اور بلند آوازی سننے والے کے دل میں رعب و ہیبت زیادہ کرتی تھی، یہ آپ کی

کرامت تھی کہ مجلس میں قریب و بعید بیٹھنے والے بے کم و کاست بغیر کسی تفاوت کے آپ کی آواز بآسانی یکساں طور پر سُن لیتے تھے، جب آپ کلام کرتے تو ہر شخص پر خاموشی چھا جاتی جب آپ کوئی حکم دیتے تو اس کی تعمیل میں سرعت و مبادرت کے سوا اور کوئی صورت نہ ہوتی، جب بڑے سے بڑے سخت دل پر نظر جمال پڑ جاتی تو وہ خشوع و خضوع اور عاجزی و انکساری کا مرقع بن جاتا، اور جب آپ جامع مسجد میں تشریف لاتے تو تمام مخلوق دُعا کے لیے ہاتھ اٹھا کر درگاہ قاضی الحاجات میں دُعا کرتی۔

حکایت ایک دن آپ کو جامع مسجد میں چھینک آئی لوگوں نے چاروں طرف سے یرحمک اللہ اور یرحم ربک کی آوازیں بلند کیں، خلیفہ وقت مستنجد باللہ نے جو محراب مسجد میں بیٹھا تھا پریشان ہو کر دریافت کیا کہ یہ شور کیسا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ شیخ عبد القادر کو چھینک آئی تھی جس پر لوگوں نے انہیں دعا دی ہے۔

کمال علمی

منقول ہے کہ ایک دن آپ کی مجلس میں کسی قاری نے قرآن کی ایک آیت پڑھی آپ نے اس کی ایک تفسیر بیان کی، پھر دوسری پھر تیسری حتیٰ کہ حاضرین کے علم کے مطابق اس کی گیارہ تفسیریں بیان کیں، پھر دوسری تفسیر کو شروع فرمایا حتیٰ کہ چالیس تفسیریں بیان فرمائیں اور ہر تفسیر کی سند متصل اور دلیل کی ایسی تفصیل بیان فرمائی کہ اہل مجلس غرق حیرت و تعجب ہو گئے۔ اس کے بعد فرمایا کہ اب ہم فال کو چھوڑ کر حال میں آتے ہیں پھر آپ نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ط کہا، اس کلمہ توحید کا زبان سے نکلنا تھا کہ حاضرین کے دل میں شورش و اضطراب ہو جزن ہوا اور کپڑے پھاڑ کر جنگل کا رخ کیا۔

حکایت مشہور ہے کہ حضرت غوث اعظم تمام علمائے عراق کے مرجع بلکہ تمام دنیا کے طالبان علم کے مرکز تھے، اطراف عالم سے آپ کے پاس قنادی آتے تھے جن کا غور و فکر اور مطالعہ کتب کے بغیر فوراً آپ صحیح جواب کہتے، بڑے سے بڑے متبحر عالم کو آپ کے خلاف ذرا سا بھی کہنے یا کہنے کی مجال نہ ہوتی۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ایک مرتبہ عجم سے آپ کے پاس فتویٰ آیا جس میں تحریر تھا ”سادات علماء اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے یہ قسم کھائی کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت نہ کرے کہ افراد انسانی میں سے کوئی بھی کسی بھی جگہ اس عبادت میں اس کا شریک نہ ہو تو اس کی عورت پر تین طلاقیں، اب بتائیے کہ یہ شخص کونسی ایسی عبادت کرے جس سے اس کی قسم نہ ٹوٹے“ اس کا جواب لکھنے سے عراق و عجم کے تمام علماء عاجز ہو گئے تو آپ کے سامنے یہ فتویٰ پیش ہوا، آپ نے فوراً غور و فکر کے بغیر فرمایا کہ اس کے لیے خانہ کعبہ کو طواف کرنے والوں سے خالی کرا لیا جائے، پھر یہ شخص تنہا طواف کے ساتھ چکر کرے تو اس کی قسم نہ ٹوٹے گی کیونکہ خانہ کعبہ کا طواف ایسی عبادت ہے کہ اس وقت انسانوں میں سے کوئی بھی اس کا شریک نہ ہوگا۔

ریاضت و مجاہدہ

طریق سلوک آپ کا طریق شدت و لزوم کے اعتبار سے بے نظیر ہے، مشائخ عصر میں سے کسی میں شدت ریاضت میں آپ کی برابری کرنے کی ہمت نہیں تھی، تفویض کامل، حول و قوت سے برائت، قلب و روح و نفس کی موافقت کے ساتھ مجاہری تقدیر کے ماتحت بے بسی، اتحاد ظاہر و باطن، علیحدگی صفات نفس شکوک و نزاع و تشویش کے بغیر فراغت قلب و خلوص، اتحاد قول و فعل، لزوم اخلاص، ہر حال میں انقیاد و پیروی کتاب و سنت، ثبوت مع اللہ، خالص توحید، مقام عبودیت مع ملاحظہ کمال ربوبیت، اور احکام شریعت کی اسرار حقیقت کے مشاہدہ کے ساتھ پیروی کامل آپ کا طریق تھا۔

حکایت ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ پچیس سال تک دنیا سے قطع تعلق کر کے میں عراق کے صحراؤں اور دیروں میں اس طرح گشت کرتا رہا کہ نہ میں کسی کو پہچانتا تھا اور نہ مجھے کوئی، رجال الغیب اور جنات کی میرے پاس آمد و رفت رہتی تھی اور میں انہیں راہ حق کی تعلیم دیتا کرتا تھا۔ چالیس سال تک میں نے فجر کی نماز عشاء کے وضو سے ادا کی ہے اور پندرہ سال تک

یہ حال رہا کہ نماز عشا کے بعد قرآن مجید اس طرح شروع کرتا کہ ایک پاؤں پر کھڑا ہو جاتا اور ایک ہاتھ سے دیوار کی میخ پکڑ لیتا، تمام شب اسی حالات میں رہتا حتیٰ کہ صبح کے وقت قرآن کریم ختم کر دیتا، تین دن سے چالیس دن تک بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ نہ کھانے پینے کو کچھ ملانہ سونے کی نوبت آئی۔

گیارہ سال تک ”برج بغداد“ میں عبادت الہی کے اندر مصروف رہا حتیٰ کہ اس برج میں میری اس طویل اقامت کے باعث لوگ اسے ”برج عجیب“ کہنے لگے، اور اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ جب تک غیب سے کھانا نہ ملے نہ کھاؤں گا، مدت دراز تک یہی کیفیت رہی لیکن میں نے اپنا عہد نہ توڑا اور اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا اس کی خلاف ورزی نہ کی۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ سفر میں ایک شخص نے میرے پاس آکر کہا کہ اس شرط پر مجھے اپنی رفاقت میں لے لیجئے کہ صبر بھی کروں گا اور حکم کے خلاف کچھ نہ کروں گا، ایک دفعہ اس نے مجھے ایک جگہ بٹھایا اور یہ وعدہ لے کر کہ جب تک میں نہ آؤں آپ یہاں سے نہ جائیں چلا گیا، میں ایک سال اس کے انتظار میں بیٹھا رہا لیکن وہ شخص نہ آیا، ایک سال بعد آکر مجھے اسی جگہ بیٹھا دیکھا اور پھر یہی وعدہ کر کے چلا گیا، تین مرتبہ اسی طرح ہوا۔ آخری مرتبہ وہ اپنے ساتھ دودھ اور روٹی لایا اور کہا کہ میں خضر ہوں اور مجھے حکم ہے کہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر یہ کھانا کھاؤں، چنانچہ ہم نے کھانا کھایا، فارغ ہونے کے بعد حضرت خضر نے فرمایا کہ اب اٹھیے سیر و سیاحت ختم کیجئے اور بغداد میں جا کر بیٹھ جائیے، لوگوں نے پوچھا کہ ان تین سالوں میں کھانے پینے کی کیا شکل رہی؟ فرمایا ہر چیز سے پیدا ہو کر زمین پر پڑا ہوا مل جاتا تھا۔

راہ کے صاحبزادے (شیخ ضیاء الدین ابو نصر موسیٰ کا بیان ہے کہ میں حکایت نے اپنے والد محترم حضرت غوث اعظم سے خود سنا ہے فرماتے تھے ایک سفر کے دوران میں ایسے بیابان میں پہنچا جہاں پانی کا نام و نشان تک نہ تھا، چند روز میں نے وہاں قیام کیا لیکن پانی ہاتھ نہ آیا، جب پیاس کا غلبہ ہوا تو حق تعالیٰ شانہ نے ابر کا ایک ٹکڑا بھیجا، جس نے میرے اوپر سایہ کر لیا اور اس میں سے کچھ قطرات ٹپکے جنہیں پی کر تسکین

Click For More Books

ہوئی۔ اس کے بعد اچانک ایک روشنی ظاہر ہوئی جس نے پورے آسمان کا احاطہ کر لیا پھر اس میں سے ایک عجیب و غریب شکل نمودار ہوئی اور آواز آئی کہ اے عبد القادر میں تیرا پروردگار ہوں جو دوسروں پر میں نے حرام کیا وہ تیرے اوپر حلال کرتا ہوں لہذا جو دل چاہے کر اور جو چاہے لے، میں نے کہا، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، اے ملعون دور ہو، کیا بکسر رہا ہے، اچانک وہ روشنی تاریکی سے بدل گئی اور وہ صورت دھواں بن کر کہنے لگی کہ اے عبد القادر تم احکام خداوندی (یعنی شریعت) کے جاننے والے احوال منازل سے واقف ہونے کی وجہ سے مجھ سے پرکھ گئے، میں نے ایسے ہی ہتھکنڈوں اور ترکیبوں سے شتراہل طریقت کو ایسا گمراہ کر دیا ہے کہ کہیں کانہ چھوڑا، بھلا یہ کونسا علم و ہدایت ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمایا ہے میں نے کہا کہ یہ سب فضل اللہ کا ہی ہے اور وہی ابتداء و انتہا میں ہدایت فرماتا ہے۔

وعظ و نصیحت

حضرت شیخ خود فرماتے ہیں کہ شروع شروع میں مجھے سوتے جاگتے مرنے اور نہ مرنے والے کام بتائے جاتے تھے اور مجھ پر کلام کرنے کا غلبہ اتنی شدت سے ہوتا کہ میں بے اختیار ہو جاتا اور خاموشی کا یار باقی نہ رہتا، صرف دو تین آدمی حاضر مجلس ہو کر میری بات سنتے۔ اس کے بعد میرے پاس لوگوں کا اتنا ہجوم و اجتماع ہو جاتا کہ مجلس میں جگہ باقی نہ رہتی۔ چنانچہ میں شہر کی عید گاہ میں چلا گیا اور وعظ کہنے لگا، وہاں بھی جگہ تنگ ہو گئی تو منبر شہر سے باہر لے گئے، اور بے شمار مخلوق سوار و پیادہ آتی اور مجلس کے باہر ارد گرد کھڑی ہو کر وعظ سنتی۔ حتیٰ کہ سننے والوں کی تعداد شتر ہزار کے قریب پہنچ گئی۔

منقول ہے کہ آپ کی مجلس وعظ میں چار سو اشخاص قلم و دوات لے کر بیٹھے اور جو کچھ سنتے اس کو لکھتے رہتے۔ آپ نے فرمایا کہ شروع زمانے میں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ مجھے وعظ کہنے کا حکم فرما رہے ہیں اور میرے منہ میں انہوں نے اپنا لعاب دہن ڈالا۔

Click For More Books

بس میرے لیے ابواب سخن کھل گئے۔

شکائے وعظ

مشائخ سے منقول ہے کہ حضرت شیخ جیلانیؒ جب وعظ کے لیے منبر پر بیٹھ کر الحمد للہ کہتے تو رودے زمین کا ہر غائب و حاضر ولی خاموش ہو جاتا اسی وجہ سے آپ یہ کلمہ مکرر کہتے اور اس کے درمیان کچھ سکوت فرماتے۔ بس اولیاء اور ملائکہ کا آپ کی مجلس میں ہجوم ہو جاتا۔ جتنے لوگ آپ کی مجلس میں نظر آتے ان سے کہیں زیادہ ایسے حاضرین ہوتے جو نظر نہیں آتے تھے۔

آپ کے ایک ہم عصر شیخ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے جنات کی حاضری کے لیے وظیفہ پڑھا لیکن کوئی جن حاضر نہ ہوا بلکہ زمانہ عقاد سے دیر کی، مجھے بڑی حیرانی ہوئی کہ اس تاخیر کا سبب کیا ہے، پھر ان میں سے چند جن حاضر ہوئے، میں نے تاخیر کا سبب دریافت کیا۔ کہنے لگے کہ حضرت شیخ عبدالقادرؒ وعظ فرما رہے تھے ہم سب وہاں حاضر تھے، اس کے بعد اگر آپ ہمیں بلائیں تو ایسے وقت نہ بلایا کریں جب حضرت شیخؒ وعظ فرما رہے ہوں کیونکہ لامحالہ ہمیں تاخیر ہوگی، میں نے کہا، تم بھی ان کی مجلس وعظ میں حاضر ہوتے ہو، کہنے لگے آدمیوں کے اجتماع سے زیادہ وہاں ہمارا اجتماع ہوتا ہے ہم میں کے اکثر قبائل ان کے ہاتھ پر اسلام لائے اور اللہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔

ہے کہ آپ کی مجلس وعظ یہود و نصاریٰ وغیرہ جو آپ کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے اور ڈاکو، قزاق، اہل بدعت اور مذہب و اعتقاد کے وہ

روایت

کچھ لوگ بھی اپنی بد اعمالیوں سے آپ کے سامنے توبہ کر چکے تھے ایسے لوگوں سے خالی نہ رہتی تھی، پانچ سو سے زیادہ یہود و نصاریٰ اور لاکھوں سے زیادہ دوسرے لوگ آپ کے ہاتھ پر توبہ کر چکے اور اپنی بد عملیوں سے باز آئے تھے، تو مخلوق کے دوسرے لوگوں کے بارے میں کیا کہا جاسکتا ہے۔

روایت ہے کہ جب آپ منبر پر تشریف لاتے تو مختلف علوم کا بیان فرماتے۔

Click For More Books

تمام حاضرین آپ کی ہیبت و عظمت کے سامنے بالکل بت بن جاتے، کبھی اثنائے وعظ میں فرماتے کہ ”قال ختم ہوا اور اب ہم حال کی طرف مائل ہوئے“ یہ کہتے ہی لوگوں میں اضطراب و جہد اور حال کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ کوئی گریہ و فریاد کرتا، کوئی کپڑے پھاڑ پھوڑ جنگل کی راہ لیتا اور کوئی بیہوش ہو کر اپنی جان دے دیتا۔ بسا اوقات آپ کی مجلس سے شوق، ہیبت، تصرف عظمت اور جلال کے باعث کمی کئی جنازے نکلتے، آپ کی مجلس وعظ میں جن خوارق، کرامات، تجلیات اور عجائبات و غرائب کا ظہور بیان کیا جاتا ہے وہ ہمارے مشہور ہے کہ آپ کی مجلس وعظ میں تمام اولیا و انبیاء جو زندہ تھے وہ اپنے جسموں کے ساتھ اور جو زندہ نہیں تھے وہ اپنی روحوں کے ساتھ موجود ہوتے تھے، اسی طرح آپ کی تربیت و تائید کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تجلی فرماتے تھے، علی ہذا اکثر اوقات حضرت خضر علیہ السلام بھی آپ کی مجلس میں آتے تھے اور حضرت خضر علیہ السلام کی جس دلی سے بھی ملاقات ہوئی تو وہ اُسے آپ کی مجلس میں حاضر باشی کی نصیحت فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ جو اپنی کامیابی چاہتا ہے اُسے اس مجلس میں ہمیشہ رہنا چاہیے۔

ہے کہ ایک روز وعظ فرما رہے تھے اچانک چند قدم ہوا پر اُڑ کر فرمایا **روایت** کہ اے اسرائیلی ذرا توقف کرو اور ایک مچھری کا وعظ سنو، جب آپ اپنی سابقہ جگہ واپس آئے تو لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا معاملہ تھا، فرمایا کہ ابوالعباس خضر ہماری مجلس وعظ سے تیزی سے جا رہے تھے تو میں ان کے پاس گیا اور کہا کہ تیزی سے نہ جائیے۔ کچھ ہمارا وعظ بھی سن جائیے۔

ہے کہ جب حضرت شیخ منبر پر تشریف لاتے تو فرماتے، اے صاحبزادے **روایت** ہمارے منبر پر بیٹھ جانے کے بعد حاضری میں دیر نہ کیا کرو، ولایت یہاں حاصل ہوتی ہے۔ اعلیٰ درجات یہاں ملتے ہیں۔ اے طلبکار تو بے لسم اللہ ہمارے پاس آ، اے طالبِ عقول بسم اللہ تو بھی آ، اے اعلیٰ درجہ کے چاہنے والے بسم اللہ ہفتہ میں ایک بار آ، اگر ممکن نہ ہو تو مہینہ میں ایک مرتبہ، اگر یہ بھی مشکل ہو تو سال میں ایک دفعہ اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک مرتبہ آ۔ اور ہزار ہا عقین لے جا۔ اے عالم ہزار مہینہ کی مسافت

طے کر کے میرے پاس آ اور میری ایک بات سُن جا۔ اور جب تو یہاں آئے تو اپنے عمل، زہد، تقویٰ اور ورع کو نظر انداز کر تا کہ تو اپنے نصیب کے مطابق مجھ سے اپنا حصہ حاصل کر سکے، میری مجلس میں مقرب فرشتے، مخصوص اولیا اور رجال الغیب اس لیے آتے ہیں کہ مجھ سے بارگاہِ اقدس کے آداب تو اضع سیکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے نبی اور ولی پیدا فرمائے ہیں وہ سب اگر زندہ ہیں تو اپنے جسموں کے ساتھ اور اگر زندہ نہیں ہیں تو اپنی رُوحوں کے ساتھ ضرور میری مجلس میں آتے ہیں۔

آپ فرماتے تھے کہ میرا وعظ ان رجال غیب کے لیے ہوتا ہے جو کہ قاف کے ماوراء سے آتے ہیں کہ ان کے قدم دوش ہوا پر ہوتے ہیں لیکن خداوند عالم کے لیے ان کے دلوں میں آتش شوق و سوزش اشتیاق شعلہ زن ہوتی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ نے جس وقت مجلس میں یہ بات فرمائی اس وقت آپ کے صاحبزادے سید عبدالرزاق منبر کے پاس آپ کے پاؤں کے قریب بیٹھے، انہوں نے سر اُپر اٹھایا، غصّوری دیران پر حیران رہ کر ہوش ہو گئے، اور اُن کے لباس و دستار میں آگ لگ گئی، حضرت شیخ منبر سے اترے اور آگ بجھائی اور فرمایا کہ اے عبدالرزاق تم بھی اُن میں سے ہو، مجلس ختم ہونے کے بعد آپ نے شیخ عبدالرزاق سے اس حالت کی کیفیت دریافت فرمائی، انہوں نے جواب دیا کہ میں نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا تو مجھے رجال الغیب ساکت و مدحوش کھڑے ہوئے اس طرح نظر آئے کہ تمام آسمان ان سے جھل رہا ہے اور ان کے کپڑوں میں آگ لگی ہوئی ہے، ان میں سے بعض شور و غوغا کر رہے ہیں بعض وجد و حال میں مست ہیں اور بعض اپنی جگہ اور بعض زمین پر گرے پڑے ہیں۔

ہے کہ آپ کے ایک ہم عصر شیخ جن کا نام صدقہ تھا آپ کی خالقاہ میں
روایت آئے، دوسرے مشائخ بھی آپ کے بامیر تشریف لانے کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے اچانک حضرت شیخ تشریف لائے اور سید منبر پر چلے گئے، نہ تو آپ نے کچھ فرمایا اور نہ قاری سے کسی آیت کی تلاوت کو فرمایا لیکن لوگوں میں عجیب بے انتہا مستی و شور و شین پیدا ہو گئی شیخ صدقہ نے اپنے دل میں کہا کہ تعجب ہے نہ شیخ نے کچھ فرمایا نہ

قاری نے کچھ پڑھا پھر یہ وعدہ حال کہاں سے پیدا ہو گیا اور یہ حالت کیسے ہو گئی، حضرت شیخؒ نے شیخ صدقہ کی جانب دیکھ کر فرمایا کہ شیخ صاحب! میرا ایک مرید اسی وقت بیت المقدس سے یک قدم یہاں پہنچا ہے اور میرے ہاتھ پر توبہ کی ہے، تمام اہل مجلس اسی کی ضیافت میں لگے ہوئے ہیں شیخ صدقہؒ نے پھر اپنے دل میں کہا کہ جو شخص بیت المقدس سے یک قدم یہاں پہنچ سکتا ہے وہ کس چیز سے توبہ کرے گا، اور اُسے پرچہ مرشد کی کیا ضرورت ہے، حضرت شیخؒ نے پھر اُن کو دیکھ کر فرمایا کہ شیخ صاحب! ہو! میں اُڑنے والے بھی اس لیے توبہ کرتے ہیں کہ باز آجائیں، اور وہ مجھ سے محبت الہی کا طریق سیکھنے کے محتاج ہیں۔

اس کے بعد آپؒ نے فرمایا کہ میں شمشیر بر سر منہ اور چڑھی ہوئی کمان ہوں، میرا تیر نشانہ پر لگنے والا، میرا نیزہ بے خطا اور میرا گھوڑا بے زین ہے میں عشقِ خداوندی کی آگ، حلال و احوال کا سلب کرنے والا، دریائے بیکراں، برہمنائے وقت اور فیروں سے باتیں کرنے والا ہوں۔ ایک دفعہ آپؒ نے کیفیتِ حال میں فرمایا کہ میں ہوں محفوظ اور میں ہوں ملحوظ، اے روزہ دار، اے شب بیدار، اے پہاڑوں پر بیٹھنے والو، خدا کرے تمہارے پہاڑ بیٹھ جائیں اور اے خانقاہ نشینو، خدا کرے تمہاری خانقاہیں زمین دوز ہو جائیں، حکمِ خدا کے سامنے آؤ۔ میرا حکم خدا کی طرف سے ہے۔ اے رہبرِ دانِ منزل، اے ابدالِ ہائے اقطاب و اوتاد اے پہلوانو، اور اے جوانو! آؤ اور دریائے بیکراں سے فیض حاصل کر لو، عزت پر در و گار کی قسم تمام نیک بخت، اور بد بخت میرے سامنے پیش کئے گئے اور میری نظر لوح محفوظ میں جمی ہوئی ہے میں دریائے علم و مشاہدہ الہی کا غوطہ خور ہوں میں تم سب پر اللہ کی حجتِ رسول کا نائب اور اس کا دنیا میں وارث ہوں، پھر فرمایا کہ انسانوں کے بھی پر ہیں، جنات، اور فرشتوں کے بھی لیکن میں تمام پروردگار کا پیر ہوں۔

روایت سے کہ حضرت شیخ جیلانیؒ اپنے مرض الموت میں فرماتے تھے کہ میرا و تمہارا

درمیان کوئی نسبت نہیں میرے اور مخلوق کے درمیان زمین و آسمان کا سا فرق ہے مجھے کسی پر اور کسی کو مجھ پر قیاس نہ کرنا، فرماتے تھے کہ میرا تخلیق تمام امور سے بالا ہے اور میں لوگوں کی عقل سے مادرا ہوں، اے زمین کے مشرق و مغرب کے اور اے آسمان کے رہنے

والو! حق تعالیٰ فرماتا ہے:

”وَأَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ“

میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے

میں اُن میں سے ہوں جنہیں خدا جانتا ہے تم نہیں جانتے، مجھ سے دن اور رات میں
ستر بار کہا جاتا ہے:

”أَنَا اخْتَرْتُكَ وَلِصْنَعُ عَلَيَّ عَنِي“

”یعنی میں نے تجھے پسند کر لیا، اور تاکہ تو پرورش پاسے میری آنکھوں کے سامنے“
مجھ سے کہا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر میرے اس حق کی جو تجھ پر ہے تجھے قسم ہے ذرا
بات تو کرتا کہ سنی جاتے، مجھ سے کہا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر تجھے میرے اس حق کی قسم جو
تیرے اوپر ہے کھا اور پی اور بات کر، میں نے تجھے قسم توڑنے سے مامون بنادیا، خدا کی
قسم جب تک مجھے حکم نہ ہو نہ کچھ کرتا ہوں نہ کچھ کہتا ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ جب میں تم سے کوئی بات کہوں تو تم پر اس کی تصدیق ضروری ہے۔
کیونکہ میری بات ایسی یقینی ہے جس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں، گویا جب مجھے
حکم ہوتا ہے تو میں کہہ دیتا ہوں، جب مجھے دیا جاتا ہے تو بخشش کر دیتا ہوں اور جب
مجھے امر ہوتا ہے تو کر لیتا ہوں، ذمہ داری تو اس پر ہے جس نے مجھے حکم کیا ہے (کیونکہ قاعدہ ہے)
الدیۃ علی العاقلۃ (یعنی خون بہا رشتہ داروں پر ہے) میری تکذیب تمہارے لیے زہر
قاتل ہے، دین کے لیے اور دنیا و آخرت کی تباہی کا سبب ہے میں تلوار باز اور قاتل ہوں اور
الشر تمہیں ڈراتا ہے، اگر شریعت نے میرے منہ میں لگام نہ ڈالی ہوتی تو میں تمہیں بتا دیتا کہ
کہ تم نے گھر میں کیا کھایا ہے اور کیا رکھا ہے، میں تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہوں کیونکہ
تم میری نظر میں شیشہ کی طرح ہو۔

ہے کہ حضرت شیخ آخری ایام میں بہت ہی نفیس لباس زیب تن فرماتے
روایت تھے، ایک روز آپ کا ایک خادم ابو الفضل بن از کے پاس گیا اور کہا کہ
مجھے وہ کپڑا چاہیے جو ایک اشرفی گز ہو، نہ کم نہ زیادہ، اس نے پوچھا کہ کس کے لیے خرید رہے

Click For More Books

ہو خادم نے جواب دیا کہ اپنے آقا شیخ عبدالقادر جیلانی کے لیے، بزاز کے دل میں خیال گزرا کہ حضرت شیخؒ نے تو بادشاہ کے لیے بھی کپڑا نہ چھوڑا، ابھی اس کے دل میں یہ خیال آیا ہی تھا کہ غیب سے ایک کیل اس کے پاؤں میں چبھ گئی اور ایسی کہ مرنے کے قریب ہو گیا، لوگوں نے اس کے نکالنے کی بہت کوشش کی لیکن کچھ نہ ہو سکا، آخر اس بزاز کو اٹھا کر حضرت شیخؒ کی خدمت میں لائے، آپ نے فرمایا کہ اے ابوالفضل تم نے اپنے دل میں ہم پر کیوں اعتراض کیا تھا پروردگار کی قسم میں نے یہ کپڑا اس وقت تک پہننے کا ارادہ نہیں کیا جب تک مجھ سے یہ نہیں کہا گیا کہ تجھے اس حق کی قسم جو میرا تیرے اوپر ہے وہ کپڑا پہن جو ایک اشرفی فی گز ہو، اے ابوالفضل یہ کپڑا میت کا کفن ہے اور میت کا کفن اچھا ہوتا ہے، یہ ہزار موت کے بعد ملا ہے اس کے بعد آپ نے اپنا دست مبارک تکلیف کے مقام پر رکھا تو جو کچھ تکلیف تھی سب ایسی رفع ہو گئی گویا کچھ تھا ہی نہیں، پھر فرمایا کہ اس نے جو ہم پر اعتراض کیا وہ کیل کی شکل اختیار کر گیا، اور اُسے حقیقی تکلیف پہنچنی تھی، پہنچ گئی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ

کرامات

حضرت شیخؒ کی وہ کرامتیں جو ہر وقت ظاہر ہوتی رہتی تھیں ان کا احاطہ و شمار قوت تقریر و تحریر سے باہر ہے، اور یقین جانو کہ اس میں بناوٹ اور مبالغہ آرائی نہیں کیونکہ آپ کی ذات اقدس بچپن اور جوانی سے ہی مظہر کرامات ہے، اور نوے سال تک جو آپ کی عمر ہے آپ سے ہمیشہ مسلسل کرامتوں کا ظہور ہوتا رہا ہے۔

ہے کہ آپ پیدائش کے بعد رمضان میں دن کے وقت اپنی والدہ کا دودھ نہیں پیتے تھے، حتیٰ کہ سب میں مشہور ہو گیا کہ سادات کے فلاں گھرانے میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان میں دن کے وقت دودھ نہیں پیتا۔

ہے کہ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ آپ ”ولی احدہ“ ہیں، فرمایا کہ دس سال کی عمر تھی جب میں مدرسہ جاتا تو راستہ میں فرشتوں کو اپنے ارد گرد چلتے ہوئے دیکھتا اور جب مکتب میں پہنچ جاتا تو فرشتوں کو

یہ بات بچوں سے کہتے ہوئے سنتا کہ اے بچو! اللہ کے ولی کے لیے جگہ کشادہ کرو۔
ایک روز مجھے ایسا شخص دکھائی دیا جو پہلے کبھی نظر نہ آیا تھا۔ اس نے ایک فرشتہ سے
پوچھا کہ یہ بچہ کون ہے جس کی تم اتنی تعظیم کر رہے ہو۔ فرشتہ نے جواب دیا کہ یہ اللہ کا ایک
ولی ہے جس کا بہت بڑا مرتبہ ہوگا۔ اس راہ میں یہ وہ شخص ہے کہ جسے بے حساب عطا یا، بے
حجاب تمکین و اقتدار اور بغیر حجت تقرب ملے گا۔ چالیس سال کے بعد میں نے پہچانا کہ وہ شخص
اپنے وقت کے ابدال میں تھا۔

آپؐ نے فرمایا کہ میں چھوٹا سا عتقا۔ ایک روز عرفہ کے دن شہر سے باہر آیا اور کھیتی باڑی
کے ایک بیل کی دُم پکڑ کر بھاگنے لگا۔ بیل نے پلٹ کر مجھے دیکھا اور کہا، اے عبدالقادر تجھے اس
کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے نہ اس کا حکم دیا ہے، ترساں دلرزائیں میں اپنے گھر واپس آیا،
اور مکان کی چھت پر پہنچ گیا تو وہاں سے لوگوں کو میدانِ عرفات میں کھڑے ہوئے دیکھا،
بس میں اپنی والدہ کی خدمت میں آکر کہنے لگا کہ مجھے تحصیلِ علم کی اور زیارتِ اولیاء کے
لیے بغداد جانے کی اجازت دیجئے۔

آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ جب بھی میں نے چھوٹے بچوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کیا تو
یہ آواز آتی کہ اے بابرکت معنی ہمارے پاس آؤ۔ یہ آواز سن کر خوف کی وجہ سے دوڑتا ہوا
اپنی والدہ کی گود میں آکر چھپ جاتا، اور اب بھی اپنی خلوت میں یہ آواز سنتا ہوں۔

ہے کہ شیخ علی بن ہبیتیؒ نے فرمایا کہ میں نے اپنے زمانہ میں شیخ عبدالقادرؒ سے
روایت زیادہ کرامت والی کوئی نہیں دیکھا جس وقت جس کا دل چاہتا آپؒ کی کرامت

کا مشاہدہ کر لیتا اور کرامات کبھی آپؒ کے ظاہر ہوتیں کبھی آپؒ کے بارے میں اور کبھی آپؒ کی وجہ سے۔

ہے کہ شیخ ابوسعود احمد بن ابوبکر خزیمی اور شیخ ابو عمرو عثمان صریفی نے
روایت فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتیں اس ہار کی طرح ہیں

جس جو اہر تہہ ہر تہہ ہیں کہ ایک کے بعد دوسرا ہے، ہم میں سے جو بکثرت روزانہ آپؒ کی کرامتوں
کو شمار کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر جبیلانی بادشاہِ طریقت اور

موجودات میں تصرف کرنے والے تھے اور سب جانب اللہ آپ کو تصرف کرا متوں کا ہمیشہ اختیار حاصل رہا۔

امام عبداللہ شریافعیؒ کا بیان ہے کہ آپ کی کرامتیں حد تو اترا تک پہنچ گئی ہیں اور بالاتفاق سب کو اس کا علم ہے، دنیا کے کسی شیخ میں ایسی کرامتیں نہیں پائی گئیں۔

غرض کہ آپ سے لاتعداد کرامتیں ظاہر ہوئیں، مخلوقات کے ظاہر و باطن میں تصرف کرنا، انسان اور جنات پر آپ کی حکمرانی، لوگوں کے راز اور پوشیدہ امور سے واقفیت، عالم ملکوت کے بواطن کی خیر، عالم جبروت کے حقائق کا کشف، عالم لاہوت کے سرسبز اسرار کا علم، مواہب غیبیہ کی عطا، باذن الہی حوادث زمانہ کا تصرف و انقلاب، مارنے اور چلانے کے ساتھ متصف ہونا، اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنا، مریضوں کی صحت، بیماروں کی شفا، طے زمان و مکان، زمین و آسمان پر اجرائے حکم، پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، لوگوں کے تخیل کا بدلنا، اشیاء کی طبیعت کا تبدیل کر دینا، غیب کی اشیاء کا منکشا، ماضی و مستقبل کی باتوں کا بتلانا، اور اسی طرح کی دوسری کرامات مسلسل اور ہمیشہ عام و خاص کے درمیان آپ کے قصد و ارادہ سے بلکہ اظہار حقانیت کے طریقہ پر ظاہر ہوئیں، اور مذکورہ کرامتوں میں سے ہر ایک سے متعلق اتنی روایات و حکایات ہیں کہ زبان و قلم ان کے احاطہ سے قاصر ہیں، مشائخ نے اس پر بہت سی کتابیں لکھی ہیں لیکن امام عبداللہ شریافعیؒ کی کتابیں ان سے پُر ہیں۔

وہ مشائخ و اقطاب وقت بلکہ بعض مشائخ متقدمین جہنوں نے کشف و الہام کے ذریعہ آپ کے وجود مبارک کی خبر دی وہ بھی آپ کی تعظیم و تکریم، بلندی مرتبہ عظمت شان کے معترف ہونے کے ساتھ آپ کی اطاعت و فرمانبرداری اور آپ کے قول "میرا یہ قدم ہر دلی کی گردن پر ہے" کی سچائی کا یقین کر لے اور آپ کو سب جانب اللہ یا مور سمجھنے میں اتنا آگے تھے جس سے زیادہ کا تصور ممکن نہیں

اخلاق

آپ کے اخلاق و عادات اِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ کا نمونہ اور اِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُّسْتَقِيمٍ کا مصداق تھے، آپ اتنے عالی مرتبت، جلیل القدر و وسیع العلم ہوئے اور شان و شوکت کے باوجود ضعیفوں میں بیٹھتے، فقیروں کے ساتھ تواضع سے پیش آتے۔ بڑوں کی عزت چھوٹوں پر شفقت فرماتے، سلام کرنے میں پہل کرتے اور طالب علموں اور مہانوں کے ساتھ کافی دیر بیٹھتے، بلکہ ان کی لغزشوں اور گستاخوں سے درگزر فرماتے، اگر آپ کے سامنے کوئی جھوٹی قسم بھی کھاتا تو آپ اس کا یقین فرما لیتے اور اپنے علم و کشف کو ظاہر نہ فرماتے، اپنے مہمان اور منشیوں سے دوسروں کی بہ نسبت انتہائی خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے، آپ کبھی نافرمانوں، سرکشوں، ظالموں اور مالداروں کے لیے کھڑے نہ ہوتے نہ کبھی کسی وزیر و حاکم کے دروازے پر جاتے، الفقہ مشائخ وقت میں سے کوئی بھی حسن خلق، وسعت قلب، کرم نفس، ہربانی اور عہد کی نگہداشت میں آپ کی برابری نہیں کر سکتا تھا۔

روایت ہے کہ ایک روز آپ خلوت میں بیٹھے کچھ لکھ رہے تھے آپ کے لباس و دستار پر چھت سے مٹی گری، تین مرتبہ تو آپ لے مٹی کو جھاڑ دیا، چوتھی مرتبہ آپ نے نظر اٹھا کر اوپر دیکھا تو ایک چوہا چھت کا ٹر رہا ہے۔ محض نظر پڑنے سے ہی چوہے کا سر ایک طرف اور دم دوسری طرف گرا، آپ کھٹکا چھوڑ کر رونے لگے، راوی کہتا ہے کہ میں نے رونے کا سبب دریافت کیا، فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کسی مسلمان سے میرے دل کو تکلیف پہنچے اور اس کی بھی وہی حالت ہو جو اس چوہے کی ہوئی۔

ایک روز آپ مدرسہ میں وضو کر رہے تھے اچانک ایک چڑیا نے ہوا میں اڑتے ہوئے آپ کے لباس پر بیٹ کر دی، آپ کے نظر اٹھاتے ہی وہ چڑیا زمین پر گری، وضو سے خارج ہو کر لباس سے بیٹ کو دھویا اور جسم سے اتار کر فرمایا کہ اسے لے جا کر فروخت کر دو اور اس کی قیمت فقیروں کو خیرات کر دو کہ اس کا یہی بدلہ ہے۔

Click For More Books

روایت

ہے کہ ایک مرتبہ آپ اپنی شہرت کے زمانہ میں حج کے ارادہ سے نکلے، جب بغداد کے قریب ایک موضع میں جس کا نام حلد تھا پہنچے تو حکم دیا کہ یہاں کوئی ایسا گھر تلاش کرو جو سب سے زیادہ ٹوٹا پھوٹا اور اجڑا ہوا سا ہو، ہم اس میں قیام کریں گے، اگرچہ وہاں کے امیروں اور رئیسوں نے بڑے اچھے اچھے مکانات آپ کے سامنے قیام کرنے کے لیے پیش کئے لیکن آپ نے انکار فرمادیا، تلاش بسیار کے بعد ایسا ایک مکان مل گیا جس میں بڑھیا بڑھا اور ایک بچی تھی آپ نے بڑے میاں سے اجازت لے کر اس مکان میں گزاری، اور وہ تمام نذرانے اور ہدایا جو نقد و جنس اور حیوانات کی صورت میں آپ کو پیش کیے گئے آپ نے یہ کہہ کر کہ میں اپنے حق سے دستبردار ہوتا ہوں وہ تمام کے تمام بڑے میاں کو دے دیئے، حاضرین نے بھی آپ کی موافقت میں تمام مال و اسباب ان بڑے میاں کو دے دیا، اللہ تعالیٰ نے اس بوڑھے کو آپ کے مبارک قدموں کی برکت سے ایسی دولت عطا فرمائی کہ ان اطراف میں کسی کو نہ ملی۔

روایت

ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک تاجر لے آکر عرض کیا کہ میرے پاس ایسا مال ہے جو زکوٰۃ کا نہیں اور میں اسے فقراء و مساکین پر خرچ کرنا چاہتا ہوں لیکن مستحق و غیر مستحق کو نہیں پہچانتا، آنجناب جس کو مستحق سمجھیں دے دیں، آپ نے جواب دیا کہ مستحق و غیر مستحق میں سے جس کو چاہو دے دو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہیں بھی وہ چیزیں دے جس کے تم مستحق ہو اور جس کے مستحق نہیں ہو۔

روایت

ہے کہ آپ نے ایک روز ایک فقیر کو شکستہ خاطر ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا دیکھا دریا یافت فرمایا کہ کس خیال میں ہو اور کیا حال ہے، عرض کیا کہ میں دریا کے کنارے گیا تھا، ملاح کو دینے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں تھا کہ کشتی میں بیٹھ کر پار اُتر سکتا، ابھی اس فقیر کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ ایک شخص نے تیس اشرفیوں سے بھری ہوئی ایک تھیلی آپ کی نذر کی، آپ نے وہ تھیلی فقیر کو دے کر فرمایا کہ اسے لے جا کر ملاح کو دیدو بعض مشائخ وقت نے آپ کے اوصاف میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر بڑے بارونج، منس مکہ، خندہ مرد، بڑے شریفیے، وسیع الاخلاق، نرم طبیعت کریم الاخلاق پاکیزہ اوصاف

Click For More Books

اور مہربان و شفیق تھے جلیس کی عزت کرتے اور مغموم کو دیکھ کر امداد فرماتے ہم نے آپ جیسا فصیح و بلیغ کسی کو نہیں دیکھا۔

بعض مشائخ نے اس طرح وصف بیان فرمایا ہے کہ حضرت شیخ محی الدین رحمہ اللہ تعالیٰ بکثرت رونے والے، اللہ سے بہت زیادہ ڈرنے والے تھے، آپ کی ہر دعا فوراً قبول ہوتی۔ نیک اخلاق، پاکیزہ اوصاف، بدگوئی سے بہت دور بھاگنے والے اور حق کے سب سے زیادہ قریب تھے، احکام الہی کی نافرمانی میں بڑے سخت گیر تھے لیکن اپنے اور غیر اللہ کے لیے کبھی غصہ نہ فرماتے، کسی سائل کو اگرچہ وہ آپ کے بدن کے کپڑے ہی لے جائے واپس نہ فرماتے، توفیق خداوندی آپ کی رہنما اور تائید و ترویج کی معاون تھی، علم نے آپ کو جذب بنایا، قرب نے آپ کو مودب بنایا، خطاب الہی آپ کا مشیر اور ملاحظہ خداوندی آپ کا سفیر تھا، انیسیت آپ کی ساتھی اور خذہ رومی آپ کی صفت تھی، سچائی آپ کا وظیفہ فتوحات آپ کا سرمایہ، بروہاری آپ کا فن، یاد الہی آپ کا وزیر، غور و فکر آپ کا مونس، مکاشفہ آپ کی غذا اور مشاہدہ آپ کی شفا تھی، آداب شریعت آپ کا ظاہر اور اوصاف حقیقت آپ کا باطن تھا۔ رضی اللہ عنہ وعن جمیع الصالحین وعن مجیدہم اجمعین۔

اصحابِ ارادت و انتساب

حضرت شیخ جیلانیؒ کے مریدین و متسلکین کی فضیلت بھی بے انتہا ہے اور کیوں نہ ہو کہ آقا کی فضیلت سے خادم میں بھی فضیلت آتی ہے، چنانچہ ایک شیخ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، عرض کیا، یا رسول اللہ! دعا فرمائیے کہ مجھے قرآن کریم اور آپ کی سنت پر موت آئے، آپ نے ارشاد فرمایا، ایسا ہی ہوگا، اور کیوں نہ ہو جب کہ تمہارے شیخ شیخ عبدالقادر ہیں، وہ شیخ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ دو عالم سے تین مرتبہ یہی درخواست کی، اور آپ نے یہی ارشاد فرمایا، یہ واقعہ طویل اور عجیب ہے اختصاراً اتنا ہی ذکر کیا گیا ہے۔

روایت : یہ کہ مشائخ کی ایک جماعت نے فرمایا، کہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ

Click For More Books

نے قیامت تک اپنے مریدوں کے سلسلہ میں اس بات کی ذمہ داری لی ہے کہ ہر ایک کی موت توبہ پر آئے گی۔

ہے کہ آپ سے ایک مرتبہ مشائخ نے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو آپ کی طرف منسوب کرے لیکن بیعت نہ کرے اور نہ

روایت

آپ کے ہاتھ سے خرقہ پہنے تو وہ آپ کے مریدین میں شمار اور ان جیسے فضائل حاصل کرنے والا ہوگا یا نہیں؟ ارشاد فرمایا، جو شخص خود کو میری طرف منسوب کرے اور مجھ سے عقیدت رکھے تو حق تعالیٰ اُسے قبول فرمائے گا اور اس پر رحمت فرمائے گا اور اگر چہ اس کا طریق مکروہ ہو اُسے توبہ کی توفیق بخشے گا ایسا شخص میرے مریدوں میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے مریدوں، سلسلہ والوں، میرے طریق کا اتباع کرنے والوں اور میرے عقیدت مندوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

نیز آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک لکھا ہوا دفتر دیا جس میں قیامت تک آنے والے میرے احباب اور مریدوں کے نام درج تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سب کو میں نے تیری وجہ سے بخش دیا۔

آپ نے فرمایا کہ میں نے داروغہ جہنم سے جن کا نام مانک ہے دریافت کیا میرے مریدوں میں سے تمہارے پاس کوئی ہے، جواب دیا، عزت پروردگار کی قسم کوئی بھی نہیں، دیکھو میرا دستِ حمایت میرے مریدوں پر ایسا ہے جیسے آسمان زمین کے اوپر، اگر میرا مرید اچھا نہیں تو کیا ہوا، میں تو اچھا ہوں، جلال پروردگار کی قسم جب تک میرے تمام مرید بہشت میں نہیں چلے جائیں گے میں بارگاہِ خداوندی میں نہیں جاؤں گا، اور اگر مشرق میں میرے ایک مرید کا پردہ عفت گر رہا ہو اور میں مغرب میں ہوں تو یقیناً میں اس کی پردہ پوشی کروں گا۔

شیخ عدی بن مسافر نے فرمایا کہ دوسرے مشائخ کے مرید اگر مجھ سے خرقہ طلب کرتے ہیں تو بلاتامل دے دیتا ہوں، لیکن حضرت شیخ عبدالقادر

روایت

رحمہ اللہ کے مریدوں کو دینے کی ہمت نہیں ہوتی، کیونکہ آپ کے مرید دریائے رحمت میں غرق ہیں اور قاعدہ ہے کہ کوئی شخص دریا کو چھوڑ کر ستادہ اور سبیل کی طرف نہیں آتا۔

Click For More Books

روایت حضرت شیخؒ نے فرمایا کہ حسین بن منصور حلاج کے زمانہ میں کوئی اُن کی دستگیری کرنے والا اور جس لغزش میں وہ مبتلا ہوئے اس سے کوئی بچانے والا نہیں تھا، اگر میں اُن کے زمانے میں ہوتا تو اُن کی دستگیری کرتا اور نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔ قیامت تک میں اپنے مریدوں کی دستگیری کرتا رہوں گا اگرچہ وہ سواری سے گرے اور فرمایا کہ ہر طویلہ میں میرا ایک ناقابل مقابلہ سا نڈر اور ایک ناقابل مسابقت گھوڑا رہتا ہے، اور فرمایا کہ ہر لشکر پر میرا ایسا تسلط ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کرتا اور ہر منصب میں ایسا خلیفہ ہے جسے ہٹایا نہیں جا سکتا۔

فرمایا کہ جب بھی اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگو تو میرے وسیلہ سے مانگو تاکہ مراد پوری ہو اور فرمایا جو کسی مصیبت میں میرے وسیلہ سے امداد چاہے تو اس کی مصیبت دور ہو جو کسی سختی میں میرا نام لے کر پکارے اسے کثادگی حاصل ہو۔ اور جو میرے وسیلہ سے اللہ کے سامنے اپنی مرادیں پیش کرے تو پوری ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے اور سلام کے بعد سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور میرا نام لے کر اللہ سے دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کی حاجت برآری کرے۔ ایک روایت میں ہے کہ گیارہ قدم عراق کی جانب چل کر میرا نام لے کر دعا مانگے تو دعا قبول ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۲)

حضرت خواجہ معین الدین حسن الحسنی سحری قدس سرہ

۵۶۳۳ھ

۵۲۷

آپ برصغیر ہندوپاک میں بڑے بڑے مشائخ کے سر حلقہ اور سلسلہ حشمتیہ کے بانی ہیں، بیس سال تک سفر و حضر میں خواجہ عثمان ہارونیؒ کی خدمت میں رہے، اور آپ کے سونے کے لباس کی نگرانی فرماتے تھے، خواجہ عثمان نے اس کے بعد نعتِ خلافت سے آپ کو توازا۔

آپ تھورارائے کے دورِ حکومت میں اجیر (ہندوستان) تشریف لائے اور عبادت الہی میں مشغول ہو گئے، تھورارائے اس زمانہ میں اجیر میں ہی مقیم تھا۔ ایک روز اس نے آپ کے ایک مسلمان عقیدت مند کو کسی وجہ سے ستایا، وہ بیچارہ آپ کے پاس فریاد لے کر پہنچا، آپ نے اس کی سفارش میں تھورارائے کے پاس ایک پیغام بھیجا، لیکن اس نے آپ کی سفارش قبول نہ کی اور کہنے لگا کہ یہ شخص یہاں آکر بیٹھ گیا ہے اور غیب کی باتیں کرتا ہے جب خواجہ اجیریؒ کو یہ بات معلوم ہوئی، تو ارشاد فرمایا کہ ہم نے تھوراکو زندہ گرفتار کر کے حوالہ کر دیا، اسی زمانہ میں سلطان معز الدین سام عرف شہاب الدین غوری کی فوج غزنی سے پہنچی، تھوراکو لشکر اسلام سے مقابلہ کے لیے آیا اور سلطان معز الدین کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا، اسی تاریخ سے اس ملک میں اسلام پھیلا اور کفر کی جڑیں کٹ گئیں۔

مشہور ہے کہ خواجہ اجیریؒ کی وفات کے بعد آپ کی پیشانی پر یہ نقش ظاہر ہوا کہ جیب اللہ مات فی حب اللہ (یعنی اللہ کا جیب اللہ کی محبت میں دینا سے گیا)

بعض کے نزدیک حضرت خواجہ کی وفات ۶ رجب ۸۳۳ھ اور بعض کے

روایت نزدیک ماہ ذی الحجہ میں ہوئی لیکن پہلا قول صحیح ہے، اور اجیر میں جہاں

آپ کی اقامت تھی وہیں مزار ہوا۔

Click For More Books

آپ کا مزار مبارک ابتداءً اینٹوں سے بنایا گیا، پھر اس کو علی حالہ باقی رکھ کر پتھر کا ایک صندوق اس کے اوپر بنایا، اسی وجہ سے آپ کے مزار میں بلندی پیدا ہو گئی، سب سے پہلے آپ کے مزار کی عمارت خواجہ حسین ناگواری نے بنوائی۔ اس کے بعد دروازہ اور خانقاہ مندر کے کسی بادشاہ نے تعمیر کرائے۔

کلام

آپ کے کلام و ملفوظات دلیل العارفین میں حضرت خواجہ بختیار کاکی اودشی نے جمع کر دیئے ہیں اس میں تحریر ہے کہ آپ نے فرمایا:

- ① عاشق کا دل محبت کی آگ میں جلتا رہتا ہے، لہذا جو کچھ بھی اس دل میں آئے گا جل جائے گا اور نالود ہو جائے گا، کیونکہ آتش محبت سے زیادہ تیزی کسی آگ میں نہیں۔
- ② فرمایا بہتی ندیوں کا شور سنو، کس طرح شور کرتی ہیں۔ لیکن جب سمندر میں پہنچتی ہیں بالکل خاموش ہو جاتی ہیں۔

- ③ فرمایا — میں نے خواجہ عثمان ہاردنیؒ کی زبان سے خود سنا ہے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے اولیا بھی ہیں کہ اگر اس دنیا میں ایک لمحہ بھی اس سے حجاب میں آجائیں تو نیست و نابود ہو جائیں۔

- ④ فرمایا — میں نے خواجہ عثمان ہاردنیؒ کی زبان سے سنا ہے، فرماتے تھے کہ جس شخص میں تین باتیں ہوں تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ اُسے دوست رکھتا ہے، اول سمندر جیسی سخاوت، دوم، آفتاب جیسی شفقت، سوم، زمین جیسی تواضع۔

- ⑤ فرمایا — نیک لوگوں کی صحبت نیکی کرنے سے بہتر اور بُرے لوگوں کی صحبت بدی کرنے سے بدتر ہے۔

- ⑥ فرمایا — مرید اپنی توبہ میں اس وقت راسخ اور قائم سمجھا جائے گا جب کہ اس کی بائیں طرف والے فرشتہ نے بیس سال تک اس کا ایک بھی گناہ نہ لکھا ہو۔

- ⑦ فرمایا — کہ مرید کے لیے ہر وقت توبہ و استغفار کرنا ضروری ہے، اور توبہ و استغفار

کے ہوتے ہوئے گناہ نہیں لکھا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ گناہ اس سے بالکل سرزد ہی نہ ہو، اسی وجہ سے مشائخ کرام اپنے مریدوں کو سوتے وقت استغفار کی تاکید کرتے ہیں تاکہ دن بھر کے وہ گناہ جو ابھی تک رحمتِ الہی کی وجہ سے نہیں لکھے گئے ہیں، کتابت و ثلور میں نہ آئیں۔

۸ فرمایا — میں نے خواجہ عثمان ہاروقیؒ کی زبانی سنا، فرماتے تھے کہ انسان مستحق فقر اس وقت ہوتا ہے جب کہ اس عالم فانی میں اس کا کچھ بھی باقی نہ رہے، محبت کی علامت یہ ہے کہ فراتر در رہتے ہوئے اس بات سے ڈرتے رہو کہ محبوب تمہیں نکستی سے جدا کر دے۔

۹ فرمایا — عارفوں کا بڑا بلند مقام ہے، جب وہ اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں تو تمام دنیا و مافیہا کو اپنی دو انگلیوں کے درمیان دیکھتے ہیں۔

۱۰ فرمایا — عارف وہ ہے کہ جو کچھ چاہے وہ فوراً اس کے سامنے آجائے، اور جو کچھ بات کرے تو فوراً اس کی جانب سے اس کا جواب سن لے۔

۱۱ فرمایا — محبت میں عارف کا کم سے کم مرتبہ یہ ہے کہ صفاتِ حق اس کے اندر پیدا ہو جائیں۔ اور محبت میں عارف کا درجہ کامل یہ ہے کہ اگر کوئی اس کے مقابلہ پر دعویٰ کر کے آئے تو وہ اپنی قوتِ کرامت سے اسے گرفتار کر لے۔

۱۲ فرمایا — ہم برسوں یہ کام کرتے رہے لیکن آخر میں ہیبت کے علاوہ کچھ ہاتھ نہ آیا، فرمایا، کہ تمہارا کوئی گناہ اتنا نقصان نہیں پہنچائے گا جتنا کسی مسلمان کی بے عزتی کرنے سے پہنچے گا۔

۱۳ فرمایا — پاسِ انعام اہل معرفت کی عبادت ہے، اور معرفت خداوندی کی علامت یہ ہے کہ مخلوق سے بھاگے اور معرفت میں خاموش رہے۔

۱۴ فرمایا — عارف کو معرفت حاصل نہیں ہو سکتی تا وقتیکہ معارف کو یاد نہ کرے اور عارف وہ ہے جو اپنے دل سے غیر اللہ کو مکالی باہر کرے تاکہ وہ بھی اسی طرح اکیلا ہو جائے جیسے اس کا محبوب بیکتا ہے۔

۱۵ فرمایا۔۔۔ بد بختی کی علامت یہ ہے کہ گناہ کرتا رہے پھر بھی مقبول بارگاہ ہونے کا
امیدوار ہو، اور عارف کی علامت یہ ہے کہ خاموش اور غمگین رہے گا، فرمایا۔۔۔
جس نے بھی نعمت پائی وہ سخاوت کی وجہ سے پائی۔

۱۶ فرمایا۔۔۔ درویش وہ ہے کہ جس کے پاس جو بھی حاجت لے کر آئے تو اُسے خالی
ہاتھ اور معدوم واپس نہ کرے، اور عارف راہ محبت میں ایسا شخص ہے جو دو عالم
سے دل ہٹالے۔

۱۷ فرمایا۔۔۔ اس دنیا میں درویشوں کا درویشوں کے ساتھ بیٹھنا عزیز ترین چیز ہے اور
درویشوں کا درویشوں سے جدا ہونا بدترین چیز ہے، کیونکہ یہ جدائی علت سے خالی نہیں۔

۱۸ فرمایا۔۔۔ در حقیقت متوکل وہ ہے جس کو مخلوق سے تکلیف و ادیت حاصل ہو لیکن
نہ وہ کسی سے شکایت کرے نہ کسی سے ذکر کرے، اور سب سے بڑا عارف وہ
ہے جو سب سے زیادہ حیران ہو۔

۱۹ فرمایا۔۔۔ عارف کی علامت یہ ہے کہ موت کو پسند کرے، عیش و راحت
کو چھوڑ دے اور یاد الہی سے انس حاصل کرے۔

۲۰ فرمایا۔۔۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے مجاہد کو اپنے انوار سے زندہ فرمائیں، تو یہی
رویت ہے۔

۲۱ فرمایا۔۔۔ اہل محبت وہ ہیں جو استاد کے بغیر دوست کی باتیں نہیں، فرمایا۔۔۔
عارف وہ ہے جو صبح اٹھے تو رات کی یاد اُسے نہ آئے، فرمایا۔۔۔ سب سے بہتر
وقت وہ ہے جب دل دوسروں سے پاک ہو۔

۲۲ فرمایا۔۔۔ علم ایک بے پناہ سمندر ہے اور معرفت اُس کی ایک نالی، سو کہاں خدا،
کہاں بندہ، علم اللہ کے لیے ہے اور معرفت بندہ کے لیے۔

۲۳ فرمایا۔۔۔ اہل معرفت ایسے آفتاب ہیں جو تمام عالم پر درخشاں ہیں، اور تمام عالم
اُن کے نور سے روشن ہے۔

۲۴) فرمایا۔ لوگ منزل گماہِ قرب کے نزدیک صوف اس وقت جاسکتے ہیں جب نماز میں مکمل فرمانبرداری کریں، کیونکہ مومن کی معراج یہی نماز ہے۔

مشہور ہے کہ ”اجمیر“ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک ہندو راجہ کا نام جس کی حکومت حد غزنی تک تھی ”آجا“ تھا، نیز ”آجا“ ہندی میں آفتاب کو بھی کہتے ہیں، اور ”میر“ ہندی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں، ہندوؤں کی تاریخ میں لکھا ہے کہ ہندوستان میں پہاڑوں پر تعمیر ہونے والی دیواروں میں سب سے پہلے یہی دیوار تعمیر ہوئی، جو اجمیر کے پہاڑ کے اوپر ہے اسی طرح سرزمین ہند میں جو سب سے پہلا حوض بنایا گیا وہ ”پھکر“ کا حوض ہے جو اجمیر سے آٹھ میل ہے اور ہندو اس کی پوجا کرتے ہیں اور ہر سال چھ روز کے لیے ”تھوٹی عقرب“ کے وقت وہاں جمع ہو کر غسل کرتے ہیں۔ اپنی عمر عزیز اور اولاد کو ایک باطل مذہب کی بدولت برباد کرتے ہیں، ان میں سے جو قیامت کے قائل ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ قیامت بھی اسی حوض سے شروع ہوگی، اور ”آجا“ نام جو اس ملک میں ہندو تھے پہلے سے رکھتے تھے، پتھور سب سے آخری راجہ ہے جس سے مسلمانوں نے ملک ہند حاصل کیا۔

”ناگور“ کا اکثر حصہ پتھور کا آباد کردہ ہے جس کا قصہ یہ ہے کہ پتھور اپنے اپنے ایک افسر سے جو جانوروں کے گھاس دانہ کی نگرانی کرتا تھا، کہا، کہ گھوڑوں کے طویلہ کے لیے کوئی مناسب اور اچھا مقام تلاش کرو، وہاں شہر بھی آباد کروں گا، وہ افسر بہت گھوما پھرا، جب وہ اس جگہ پہنچا جہاں اب شہر ناگور ہے تو اس نے ایک دُنبی کو دیکھا کہ اس کے بچہ پیدا ہوا ہے اور ایک بھیڑ یا اس بچہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو دُنبی نے اپنے بچہ کو پیچھے کر کے اس بھیڑیے پر حملہ کی تیاری شروع کی، اس نے یہ کیفیت دیکھ کر کہا کہ یہ مردانہ جگہ ہے اور اس جنگل کا آب و گیاہ گھوڑوں کے لیے مفید ہے۔ چنانچہ وہاں ایک شہر آباد کر کے اس کا نام ”نواگور“ یعنی نیا شہر رکھا، سلطان شہاب الدین غوری جب یہاں پہنچے اور پتھور مارا گیا تو ان کی ترک فوجوں کے زمانہ میں یہ لفظ ”ناگور“ بن گیا، واللہ اعلم بالصواب



خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہ

۵۶۳۳

۵۰۵

آپ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے حلیل القدر خلفار، اکابر اولیاء اور عظیم القدر صوفیاء میں سے تھے اور بڑے مقبول بزرگ تھے، ترک دنیا اور فقر و فاقہ میں ممتاز تھے اور یاد الہی میں بڑے مستغرق اور محو تھے، اگر کوئی آپ سے ملنے کے لیے آتا تو تھوڑی دیر کے بعد افاقہ ہوتا اور آپ اپنے آپ میں آتے، اس کے بعد آنے والے کی طرف متوجہ ہوتے، اپنی یا آنے والے کی بات کہہ سن کر فرماتے کہ اب مجھے معذور رکھو، اور پھر یاد الہی میں مشغول ہو جاتے اگر آپ کی کوئی اولاد دوست ہو جاتی تو اس وقت خبر نہ ہوتی تھوڑی دیر کے بعد آپ کو خبر ہوتی۔

روایت منقول ہے کہ آپ کے پڑوس میں ایک بنیارس تھا، شروع شروع میں آپ اس سے قرض لیتے تھے اور اس سے فرما دیتے کہ جب تمہارا قرض تیس درہم تک ہو جائے تو اس سے زیادہ نہ دینا، جب آپ کو فتوحات حاصل ہوئیں تو آپ قرض ادا فرما دیتے، اس کے بعد آپ نے سچتہ ارادہ فرمایا کہ کبھی قرض نہ لوں گا۔ اس کے بعد اللہ کے فضل و کرم سے ایک روٹی مصلے کے نیچے سے نکل آتی اسی پر تمام گھر لے گزرا کر لیتے، اس بینے نے خیال کیا کہ شاید حضرت شیخ مجھ سے ناراض ہو گئے جو قرض نہیں لیتے۔ اس نے اپنی بیوی کو جستجوئے حال کے لیے حضرت خواجہ کے گھر بھیجا۔ حضرت شیخ کی اہلیہ محترمہ نے صحیح صحیح حالت اس کی بیوی کو بتادی، اس کے بعد سے وہ روٹی ملنا بند ہو گئی۔ چونکہ آپ کو بجانب اللہ مصلے کے نیچے سے روٹیاں ملا کرتی تھیں جس پر آپ کے گھرانے کی گزراوقات تھی اس لیے آپ کو کاکی کہتے ہیں کہ کاک افغانی زبان میں روٹی کو کہا

Click For More Books

جاتا ہے، اور چونکہ آپ ہندوستان کے قصیدہ اوش کے رہنے والے تھے اس لیے آپ کو اوشی کہا جاتا ہے۔

شیخ نظام الدین اولیاء سے منقول ہے، فرماتے ہیں کہ شیخ معین الدین اجمیری نے شیخ قطب الدین کو پانچ سو درہم تک قرض لینے کی اجازت دے دی تھی لیکن جب آپ درجہ کمال پر پہنچے تو اس سے بھی دست برداری فرمائی۔

منقول ہے کہ خواجہ قطب الدین اپنے ابتدائی دور میں یندر کے غلبہ کے بعد تھوڑا سو لیتے تھے لیکن آخری زمانہ میں یہ بھی بیداری سے تبدیل ہو گیا۔

شیخ محمد نور بخش نے اپنی کتاب "سلسلۃ الذہب" میں آپ کا ذکر اس طرح کیا ہے کہ "بختیار اوشی" بڑے ولی، سالک، مجاہدہ و ریاضت میں ممتاز اور خلوت و عزلت کو پسند کرنے والے، اپنے چلوں میں کم خراب، کم خور، کم گو اور ہمیشہ یادِ الہی میں رہنے والے اور باطنی حالات و مکاشفات میں بڑے بلند پایہ تھے۔

منقول ہے کہ آپ ہر رات تین ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کے بعد سویا کرتے تھے، انہیں ایام میں آپ کا نکاح ہوا، اور تین روز تک درود شریف نہ پڑھ سکے، ایک شخص نے جس کا نام رئیس تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خراب میں دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے کہ بختیار کاکی کو ہمارے سلام کے بعد کہنا کہ تم ہر رات جو تحفہ ہمیں بھیجا کرتے تھے۔ تین رات سے وہ ہمیں نہیں پہنچا۔

منقول ہے کہ شیخ علی سکزی کی کے مکان پر صحبتِ احباب گرم تھی،

روایت خواجہ بختیار بھی وہاں موجود تھے، اور شیخ علی ایک بزرگ صفت خواجہ معین الدین حسن کے رشتہ دار اور خواجہ قطب الدین کے ہمسایہ تھے ان کا نزار بھی خواجہ صاحب کے مزار کے قریب ہے، اس محفلِ سماع میں قوال نے شیخ احمد جام کا یہ شعر پڑھا ہے

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہرزباں از غیبِ جانِ دیگر است

خنجرِ تسلیم و رضا کے شہیدوں کو ہر گھڑی غیب سے ایک نئی زندگی عطا ہوتی ہے

خواجہ صاحب پر اس شعر سے ایک وجد طاری ہوا اور چار شبانہ روز اسی شعر سے عالم تحیر میں مبتلا رہ کر پانچویں رات رحلت فرما گئے، میر حسن دہلوی نے اسی زمین کی غزل میں اس قصہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

جاں بریں یک بیت دادہ است آں بزرگ : آریں گو ہر زکاتے دیگر است
(اسی ایک شعر پر اس بزرگ نے جان دے دی، یقیناً یہ موتی کسی دوسری کان کا ہے)
کشتگانِ خنجر تسلیم را : ہر زماں از غیب جان دیگر است
(خنجر تسلیم و رضا کے شہیدوں کو ہر گھڑی غیب سے ایک نئی زندگی عطا ہوتی ہے)
یہ واقعہ ربیع الاول کی چودھویں رات ۱۳۳۲ھ کا ہے اور اسی سال ۱۴ شعبان کو سلطان شمس الدین التمش کی وفات ہوئی۔

خواجہ قطب الدین نے اپنی کتاب ”دلیل العارفین“ میں لکھا ہے کہ جمعرات کے دن اجمیر کی جامع مسجد میں مجھے اپنے شیخ کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا، مجلس میں درویش، مرید اور عزیزان اہل صفہ حاضر تھے، ملک الموت کے بارے میں بات چیت ہو رہی تھی تو آپ نے فرمایا ”موت کے بغیر دنیا کی ذرہ برابر قیمت نہیں“ دریافت کیا یہ کیسے؟ فرمایا ”اس لیے کہ موت ایک پل ہے جیسے عبور کر کے حبیب حبیب سے ملتا ہے“ پھر فرمایا کہ دوستی دل سے ہوا کرتی ہے نہ کہ زبان سے، اور جو چیزیں تمہیں معلوم ہیں ان سے خاموشی اختیار کرو تو عرش کے گرد طواف کرنے لگو۔

فرمایا، کہ عارف کی مثال چمکنے والے آفتاب کی طرح ہے جس کے نور سے پوری دنیا روشن ہے پھر فرمایا کہ اے درویش! ہمیں یہاں لایا گیا ہے، ہماری قبر بھی یہیں ہوگی اور چند روز کے اندر ہم سفر آخرت کریں گے، اس کے بعد شیخ علی سنجرؒ سے فرمایا کہ ایک تحریر لکھو کہ قطب الدینؒ دہلی روانہ ہو جائے، ہم نے خلافتِ سجادہ قطب الدینؒ کو دے دی اور ان کا مقام دہلی ہوگا، جب حکم نامہ مکمل ہو گیا تو اس فقیر خواجہ بختیارؒ کو عنایت فرمایا، اس فقیر نے تسلیم جھکا دیا، پھر فرمایا، ذرا قریب آ جاؤ، میں قریب ہوا تو دستار و کلاہ میرے سر پر رکھ کر خواجہ عثمان ہارونیؒ کا عصا عطا فرمایا، اور خرقہ پہنا کر قرآن کریم

جائنا اور نعلین عطا فرمائے اور فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ امانت مشائخِ چشت کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہے تم بھی اسے جاری رکھنا تاکہ قیامت کے دن مشائخ کے سامنے شرمندگی اٹھانا نہ پڑے، اس فقیر نے سر جھکا دیا، پھر دو رکعت نماز ادا کی، اس کے بعد حضرت مرشدؒ نے میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا، اب جاؤ، پیر خدا اللہ تعالیٰ تمہیں منزل پر پہنچائے۔

پھر فرمایا کہ چار چیزیں نفس کا جو سر ہیں، اول درویشی میں تو نگری کرنا، دوم بھوک میں سیر نظر آنا، سوم غم میں مسرور معلوم ہونا، چہارم دشمن سے بھی درستی کا معاملہ کرنا، پھر فرمایا جہاں بھی جاؤ کہیں کا دل نہ دکھانا، اور جہاں بھی جاؤ مردوں کی طرح رہنا۔
میں دہلی میں آکر مقیم ہو گیا، اور تمام حکام و عوام مجھ فقیر کی جانب رجوع ہونے لگے چالیس روز نہیں گزرے تھے کہ ایک قاصد یہ پیغام لایا کہ حضرت خواجہ معین الدینؒ آپ کے روانہ ہونے کے بیس روز کے بعد واصل بحق ہو گئے۔ رحمہا اللہ تعالیٰ



علیہ
رحمۃ اللہ

شیخ الاسلام ابوالدین ابو محمد زکریا ملتانی قرشی اسدی

۶۶۱

۵۶۰

آپ شیخ المشائخ شہاب الدین سہروردیؒ کے خلیفہ تھے، آپ کا شمار ہندوستان کے اکابر اولیاء میں ہوتا ہے، ظاہری کمالات، بلند مراتب اور اعلیٰ برکات و فیوض سے آراستہ تھے، "نزمہ الارواح" کتاب کے مصنف میر حسینی سادات اور "لمعات" کے مصنف شیخ فرید الدین عرقیؒ آپ کی خدمت میں رہے اور آپ کی تربیت سے فیض پایا۔

منقول ہے کہ آپ جس وقت صاحب کمال و برکات ہو کر ملتان تشریف لائے تو اکابر ملتان میں کچھ حسد ظاہر ہوا اور بطور کنایہ آپ کی خدمت

روایت

میں دودھ سے لبالب بھرا ہوا ایک پیالہ بھجوا، مطلب یہ تھا کہ اس شہر میں کسی کی گنجائش نہیں ہے، شیخؒ نے اس اشارہ کا مطلب سمجھ کر دودھ کے پیالہ پر ایک پھول رکھ کر واپس فرما دیا، مقصود یہ تھا کہ ہمارا مقام اس شہر میں اس طرح رہے گا جس طرح دودھ پر یہ پھول رکھا ہوا ہے، اکابر ملتان اس حُسنِ ادا پر حیران رہ گئے اور آپ کی کرامات کے معترف و مطیع ہو گئے۔

شیخ زکریاؒ ایسے مستغنی اور شاکر تھے کہ اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ **وَاتَّيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً قَاتِلٌ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الصَّالِحِينَ** (یعنی ہم نے انہیں دنیا میں بھی اچھائی عطا فرمائی اور وہ آخرت میں نیک لوگوں میں سے ہیں) وہ آپ پر پوری طرح صادق آتا ہے۔

آپ کے ہم عصر ایک شیخؒ نے آپ سے فقر و غنا کے بارے میں گفتگو کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا اپنے تمام اسباب کے ساتھ بھی کوئی قیمت نہیں رکھتی **قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا**

Click For More Books

قَلِيلٌ۔ (یعنی آپ فرما دیجئے کہ دنیا کی بہار چند روزہ ہے) اور ظاہر ہے کہ اس تمام دنیا میں سے ہمارے پاس کتنا ہے (یا ظاہر ہے کہ یہ تمام دنیا ہماری نظر میں کیا قیمت رکھ سکتی ہے) فرمایا کہ سانپ کا ساتھ رکھنا اس شخص کو ضرر پہنچاتا ہے جو اس کے کاٹے کا منتر نہ جانتا ہو، فرمایا کہ غنا ہمارے رخسارہ حال کا نل ہے۔

اصحابِ سیرت کا بیان ہے کہ آپ کے اور شیخ فرید الدین شکر گنج کے درمیان بڑی گہری محبت تھی اور سوالوں اسی طرح رہے، یہ بھی ایک قول ہے کہ یہ دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی تھے۔

ایک مرتبہ آپ کی جانب سے شیخ فرید الدین کو ایسا پیغام بھیجا گیا، جو شیخ فرید الدین کی مجلس کے خلاف تھا۔ شیخ زکریاؒ نے اس کی معذرت میں ایک رقعہ لکھا۔ اس میں یہ بات بھی لکھی کہ ہمارے اور آپ کے درمیان عشق بازی ہے ”بازی“ نہیں ہے۔

روایت حضرت شیخ نظام الدین اولیاؒ سے منقول ہے کہ بابا شکر گنج بڑے روزہ دار تھے، حتیٰ کہ بخارا اور قسند کھلانے کی حالت میں بھی روزہ

ترک نہ فرماتے، اور شیخ زکریاؒ روزہ تو زیادہ نہ رکھتے تھے البتہ بڑے عبادت گزار اور شریعت کی بڑی اطاعت کرنے والے تھے، اور حضرت نظام الدینؒ یہ آیت کریمہ پڑھتے:

”يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا۔“

(یعنی اے جماعت انبیائے کرام! حلال و پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو) اور فرماتے کہ شیخ زکریاؒ کے حق میں یہ آیت صحیح طور پر صادق ہے۔

شیخ محمد لور بخشؒ نے اپنی کتاب ”سلسلۃ الذہب“ میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

”بہاؤ الدین زکریا ملتانی قدس الشریف ہندوستان کے رئیس الاولیاء تھے۔“

آپ علوم ظاہری کے زبردست عالم اور صاحبِ احوال و مقامات اور صاحبِ مکاشفات و مشاہدات تھے، آپ ایسے مرشدِ کامل تھے جن سے اکثر اولیاء کے سلسلہ نکلتے ہیں۔ آپ کافر سے ایمان، معصیت سے اطاعت اور لغتِ نیت سے روحانیت کی طرف ہدایت کرنے میں بڑا مقام ہے۔“

”مجمع الجمار“ میں شیخ بہاؤ الدین کی نصیحتوں کے باب میں تحریر ہے۔
”ہر بندہ پر لازم ہے کہ صدق و اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے
اور یہ کیفیت اس وقت حاصل ہوگی جب عبادت و ذکر میں غیر اللہ کی نفی
اور دوسروں کا مٹا دینا ہو، اور یہ حالت ہے احوال کی درستی اور اقوال و
افعال میں محاسبہ نفس پر موقوف ہے، لہذا بغیر ضرورت کے نہ کوئی بات ہو
نہ کام، اور ہر قول و فعل سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف التجا و تضرع اور اسی سے
استعانت ہو، تاکہ اللہ تعالیٰ اسے نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔“

ایک مرتبہ آپؑ نے اپنے ایک مرید کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ :
”ہمیشہ ذکر الہی میں مشغول رہو، کیونکہ ذکر سے طالب اپنے مطلوب تک
پہنچتا ہے اور محبت ایسی آگ ہے جو ہر قسم کے میل کچیل کو جلا ڈالتی ہے۔ اور
جب محبت مستحکم ہو جاتی ہے تو ذکر مشاہدہ مذکور کے ساتھ ہوتا ہے، اور یہی
وہ ذکر کثیر ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے فلاح و کامیابی کا وعدہ فرمایا ہے،
ارشاد ہے **وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ** (یعنی
بمحنت اللہ کا ذکر کرو، تاکہ تمام کامیاب ہو جاؤ،)

آپؑ نے اپنے ایک مرید کو ایک خط میں تحریر کیا کہ :
”میں نے سنا ہے کہ شیخ المشائخ شہاب الدین سہروردیؒ اپنے شیخ ابوالنجیب
عبدالقادرؒ کے ساتھ حرم کعبہ میں غصے، شیخ ابوالنجیبؒ عالم اسرار میں پہنچ گئے۔
حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے لیکن شیخ نے اُن کی طرف التفات نہ فرمایا
حضرت خضر علیہ السلام غصے دیر کھڑے رہ کر واپس چلے گئے، جب
شیخ ابوالنجیبؒ کو آفاقہ ہوا تو اُن سے شیخ سہروردیؒ نے ہمت کر کے دریافت
کیا کہ حضرت! یہ کیا ہو گیا تھا کہ ایک نبی آپؑ کی ملاقات کو آئے لیکن آپؑ نے
اُن کی طرف بالکل التفات نہ فرمایا، شیخ ابوالنجیبؒ نے ان کی طرف دیکھا اور
چہرہ سرخ ہو گیا، پھر فرمایا، افسوس، تمہیں کیا پتہ، اگر حضرت خضر علیہ السلام آکر

Click For More Books

واپس چلے گئے تو پھر آجائیں گے لیکن ہمارا یہ وقت حق کے ساتھ مشغول تھا
اگر یہ جلا جاتا تو پھر ہاتھ نہ آتا اور اس کی ندامت، قیامت، تک باقی رہتی،
ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لے آئے، شیخ نے
کھڑے ہو کر استقبال کیا، اور خاطر تواضع کی۔

لہذا مرید کو اپنے اوقات کی نگرانی و حفاظت کرنا چاہیے، غیر اللہ کو دل سے دور
کر دینا مخلوق سے میل جول اپنے اوپر حرام کر لینا اور ذکر حق سے انسیت حاصل کرنا چاہیے
اور اگر اس کو ذکر سے انس حاصل نہ ہوگا تو حق تعالیٰ کی محبت کی خوشبو بھی نہ پاسکے گا۔
ایک دوسرے خط میں ایک مرید کو تحریر فرمایا کہ :

”کم کھانے سے جسم تندرست رہتا ہے، گناہوں کے ترک کر دینے سے
روح کو سلامتی ملتی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے دین
سلامت رہتا ہے۔“

شیخ بہاؤ الدینؒ نے ۷ صفر ۶۶۱ھ کو وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔



خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ رحمۃ اللہ

۶۰۹ ————— ۶۶۸ ھ

آپ حضرت قطب الدین بختیار خلکی کے خلیفہ اور خواجہ اجمیری سے فیض یافتہ تھے، آپ کا شمار اکابر اولیاء کرام میں سے ہے۔ ریاضت، مجاہدہ، فقر اور ترک دنیا آپ کے محبوب ترین مشغلے تھے آپ کشف و کرامت کی علامت اور ذوق و محبت کی درخشندہ نشانی تھے ہمیشہ سیرِ خقی میں کوتاہاں رہتے، خود کو لوگوں کی نظروں سے چھپائے رکھتے اور ایک شہر سے دوسرے شہر کی جانب کوچ فرماتے رہتے، آخر کار اجدھن (موجودہ پاکپٹن قلعہ) لائے، یہاں کے باشندے تند خو، ظاہر پرست اور خاص کر فقیروں اور درویشوں کے دشمن تھے، آپ نے اس جگہ پہنچ کر فرمایا کہ یہ مقام میرے رہنے کے مناسب ہے چنانچہ وہیں رہنے لگے، آپ کا یہاں پر کوئی پُرسانِ حال نہ تھا قصبہ کے باہر کیر کے درخت تھے ان میں سے ایک گھنے درخت کے نیچے بیٹھ کر یادِ الہی میں مشغول ہو گئے، یہاں کی مسجد میں اکثر و بیشتر نماز پڑھتے اور عبادت کرتے، یہیں آپ کے فرزند پیدا ہو گئے اور یہیں آپ نے فاقے کئے اور یہیں مجاہدے اور ریاضت کی صعوبتوں کو برداشت کرتے رہے چونکہ زبردست روحانیت کے مالک تھے اس لیے پوشیدہ نہ رہ سکے۔

حکایت ایک دفع آپ کا زیب تن لباس پارہ پارہ اور بوسیدہ ہو گیا ایک

شخص آپ کی خدمت میں ایک کرتہ لایا آپ نے وہ کرتہ زیب تن فرمایا اور پھر فوراً ہی اتار کر شیخ نجیب الدین المتوکل کو دے دیا اور فرمایا کہ جو لطف اور سرور مجھے اس پرانے کرتے میں ہے وہ نئے کرتے میں نہیں آتا۔

حکایت حضرت گنج شکر کا معمول تھا کہ وہ اکثر و بیشتر قرأت سے روزہ انظار

فرمایا کرتے تھے، اسی عادت کے موافق جب افطار کا وقت ہوتا تو آپ کے سامنے ایک شربت کا کلاس جس میں منقہ کے دانے ہوتے پیش کیا جاتا جس میں سے آدھا بلکہ دو تہائی تو حاضرین مجلس میں تقسیم فرما دیتے اور باقی خود نوش فرماتے اور بعض دفعہ اس میں سے بھی کچھ کسی طلبکار کو دیا کرتے تھے پھر دو روغنی روٹیاں آپ کے سامنے پیش کی جاتی تھیں جن میں سے ایک ٹکڑا نوش فرما کر باقی حاضرین مجلس میں تقسیم کر دیتے اس کے بعد دسترخوان پر مختلف الاقسام کے کھانے چُنے جاتے جو تمام لوگ کھاتے اور آپ دوسرے دن افطار تک کچھ تناول نہ فرماتے سوتے وقت اسی کبل کو جس پر دن کو بیٹھا کرتے تھے پھونکا بنالیتے اور یہ کبل اتنا چھوٹا تھا کہ اس کے پھونکنے پر لیٹتے وقت آپ کے پاؤں اس سے باہر ہی رہتے تھے۔

حکایت

حضرت نظام الدین اولیاء فرمایا کرتے تھے کہ شیخ فرید الدین گنج شکر اکثر و بیشتر زنبیل میں کی روٹی کھایا کرتے تھے اور افطار کے وقت زنبیل میں سے ایک دو ٹکڑے لازماً آپ کے سامنے لائے جاتے تھے، شیخ فرید الدین محمود کا بیان ہے کہ میں نے ایک بڑی مدت تک شیخ فرید الدین گنج شکر کی زنبیل گردانی کی ہے اور نظام الدین اولیاء کی خدمت میں حاضری دیتے وقت کئی مرتبہ کہتا ہوں کہ ہم جس راست شیخ گنج شکر کے ہاں دلیریا کریر کے پھول پیٹ بھر کر کھا لیتے اُس دن ہماری عید ہو جاتی اور جو ہم سے بچتا وہ ہمارا ایک دوست چُن لیتا جسے دوسرے سب لوگ کھا لیتے تھے البتہ جب دلیریا کریر کے پھول وغیرہ نہ ہوتے تو ہم زنبیل گردانی کرتے، نیز شیخ فرید الدین محمود کا بیان ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت نظام الدین اولیاء کے ہاں بھی کئی سال تک زنبیل گردانی کی ہے اور ان تمام حضرات نے یہی معمولی سی غذا کھا کر اتنے اعلیٰ اور بلند ترین مقامات حاصل کئے ہیں۔

شیخ فرید الدین گنج شکر کا ذکر ایک دن ایک پیسے کا ٹکڑا ادا ہارے

حکایت

کر آیا جب اُس نے کھانا پکا کر شیخ کے پاس بھیجا تو آپ کو باطنی طور کے ذریعہ معلوم ہوا تو نوکر سے فرمایا کہ اس کھانے سے خیانت کی بو آ رہی ہے میرے لیے یہ کھانا جائز نہیں (چنانچہ وہ کھانا واپس کر دیا اور کھایا نہیں۔)

ایک دفعہ آپ کی بیوی نے آپ سے آکر عرض کیا کہ ایک لڑکا بہت
حکایت سخت بیمار ہے اور بھوک کی شدت سے مر رہا ہے، شیخ گنج شکرؒ

نے سراٹھا کر جواب دیا کہ مسعود کیا کرے اگر موت آجائے اور بھوک سے مرجائے اور دنیا
سے سفر کر جائے تو اس کے پاؤں میں رسی باندھ کر باہر پھینک دو۔

شیخ فرید الدین گنج شکرؒ نے جب مجاہدہ کرتا چاہا تو اس سلسلے میں
حکایت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے عرض کیا آپ نے فرمایا طے کا روزہ

رکھو (طے کا روزہ وہ ہوتا ہے جس میں افطار صرف پانی سے کرتے ہیں اور یہ کم از کم
تین دن کا ہوتا ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک سال، اس طرح روزہ رکھنا صوفیائے کرام
کے ہاں ایک عام رسم ہے۔ چنانچہ شیخ گنج شکرؒ نے طے کے روزے رکھنے شروع
کر دیئے اور تین روز تک کچھ نہ کھایا، تیسرے روز افطار کے وقت ایک آدمی نے آپ
کے سامنے چند روٹیاں لا کر رکھیں، آپ سمجھے کہ غیب سے آئی ہیں اور انہیں روٹیوں سے افطار
کیا لیکن پیٹ نے انہیں قبول نہیں کیا اور کھایا پیا تمام باہر آگیا، آپ نے یہ واقعہ اپنے
پیر و مرشد سے کہا تو انہوں نے فرمایا کہ اے مسود! تم نے تین روز روزہ رکھنے کے بعد
ایک شرابی کا کھانا کھایا لیکن اللہ کی عنایت نے تمہاری دستگیری فرمائی کہ تمہارے
معدے میں اس غذا کو رسنے نہ دیا، اب جاؤ اور پھر تین دن طے کا روزہ رکھو اور غیب
سے جو کچھ ملے اس کو کھا کر گزر کر دچنا پنچہ شیخ گنج شکرؒ نے پھر تین دن طے کا روزہ
رکھا اور شام کو کوئی کھانا میسر نہ ہوا، یہاں تک کہ رات کا ایک پہر گزر گیا اور کمزوری
بڑھ گئی بھوک کی حرارت سے بدن جلنے لگا۔ اس عالم بیتابی میں آپ نے ہاتھ بڑھا کر
زمین سے کچھ سنگریزے اٹھا کر منہ میں ڈالے تو وہ شکر ہو گئے آپ کو فوراً خیال آیا کہ ہو
سکتا ہے یہ بھی شیطانی کرشمہ ہو اس لیے ان سنگریزوں کو تھوک دیا، اور پھر یاد الہی
میں مصروف ہو گئے جب آدھی رات ہو گئی تو کمزوری پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی آپ نے
پھر زمین سے کچھ سنگریزے اٹھا کر منہ میں ڈال لیے وہ پھر شکر بن گئے آپ نے انہیں
بھی تھوک دیا، آپ نے تین مرتبہ اس طرح کیا اور ہر مرتبہ ہی کرامت ظاہر ہوتی رہی تو

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

یقین ہوا کہ یہ نعمتِ خداوندی ہے اس لیے انہیں کھالیا، پھر دوسرے روز خواجہ قطب الدین
بختیار کاکیؒ کی خدمت میں حاضری دی پیر زمر شہر نے فرمایا کہ اچھا کیا جو سنگریزوں سے
افطار کیا وہ غیب سے آئے تھے اب جادو شکر کی طرح ہمیشہ شیریں رہو گے اس دن سے
شیخ فرید الدین مسعود کو لوگ گنج شکر کہتے ہیں اور سیر الاولیاء میں بھی یہی واقعہ لکھا ہے، آپ
کے گنج شکر ہونے کی وجہ تسمیہ کا ایک واقعہ یہ بھی مشہور ہے کہ کچھ سوداگر شکر لے کر
جا رہے تھے شیخ فریدؒ نے ان سے کچھ شکر مانگی، انہوں نے کہا شیخ آپ کو معالطہ ہوا ہمارے
اونٹوں پر شکر نہیں بلکہ نمک ہے شیخ نے فرمایا تمک ہی ہوگا۔ سوداگروں نے اپنی منزل مقصود
پر پہنچے کہ بعد جب مال کھولا تو وہ واقعی نمک ہی تھا (وہ سمجھے کہ شیخ کی بددعا سے ایسا
ہوا) اس لیے دوڑے دوڑے شیخ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے کہ واقعہ ہم سے
غلطی ہوئی آپ سے معاف فرمائیں اور دعا کریں کہ وہ شکر ہو جائے آپ نے فرمایا کہ
شکر ہو جائے گا (چنانچہ وہ نمک پھر سے شکر ہو گیا)

خانخاناں نواب محمد بیرم خاں بڑے صاحب جاہ و جلال اور مراتبِ علیا پر فائز ہونے
کے باوجود فقیروں اور درویشوں سے اچھا سلوک کیا کرتے تھے، ادا مہر خداوندی کی تعظیم
کے پیش نظر مخلوقِ خدا پر مہربانی اور شفقت کے کمال مجسمہ اور پیکر تھے۔ وہ دنیا کی زندگی
نیک نیتی سے گزار گئے اور دنیا سے شہادت کی موت گئے کے مصداق تھے وہ اس
واقعہ شکر و نمک کے بارے میں فرماتے ہیں :-

کان نمک جہان شکر شیخ بھر دبر :- اں کز شکر نمک کند و از نمک شکر
(نمک کی کان شکر کا خزینہ، بھر دبر کا شیخ وہ ہے جس نے شکر کو نمک اور
نمک کو شکر بنا دیا)

رَبِّاعِی

کان نمک و گنج شکر شیخ فرید :- کز گنج شکر کان نمک کرد و پدید
در کان نمک کرد و لفظ گشت شکر :- شیریں ترازین کرانتے کس لشکر
(نمک اور شکر کا خزینہ شیخ فریدؒ ہیں جنہوں نے شکر کے خزانے کو نمک کی کان

سے تبدیل کر دیا اور نمک کی کان کو ایک ہی نظر میں شکر بنادیا اس سے زیادہ بہتر کرامتیں کسی اور کی سننے میں نہیں آئیں۔

غرضیکہ شکر کو نمک اور نمک کو شکر بنانے کے بعد آپ نے مقام ”اُچھہ“ میں حاج کی جامع مسجد میں معکوس کھینچا، چالیس دن تک اس طرح عبادت کی کہ روزانہ رات کے وقت اس درخت کے سہارے جو کنویں کے کنارے پر ہے اپنے کو کنویں میں لٹکا دیتے اور صبح کو باہر نکل آتے۔

حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ ایک مشہور عقل مند اور فلسفی جس کا نام ضیاء الدین تھا اور جو سنارہ کے نیچے پڑھایا کرتا تھا ان کی زبانی میں نے خود سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں خواجہ فرید الدین شکر گنج کے پاس گیا میں ظاہری شریعت کے علوم کے علاوہ کچھ نہ جانتا تھا، میرے دل میں خیال آیا کہ اگر شیخ نے ظاہری علوم کے علاوہ کچھ اور پوچھا تو میں کیا جواب دوں گا میں ابھی اسی خیال میں تھا کہ شیخ نے مجھ سے پوچھا تنقیح مناط کیا ہے؟ (تنقیح مناط کے معنی ہیں بخودی کے اسباب جس کو اہل تصوف کی اصطلاح میں وجد و حال کہتے ہیں) چونکہ تنقیح مناط علم خلاف کا ایک خاص مسئلہ ہے، شیخ کے اس مسئلہ پوچھنے سے مجھے بڑی مسرت ہوئی اور میں نے اس مسئلہ کو بڑی وضاحت سے بیان کیا اور اس کے نفی و اثبات کے ہر پہلو کو اُبھا کر کیا۔ بابا فرید الدین گنج شکر نے اپنی زندگی کے اُن سٹھ برس پورے کر کے ۵ محرم الحرام ۶۶۵ھ میں وفات پائی۔

پانچویں یوم کی شب کو شیخ پر مرض کی شدت طاری ہوئی باجماعت حکایت عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد بہوش ہو گئے، تصویر دیر کے بعد

جب ہوش میں آئے تو حاضرین سے پوچھا کہ کیا میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی ہے لوگوں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا، ایک مرتبہ اور پڑھ لوں پھر کون جانے کیا ہوگا۔ چنانچہ آپ نے دوسری مرتبہ پھر عشاء کی نماز پڑھی، اور اس کے بعد پھر بے ہوش ہو گئے اور جب ہوش آیا تو پوچھا، کیا میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ آپ اس سے پہلے دو بار پڑھ چکے ہیں، آج نے فرمایا ایک مرتبہ اور پڑھ لوں پھر معلوم

نہیں کیا ہو، غرضیکہ آپ نے تیسری بار بھی عشاء کی نماز پڑھی اور نماز پڑھنے کے بعد ”یا حی یا قیوم“ کہتے ہوئے جان جانِ آفرین کے سپرد کی۔

حضرت شیخ گنج شکر کے بعض ملفوظات خواجہ نظام الدین اولیاء کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ملے ہیں جن میں لکھا ہوا ہے کہ چار چیزوں کے بارے میں سات سو مشائخ سے سوال کیا گیا تو سب نے ایک ہی جواب دیا۔

(۱) گناہوں کو چھوڑ دینے والا ہی سب سے زیادہ عقل مند ہے۔

(۲) دانا اور حکیم آدمی وہ ہے جو کسی چیز پر غرور نہیں کرتا۔

(۳) قناعت کرنے والا ہی سب سے زیادہ مالدار اور غنی ہے۔

(۴) تارکِ قناعت ہی سب سے زیادہ محتاج اور غریب ہے۔

نیز لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس آدمی سے شرم آتی ہے جو بندہ اللہ کے دربار میں دستِ سوال دراز کرے اور وہ اسے خالی واپس کر دے۔ فرماتے ہیں، ہونے کا غم نہیں اور نہ ہونے کا افسوس نہیں۔ نامرادی اور ایسی کا دن دراصل مردانِ خدا کی معراج ہے، لوگوں کی سرد کلامی کی وجہ سے اپنی سرگرمی نہیں چھوڑنی چاہیے۔ شیخ جلال الدین رومی فرمایا کرتے تھے کہ باتوں کا دل پر اثر ہوتا ہے اس لیے اولاً ہر بات کے اوّل و آخر کو خوب جائز اور پرکھو اگر وہ کام اور بات اللہ کے لیے ہے تو بات کرو ورنہ خاموش رہو، فقیر جب کوئی نیا کپڑا پہنے تو وہ یہ سمجھے کہ اس نے کفن پہن لیا ہے۔ تم جیسے (اندر میں) ہو ویسے (باہر میں) نظر آؤ، ورنہ تمہاری اصل اور حقیقت خود بخود ظاہر ہو جائے گی، اچھے اور پاکیزہ جذبات و نظریات ثقلین کی عبادت سے بہتر ہیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص لوگوں کی عیب جوئی سے کنارہ کش اور علیحدہ رہا وہ نیک بخت اور خوش قسمت ہے اور صوفی کسی چیز کو مکدر اور خراب نہیں کرتا بلکہ وہ ہر چیز کو ماسخ کر صاف اور منہقی کرتا ہے، تم اگر بزرگ ہو بڑا بننے کی خواہش رکھتے ہو تو حاکموں کی طرف توجہ نہ کرو بلکہ ان سے علیحدگی اختیار کرو اور یہ ریاضی بھی انہیں کی ہے۔

رباعی

دوشینہ شیم دل حزینم بگرفت : واندیشہ یارِ نازنینم بگرفت
گفتم بسرد دیدہ روم بر در تو : آشکم بدوید آستینم بگرفت
(کل رات میرا دل بیقرار ہو کر نازنین محبوب کے تصور میں گم ہو گیا اور میں نے دل
ہی میں کہا کہ میں خوشی خوشی آپ کے درِ دولت پر حاضری دوں گا لیکن آنسوؤں نے
دوڑ کر میری آستین پکڑ لی)۔

حکایت ایک محفل میں بابا فرید الدین گنج شکرؒ بھی موجود تھے اور لوگ سماع

کے جواز اور عدم جواز کے متعلق علمائے کرام کے اختلاف کا ذکر
کر رہے تھے ان لوگوں کی تواتر گفتگو سننے کے بعد آپ نے فرمایا سبحان اللہ ایک محل کر
راکھ ہو چکا ہے اور دوسرے ابھی تک اختلاف میں پڑے ہوئے ہیں، ایک مجلس میں
آپ نے فرمایا کہ تدبیر اور زیادہ غور و فکر کرنے سے آفت آتی ہے اور تسلیم کر لینے میں سلامتی
ہے۔ علمائے کرام عام لوگوں میں زیادہ باعزت ہیں اور درویش اور فقیر لوگ باعزت
لوگوں میں، زیادہ معزز اور سردار و شریف ہیں، عالموں اور فاضلوں میں شریف کی مثال
ایسی ہے جیسے آسمان کے ستاروں میں چودھویں رات کا چاند، ذلیل ترین وہ انسان ہے
جو اپنے کو کھانے، پینے اور پہننے میں مشغول رکھتا ہے۔

حکایت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کو کسی نے ایک دفعہ ایک معروضہ پیش
کیا کہ سلطان غیاث الدین بلبن کو میرے لیے ایک سفارش نامہ

تحریر فرمادیجئے، چنانچہ شیخ نے لکھا کہ میں اس شخص کا معاملہ اللہ کی بارگاہ میں پیش
کرتے ہوئے آپ تک پہنچاتا ہوں۔ اگر آپ اسے کچھ عطا کر دیں تو حقیقتہً یہ عطا کرنے
والا اللہ ہی ہے، آپ مشکور ہوں گے اور اگر آپ عطا نہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہی
مانع اور روکنے والا ہے۔ اس طرح آپ معذور تصور کیے جائیں گے (یہ اشارہ
تھا اس حدیث کی طرف اللہ لا مانع لما أعطیت ولا منعت
ولا ینفع ذا الجل منک الجہ)۔

Click For More Books

والدہ شیخ فرید الدین گنج شکرؒ

بہت ہی بزرگ اور بڑی استجاب الدعوات تھیں، حکایت ہے کہ شیخ فرید الدینؒ نے جب اجود حسن میں سکونت اختیار کر لی تو شیخ بنجیب الدین متوکل سے کہا جادو ہماری والدہ محترمہ کو دہلی سے لے آؤ شیخ بنجیب الدین روانہ دہلی ہو گئے چنانچہ شیخ گنج شکرؒ کی والدہ کو لارہے تھے کہ راستہ میں پیاس لگی، آپ ان کو کسی درخت کے سایہ میں بٹھا کر خود پانی کی جستجو میں نکلے، واپس جب آئے تو دیکھا والدہ موجود نہیں ہیں، پریشانی ہو گئے اور تمام واقعہ شیخ فرید الدینؒ سے جا کر بیان کر دیا شیخ فرید الدینؒ نے ایصالِ ثواب کے لیے کھانا پکوانے کا حکم دے دیا، کچھ عرصہ بعد شیخ بنجیب الدینؒ کا اس راستہ سے گزر ہوا، جب اُس درخت کے پاس آئے تو خیال آیا کہ شاید والدہ کا کچھ پتہ ملے لیکن اُس درخت کے نیچے اُن کو کچھ ہڈیاں ملیں جو آدمی کی معلوم ہوتی تھیں انہوں نے ان ہڈیوں کو اٹھا کر اپنے تھیلہ میں ڈال لیا اور دل میں کہا والدہ ماجدہ کو شاید کسی شیر نے مار ڈالا، غرضیکہ وہ ہڈیوں کا تھیلہ لیے شیخ کے پاس آئے اور پھر پورا ماجرا بیان کیا، اس پر شیخ گنج شکرؒ نے فرمایا، لاؤ تھیلہ لاؤ، جب وہ تھیلہ کھول کر جھٹکا گیا تو اس میں سے ہڈی کا چوڑا تک نہ نکلا۔



Click For More Books

(۶)

رحمۃ اللہ علیہ

سُلطانُ المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء

۷۲۵ھ

۶۳۱

آپ شیخ فرید الدین گنج شکرؒ کے خلقاء میں سے تھے، آپ کا نام محمد بن احمد بن علی بخاری اور آپ کا لقب سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء تھا۔ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب اور مقرب تھے آپ کی برکات کے اثرات سے ہندوستان لبریز ہے آپ کے دادا علی بخاری اور نانا خواجہ عرب دونوں لکھنے بخارا سے لاہور شریف لائے یہاں ایک عرصہ طویل رہنے کے بعد بدایوں چلے گئے اور وہاں مستقل سکونت اختیار کی۔ آپ بہت تفویضی سنی عمر کے تھے کہ آپ کے والد ماجد الشہ کو پیارے ہو گئے جن کا مدفن بدایوں ہی میں ہے۔ شیخ نظام الدین اولیاء جب کچھ بڑے ہوئے تو آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو ایک مدرسہ میں برائے حصول تعلیم داخل کر دیا جہاں آپ نے قرآن کریم اور اس کے علاوہ دوسری کتابیں پڑھنی شروع کیں۔ آپ کی عمر تقریباً بارہ برس کی ہوگی اس وقت آپ لغت علم ادب پڑھتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ملتان سے ایک غزنویاں بنام ابو بکر آپ کے استاد کے پاس آیا اس نے کہا کہ میں نے شیخ بہاؤ الدین زکریا کے سامنے مجلس سماع میں یہ شعر پڑھا تھا۔

لفد لسعت حبة الهوى كبدی

محبت کے سانپ نے میرے دل کو ڈس لیا ہے

اور کہتے لگا کہ مجھے اس شعر کا دوسرا مصرعہ یاد نہیں رہا شیخ نظام الدین اولیاء نے

فورا دوسرا مصرعہ پڑھ کر سنایا۔

لا طیب نهار لا مراقب

Click For More Books

اس کے لیے نہ کوئی طبیب، ہے جو علاج و معالجہ کر کے اُسے دُور کر دے اور نہ کوئی منتری ہے جو جھاڑ پھونک کر کے اس کے اثرات کو دل سے دُور کر دے (اس کے بعد اس غزنخواں نے شیخ بہاؤ الدین زکریا کی تعریفوں کے پُل باندھ دیئے اور کہنے لگا کہ اُن کے ہاں ذکر و شغل کی یہ حالت ہے کہ آپ کے ہاں کے چچی پیسنے والے مرد اور عورتیں بھی ذکر میں مشغول رہتے ہیں اور اسی قسم کی بہت سی باتیں بیان کرتا رہا لیکن اُن میں سے کسی بات نے بھی نظام الدین اولیاء کے دل پر اثر نہ کیا پھر اس غزنخواں نے کہا کہ میں وہاں سے اجودھن (موجودہ پاکپٹن) پہنچا۔ وہاں میں نے طریقت کا ایک بادشاہ دیکھا جو ایسا بہترین ہے (یعنی بابا گنج شکر کے مختلف قسم کے فضائل بیان کیے) غزنخواں کی یہ باتیں سننے ہی خواجہ نظام الدین اولیاء کے دل میں شاہ اجودھن کی محبت و ارادت نے جگہ کر لی اور ان کی طبیعت پر ایک کیفیت و خود رفتگی سی طاری ہو گئی اور اسی وقت سے خواجہ نظام الدین اولیاء کے دل میں شیخ فرید کی محبت پیوست ہو گئی اور اُن کے دیدار کی پیاس روز بروز بڑھتی رہی، چنانچہ اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے شیخ فرید کی ملاقات کا تصور اُن کے ذہن میں رہنے لگا، پھر بدایوں سے آپ بغرض حصولِ تعلیم دہلی تشریف لائے اور صدر ولایت شمس الملک کے تلامذہ اور شاگردوں کے زمرہ میں داخل ہو کر مقاماتِ حریری پڑھی، اسی طرح علمِ حدیث بھی آپ ہی سے حاصل کیا۔ (آپ چونکہ علمِ منطق میں بڑے ماہر تھے اس لیے) دوسرے طالبِ علم آپ کو نظام الدین منطقی کہا کرتے تھے، یہاں سے فراغتِ تعلیم کے بعد شیخ فرید الدین کے شوقِ ارادت میں آپ پاک پٹن تشریف لے گئے اس وقت آپ کی عمر بیس سال کی تھی۔ پاکپٹن پہنچ کر آپ نے شیخ فرید سے قرآنِ کریم کے چھ پارے تجوید کے ساتھ پڑھے، عوارف کے چھ باب کا درس لیا تمبید الوشکور سلی اور بعض دیگر کتب بھی شیخ فرید الدین سے پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔

نظام الدین اولیاء فرمایا کرتے تھے کہ شیخ فرید الدین سے جب مجھے شرفِ یابوسی حاصل ہوا اس وقت اول ملاقات میں شیخ نے یہ شعر پڑھا تھا۔

Click For More Books

اے آتشِ فراقِ دلہا کبابِ کردہ
سیلابِ اشتیاقِ جا نہا خرابِ کردہ
(تیری فرقت اور جدائی کی آگ نے کئی دلوں کو کبابِ کردہ یا اور تیرے شوق کی
آگ نے کئی جانیں خراب کر دیں)

اس کے بعد میں نے چاہا کہ آپ کی خدمت میں حاضری کے شوق کو ظاہر کروں لیکن
آپ کا خوف مجھ پر اس طرح غالب آیا کہ صرف اتنا ہی کہہ سکا کہ ملاقات کا شوق بے انتہا
غالب تھا۔ پھر مجھ پر خوف کے آثار دیکھ کر فرمایا ہر نئے آنے والے کو دہشت ہوتی ہے
اسی دن میں نے آپ سے بیعت کی اور پھر پوچھا کہ اب کیا ارشاد ہے؟ کیا پڑھنے کا سلسلہ
ختم کر کے اب در دو وظائف میں مشغول ہو جاؤں؟ فرمایا ہم کسی کو حصولِ تعلیم سے منع
نہیں کرتے وہ بھی کرو اور یہ بھی کرو، پھر دیکھو کون غالب آتا ہے۔ نیز فقیہ اور درویش
کے لیے کچھ علم بھی ضروری ہے، اس کے بعد شیخ نظام الدین اولیاء نعمت خلافتِ حاصل
کر کے دہلی واپس آ گئے۔ پیر و مرشد شیخ فرید الدین گنج شکر کے پاس آپ دہلی سے پاکپتن
تمام عمر میں عین مرتبہ گئے، شیخ فرید الدین کے انتقال کے وقت خواجہ نظام الدین اولیاء
آفاقاً اسی طرح موجود نہ تھے جس طرح کہ شیخ فرید الدین گنج شکر اپنے مرشد خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی کے وصال کے وقت اُن کے پاس موجود نہ تھے اور اسی طرح
خواجہ قطب الدین اپنے شیخ حضرت عین الدین چشتی کے انتقال کے وقت ان کے
پاس موجود نہ تھے اس واقعہ کے بعد بشارتِ غیبی خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی چھوڑ
کر اس کے قریب بستی غیاث میں قیام پذیر ہو گئے جہاں آپ کی خالقاہ بھی ہے۔

نظام الدین اولیاء نے ایک بار فرمایا کہ جب معز الدین کی قیادت نے وہاں ایک
نیا شہر آباد کرنا چاہا تو اس وقت لوگ بڑی کثرت سے میرے پاس آئے گئے، یہاں تک
بادشاہ، رئیس و امیر بھی لوگ میری طرف رجوع کرنے لگے تو میرے دل میں خیال آیا کہ اب
یہاں سے بھی چلا جانا چاہیے میں اسی خیال میں تھا کہ ٹھہر کر نماز پڑھنے کے بعد میرے پاس
ایک نازک اندام خوبصورت آرتز آیا اور اس نے یہ شعر پڑھا۔

Click For More Books

اے۔ دزکہ منہ شدی نمی دانستی
کانگشت نمائے علے خواہی شد
(یعنی جب آپ مہتاب بنے تھے اس وقت یہ کیوں نہ سمجھا کہ تم دنیا کے
انگشت نما بنو گے)۔

پھر اس جوان نے کہا کہ طریقہ یہ ہے کہ اول تو مشہور رہی نہ ہونا چاہیے، اور اگر
شہرت عام ہو جائے تو پھر اس طرح رہنا چاہیے کہ کل کو محشر کے میدان میں نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے، پھر فرمایا کہ یہ قوت اور حوصلہ کی
بات نہیں کہ مخلوق خدا سے پوشیدہ ہو کر اللہ کی یاد کی جائے، بلکہ قوت اور حوصلہ تو یہ
ہے کہ مخلوق خدا میں رہ کر خدا کی یاد کی جائے، جب اس سیم تن نے اپنی تمام باتیں کہہ
لیں تو میں اس کے لیے کچھ کھانا لایا لیکن اس نے کچھ نہ کھایا، اس وقت میں نے اپنے
دل سے جھڑ لیا کہ اب یہاں سے کسی اور جگہ نہ جاؤں گا، پھر اس نے تھوڑا سا پانی پیا
اور چلا گیا۔ اس روز کے بعد آج تک پھر میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا۔ غرضیکہ نظام الدین
اولیاءؒ نے جب وہاں رہنے کا پختہ ارادہ کر لیا تو خدا تعالیٰ نے انہیں کافی مقبولیت دی
عام و خاص سب لوگ آپ کی طرف رجوع کرنے لگے۔ اس کے بعد دست غیب اور
فتوحات کے دروازے آپ پر کھل گئے اور ایک جہاں اللہ تعالیٰ کے احسان و انعام
کی مدد سے آپ کے ذریعہ سے فائدہ حاصل کرنے لگا۔ آپ کا اپنا حال یہ تھا کہ تمام
اوقات ریاضت اور مجاہدہ میں گزارتے، ہمیشہ روزہ رکھتے اور افطار کے وقت تھوڑا
سا پانی پی لیتے۔ بوقت سحری عام طور پر کچھ نہ کھاتے۔ خادم جب کہتے کہ آپ نے افطار
کے وقت بھی تھوڑا سا چکھا تھا اگر سحری میں بھی نہ کھائیں گے تو کیا حال ہوگا، ضعیف،
اور کمزوری میں روز بروز اضافہ ہوتا جائے گا۔ خادموں کی یہ باتیں سننے کے بعد رو کر
فرماتے۔ بہت سے مسکین اور درویش مسجدوں اور بازاروں میں بھوکے بڑے فاقے
کر رہے ہیں۔ اب بتاؤں ان کی حالت، دیکھ کر یہ کھانا میرے حلق سے نیچے کیسے اترے
گاتیب خادم مجھ کو آپ کے سامنے سے سحری کا کھانا اٹھا لیتے تھے۔

Click For More Books

منقول ہے کہ شیخ نظام الدین اولیاءؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں اپنے شیخ کے ساتھ کشتی میں سوار تھا، شیخ نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ میرے سامنے آؤ مجھے تم سے کچھ کہنا ہے، سنو، جب دہلی پہنچو، مجاہدہ کرنے رہنا بیکار رہنے میں کوئی فائدہ نہیں، روزہ رکھنا آدھی منزل ہے، اور بقیہ اعمال مثلاً نماز، حج، یہ دوسری آدھی منزل ہیں، پھر ایک مرتبہ شیخ فرید نے فرمایا کہ میں نے اللہ سے دعا کی ہے کہ آپ اللہ سے جو مانگیں گے وہ مل جائے گا، ایک مرتبہ یہ بھی فرمایا کہ اے نظام الدین ہم نے تمہارے لیے اللہ سے دنیاوی قوت بھی مانگی لی ہے، خیال نہ بناتے وقت شیخ فرید الدینؒ نے فرمایا کہ سلوک کے راستہ پر مستعد رہنے کے لیے مجاہدہ کرتے رہنا۔ ایک مرتبہ شیخ فرید الدینؒ گنج شکر اپنے کمرے میں ننگے سر بیٹھے ہوئے تھے چہرہ مبارک کا رنگ متغیر تھا اور یہ شعر پڑھ رہے تھے ۷

زُبَّانِ عَمٰی

خواہم کہ ہمیشہ درِ رضا تھے تو زیم ۛ خاکی شوم و بزرِ پائے تو زیم
مقصودِ من خستہ ز کونین توئی ۛ از بہر تو میرم و برائے تو زیم
(میری تمنا یہ ہے کہ ہمیشہ تیری رضا میں رہوں اور خاک ہو کر تیرے پاؤں میں
زندگی گزاروں دونوں جہانوں میں مجھ خستہ حال کا مصلوب، آپ ہی ہیں میرا
مرنا بھی تیرے لیے اور جینا بھی تیرے لیے ہے)

شیخ فریدؒ ان اشعار کو پڑھنے کے بعد خدا کے حضور سجدہ رین ہوئے، بسبب متعدد بار شیخ نے اسی طرح کیا تو میں آپ کے حجرے میں داخل ہوا اور شیخ کے قدموں میں اپنا سر رکھا آپ نے فرمایا کیا چاہتے ہو، میں نے کچھ دینی اور مذہبی امور طلب کئے، سو آپ نے وہ امور مجھے عطا فرما دیئے، اس کے بعد مجھے افسوس ہوا کہ میں نے محفلِ سماع میں مرنے کی خواہش کیوں نہ کی۔

منقول ہے کہ شیخ فرید الدینؒ ہمیشہ اپنے کمرے میں اکیلے رہا کرتے تھے، کمرے کا دروازہ اندر سے بند فرما کر تمام شب راز و نیاز میں مشغول رہتے صبح کو آپ کے درخشاں چہرے کو جو کوئی دیکھتا تو بھی کہتا کہ شب بیداری کی وجہ سے آپ کی آنکھیں سرخ ہیں، لوگوں کا بیان ہے

Click For More Books

کہ میرے سرور ہوئی نے اپنے پیر و مرشد خواجہ نظام اولیاء محبوب الہی کی تعریف میں یہ شعر کہا ہے ۔

تو شبانہ می نمائی ببر کہ بودے امشب : کہ ہنوز چشم مست است اثرے خاردارو
(آپ ہمیشہ رات کو بیدار کرتے ہیں مگر آج رات کوئی خاص بات ہوئی ہے جس کی وجہ سے اب تک آپ کی آنکھوں میں خار کے اثرات موجود ہیں)

منقول ہے کہ ایک مرتبہ محبوب سبحانی خواجہ نظام الدین اولیاء نے فرمایا کہ ایک واقعہ میں مجھے ایک خط دیا گیا جس میں لکھا تھا کہ جب تک اور جتنا ممکن ہو لوگوں کے دلوں کو آرام پہنچاؤ کیونکہ مسلمان کا دل حقیقت میں خدا کے ظہور کا مقام ہے، قیمت کے بازار میں کوئی سامان اتنا مقبول نہ ہوگا جتنا دلوں کو آرام پہنچانا منقول ہے ۔

منقول ہے کہ ایک روز خواجہ نظام الدین اولیاء دوپہر کو آرام فرما رہے تھے، اسی دوران ایک درویش آیا جس کو آپ کے ایک خادم نے واپس کر دیا، محبوب سبحانی نے اسی قبیلہ کی حالت میں اپنے شیخ فرید الدین گنج شکر کو خواب میں دیکھا جو فرما رہے تھے کہ اگر آپ کے گھر میں کوئی چیز نہیں ہے تو کم از کم آنے والے کے ساتھ حسن سلوک کی تو رعایت کیا کریں، یہ کہاں کا قاعدہ ہے کہ ایک خستہ دل، مجبور اور معذور کو یونہی لوٹا دیا جائے چنانچہ محبوب سبحانی نے بیدار ہو کر اس واقعہ کی تحقیق کی اور جس خادم نے آنے والے درویش کو لوٹا دیا تھا اس پر ناراض ہوئے اور فرمایا کہ میرے مرشد شیخ فرید الدین اس واقعہ سے مجھ پر بہت ناراض ہوئے ہیں اور مجھ پر خفگی کا اظہار فرمایا ہے، اس کے بعد محبوب سبحانی نے یہ دستور بنالیا تھا کہ قبیلہ کے بعد جب بیدار ہوتے تو پوچھتے کہ کوئی آیا تھا یا نہیں ؟

منقول ہے کہ کچھ لوگوں نے محبوب سبحانی سے ملاقات کرنے کا ارادہ کیا اور آتے وقت انہوں نے شیخ کو بطور تحفہ پیش کرنے کے لیے کچھ چیزیں خرید لیں، ان لوگوں میں ایک طالب علم بھی تھا اس نے کہا ان تمام تحفوں کو ایک ساتھ ہی پیش کر دیں گے تاکہ خادم کو گھر لے جانے میں آسانی رہے، اس طالب علم نے یہ حرکت کی کہ ٹھوڑی سی مٹی اٹھا کر

Click For More Books

ایک کاغذ میں بانڈ دی، سب نے محبوب سبحانیؒ کی خدمت میں حاضری دی اور ہر ایک نے شیخ کی خدمت میں اپنا اپنا تحفہ پیش کیا اور اس طالب علم نے وہ مٹی کی پڑیا پیش کی، شیخ کے خادم نے وہ تمام تحائف اٹھانے شروع کر دیے اور جب وہ پڑیا اٹھانے لگا تو شیخ نے فرمایا اس کو یہیں رہنے دو اس کے اندر ہماری آنکھوں میں ڈالنے کا سرمہ ہے جب طالب علم نے یہ بات سنی تو اس نے اپنی حرکت سے توبہ کی، پھر شیخ نے اس طالب علم سے فرمایا کہ تمہیں کھانے وغیرہ کی جب ضرورت ہو تو میرے پاس آجایا کرو۔

منقول ہے کہ ایک آدمی اپنے گاؤں سے محبوب سبحانیؒ کی ملاقات کے ارادہ سے اپنے گھر سے روانہ ہوا، اثنائے سفر میں جب وہ قصبہ بوندی پہنچا تو وہاں ایک بزرگ رہتے تھے اور لوگ اُن بزرگ کو شیخ مومن کہتے تھے، یہ آدمی اُن بزرگ سے بھی ملنے چلا گیا۔ (جب یہ اُن کے پاس پہنچا) تو انہوں نے فرمایا، کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ اُس نے کہا شیخ نظام الدینؒ کے پاس جانے کا، شیخ مومن نے فرمایا کہ محبوب سبحانیؒ کو میرا سلام کہنا اور یہ بھی کہنا کہ جمعہ کی ہر شب کو میں آپ سے خانہ کعبہ میں ملا کرتا ہوں، اس آدمی نے محبوب سبحانیؒ کی خدمت میں حاضری دی اور کہا کہ قصبہ بوندی کے درویش نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ باتیں کہی ہیں، اس پر محبوب سبحانیؒ ذرا بے چین ہوئے اور فرمایا کہ وہ بہت بلند مرتبہ درویش ہے مگر اپنی بات پر برقرار نہیں رہتا۔

منقول ہے کہ ایک دفعہ سلطان علاؤ الدین خلجی نے بطور امتحان امور مملکت کے انتظام کے لیے محبوب سبحانیؒ کی خدمت میں چند فصلیں لکھ بھیجیں جن میں ایک فصل کا مضمون یہ تھا،

”حضرت شیخ کو نبی کے محذوم ہیں لوگوں کی دینی اور دنیاوی اکثر حاجتیں آپ کے دربار سے پوری ہوتی ہیں اور اللہ نے دنیا کی مملکت کی جاگ ڈور ہمارے ہاتھ میں دی ہے، اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ مملکت کے مصالح آپ کے سپرد کر دیئے جائیں تاکہ جس امر میں مملکت کی بھلائی اور ہماری بہتری ہو آپ اس سے ہم لوگوں کو آگاہ فرمادیا کریں، اسی کے متعلق چند متعلقہ مرتبہ فضیلت جناب والا کی خدمت میں پیش ہیں جس امر میں بھلائی اور خیر ہو

Click For More Books

اس کے نیچے تحریر فرمادیں تاکہ ہم اس پر عمل کر سکیں۔“

سلطان علاؤ الدین خلجی نے یہ فرمان اپنے محبوب فرزند خضر خاں کے ذریعہ جو خواجہ نظام الدین کامرید بھی تھا، خضر خاں نے جب یہ فرمان سن کر شیخ محبوب سبحانی کے دستِ اقدس میں دیا تو آپ نے اُسے کھولے بغیر حاضرینِ مجلس سے فرمایا اُو فاتحہ پڑھیں اس کے بعد فرمایا شاہی معاملات اور امور سے فقیروں کا کیا واسطہ، میں ایک فقیر، شہر کے ایک کونے میں پڑا ہوا بادشاہ اور دیگر مسلمانوں کے لیے دعا کر رہا ہوں، اگر مجھے اس شہر میں رہنے کی وجہ سے پھر کچھ کہا گیا تو اس شہر کو چھوڑ کر کسی اور جگہ چلا جاؤں گا کیونکہ خدا کی زمین بہت وسیع ہے، سلطان علاؤ الدین خلجی کو جب یہ خبر پہنچی تو بہت خوش ہوا اور اس کے بعد آپ کا عقیدت مند ہو گیا اور کہلا بھیجا کہ اگر جناب والا اجازت دیں تو حاضر ہوں، جس کے جواب میں محبوب سبحانی نے کہلا بھیجا کہ آنے کی چندال ضرورت نہیں میں آپ کی غیبت میں آپ کے لیے دعا کرتا ہوں کیونکہ عدم موجودگی میں جو دعا کی جاتی ہے وہ پُر تاثیر ہوتی ہے سلطان نے اس کے بعد پھر ملنے کے لیے منت و سماجت کی تو آپ نے کہلا بھیجا کہ فقیر کے گھر کے دو دروازے ہیں اگر بادشاہ سلامت ایک دروازے سے آئیں گے تو میں دوسرے دروازے سے نکل کر باہر چلا جاؤں گا۔

منقول ہے کہ محبوب سبحانی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سماع کے جتنے اوصاف سنے ہیں ان تمام اوصاف سے زائد اخلاقِ حمیدہ کے اعتبار سے شیخ کبیر کو محمول کرتا ہوں ایک دن میں نے اپنے شیخ کی زندگی میں بھری مجلس میں ایک کہنے والے سے یہ شعر سنا غناہ مخرام بدیں صفت سباوا : کر چشم بدت رسد گزندے
(دنیا کی زندگی میں اس طرح نہ رہو کہ کہیں خدا نخواستہ تمہیں لظیر بد لگ کر تکلیف پہنچے)۔

آج مجھے شیخ کے اخلاقِ حمیدہ اور بزرگی اور مہربانی یاد آتی ہیں جس کے وہ مجسمہ اور پیکر تھے آغا کچھ فرماتے کہ بعد محبوب سبحانی کی آنکھوں میں آنسو آگئے پھر فرمایا کہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد میرے شیخ نے جان جانِ آفریں کے حوالے کی۔

Click For More Books

منقول ہے کہ ایک آدمی نے حضرت محبوب سبحانی کی مجلس میں کہا کہ فلاں جگہ پر آپ کے دوست جمع ہیں اور مختلف قسم کے باجے بجا رہے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تو ان کو گانے باجے اور محرمات سے دور رہنے کا حکم دیا تھا انہوں نے اچھا نہیں کیا اور پھر ان کے اس طرز عمل کی بڑی شد و مد سے تردید کی کہ ان لوگوں نے غلو سے کام لیا ہے، شریعت میں قوالی وغیرہ اور مزاحیر کی کوئی اجازت نہیں اس کے بعد فرمایا کہ شیخ الدین کرمانی ایک مرتبہ شیخ شہاب الدین کے پاس آئے، چنانچہ شیخ شہاب الدین نے اپنی جانناڑ اکٹھی کر کے اپنے زانو کے نیچے رکھ لی اس سے مطلب آنے والے کی تعظیم کرنا ہوتی ہے جب رات ہوئی تو شیخ ابو الدین نے سماع سننے کی خواہش ظاہر کی، شیخ شہاب الدین نے محفل سماع کے لیے ایک جگہ منتخب کی اور اسے خوب صاف و ستھرا کرایا اور اس کے بعد غزلیوں کو بلوایا اور خود گھر کے ایک کونے میں جا کر عبادتِ الہی میں مشغول ہو گئے۔

منقول ہے کہ محبوب سبحانی نے موت سے چالیس دن پہلے کھانا ترک فرما دیا تھا اور آخری وقت جب اس دنیا سے جا رہے تھے تو پوچھنے لگے کہ نماز کا وقت ہو گیا اور کیا میں نے نماز پڑھ لی ہے؟ اس پر لوگ جواب دیتے کہ جی ہاں آپ نماز ادا فرما چکے ہیں تو ارشاد فرماتے کہ میں دوبارہ پھر پڑھتا ہوں۔ غرضیکہ ہر نماز کو تکرار سے پڑھتے اور فرماتے کہ ہم جا رہے ہیں ہم جا رہے ہیں، ہم جا رہے ہیں، پھر خادم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اگر گھر میں کسی قسم کا کوئی سامان رہا تو کل قیامت کے روز اس کے متعلق جواب دینا پڑے گا۔ چنانچہ خادم نے سب کچھ لوگوں میں تقسیم کر دیا، البتہ وہ غلہ رہنے دیا جو درویشوں کے کھانے کے لیے تھا (آپ نے خادم سے) پھر فرمایا کہ مردہ مال کیوں رکھ چھوڑا ہے اس کو بھی نکال پھینکو اور گھر میں بھاڑ درے دو، تب خادم کے غلہ خانے کے دروازے کھول دیئے اور لینے والے لوگوں کا ایک ہجوم جمع ہو گیا اور تمام غلہ لے گئے، اس کے بعد دوسرے خادموں نے عرض کیا کہ آپ کے بعد ہم غریبوں کا کیا حال ہوگا۔ آپ نے فرمایا (کہ گھبراہٹ کی ضرورت نہیں) ہمارے روزیہ سے تمہیں اتنا مل

Click For More Books

جایا کرے گا جو تمہاری ضروریات کے لیے کافی ہوگا۔ ان خادموں نے پھر عرض کیا کہ ہم میں سے آمدنی کو کون تقسیم کیا کرے؟ آپ نے فرمایا، تقسیم کرنے کا حقدار وہ ہے جو اپنے حق سے دستبردار ہو جایا کرے گا۔ بعد طلوع آفتاب بروز چہار شنبہ، ۱۸ ربیع الاول ۱۲۵۷ھ میں آپ نے وفات پائی حضرت محبوب سبحانی کا ارشاد ہے کہ چلنے والا کمال کی طرف متوجہ رہتا ہے یعنی سالک جب تک سلوک کے مراحل طے کرتا رہتا ہے تو کمال کا اُمیدوار رہتا ہے۔

اُمیدوار کی تین قسمیں ہیں۔ سالک^۱، واقف^۲، راجع^۳، سالک وہ ہے جو راہ سالک میں مسلسل چلتا رہے۔ واقف وہ ہے جس کو راہ سلوک میں کوئی دتہ پیش آئے، اس مقام پر لوگوں نے عرض کیا کہ کیا سالک کو بھی اس راہ میں وقفہ پیش آجاتا ہے؟ فرمایا ہاں! اس وقت جب سالک کو عبادت کرنے میں کوئی کمی اور لغزش ہو جائے جس سے عبارت کا ذوق و لطف ختم ہو جائے تو اس وقت سالک کے لیے بھی وقفہ پیدا ہو جاتا ہے، اس حالت میں اگر سالک فوراً کوئی تدبیر کر کے خدا کے حضور توبہ کر لے تو اپنی اصلی حالت پر رہ سکتا ہے اور اگر خدا نخواستہ وہ اپنی موجودہ حالت پر ہی رہے تو پھر اس بات کا سخت خطرہ ہے کہ کہیں راجع نہ بن جائے اس کے بعد سالک سے جو سلوک کے راستے پر چلتے ہوئے لغزشیں ہو جاتی ہیں ان کو بیان کیا کہ وہ کل سات ہیں۔ اعراض، حجاب، تفاسل، سلب مزید، سلب قدیم، تسلی، عداوت، پھر فرمایا کہ عاشق و معشوق دو دوست ہیں جو باہم دیگر ایک دوسرے کی محبت میں رہتے ہیں جیسا کہ کسی نے کہاہے۔

الفٹ کا جب مرا ہے کہ دونوں ہوں بیقرار
دونوں طرف ہوا گ برابر لگی ہوئی

اسی حالت میں اگر عاشق سے کوئی ایسی چیز سرزد ہو جائے جو معشوق کو پسند نہ ہو تو معشوق اپنے اس عاشق سے اعراض کرتا ہے، یعنی اپنی توجہ اس کی طرف نہیں کرتا، اس لیے عاشق کے لیے ضروری ہے کہ وہ فوراً ہی توبہ کر کے عذر خواہی کرے، جس کے نتیجے میں اس پر معشوق لازماً خوش ہو جائے گا، اور عاشق اگر اپنی غلطی پر مہر رہے اور معذرت نہ کرے

تو یہ اعراض اس وقت حجاب بن جاتا ہے، یعنی معشوق اپنے اور عاشق کے مابین پردہ ڈال لیتا ہے۔ اس صورت میں عاشق پر ضروری ہے کہ گریہ و زاری، آہ و بکا کے ساتھ توبہ کرے، اگر اس مرحلہ میں ذرا سی کوتاہی سے کام لیا گیا تو یہ حجاب، تفاصل یعنی جدائی سے تبدیل ہو جائے گا۔ یعنی یوں ہوا ہے کہ معشوق اپنے عاشق سے جدا ہو جاتا ہے، اگر اس حالت پر بھی کوئی عذر خواہی نہ کرے تو پھر تفاصل، سلب مزید سے تبدیل ہو جاتا ہے، یعنی عاشق سے درود، وظیفہ، عبادت وغیرہ کا ذوق اور لطف ختم کر دیا جاتا ہے، اب بھی اگر عاشق اپنی سبٹ دھرمی پر ڈٹا رہا ہے اور کوئی عذر وغیرہ نہ کرے تو سلب مزید، سلب قدیم کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ یعنی عبادت و طاعت کی راحت و ثواب جو پہلے سے حاصل عقادہ چھین لیا جاتا ہے، اس حالت میں بھی اگر توبہ و استغفار میں کوتاہی سے کام لیا گیا تو سلب قدیم، تسلی میں تشکل ہو جاتا ہے یعنی معشوق دل سے اپنے اس عاشق کی جدائی کا متمنی اور خواہش مند ہو جاتا ہے اس وقت بھی اگر توبہ و استغفار میں غفلت سے کام لیا گیا تو تسلی، عداوت سے تبدیل ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو غلطیوں اور لغزشوں سے محفوظ رکھے، ایک مرتبہ فرمایا کہ سماع نہ مطلقاً جائز ہے نہ مطلقاً ناجائز و حرام ہے، لوگوں نے دریافت کیا، حضرت سماع کا کیا حکم ہے؟ فرمایا جیسے سننے والے ہوں (پھر ذرا تفصیل سے فرمایا) کہ سماع تو ایک خوش اور بہترین آواز کے سننے کا نام ہے اس لیے اسے ناجائز نہیں کہا جاسکتا البتہ وہ سماع جس میں مزامیر اور بلبے وغیرہ ہوں وہ سب کے نزدیک مطلقاً حرام و ناجائز ہے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ بعض مرید ایسے ہوتے ہیں جو اپنے پیرو مشد پر اکتفا نہیں کرتے اور دوسرے پیر کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس سے خرقہ حاصل کر لیتے ہیں، میرے نزدیک یہ حرکت کوئی قابل قبول نہیں، دراصل بیعت تو وہی ہے جو پہلی مرتبہ کسی کے ہاتھ پر کی جائے، اگر چہ وہ پیرو مشد ایک عام ہی کیوں نہ ہو۔

خواجہ نظام الدین اولیاء سے کسی نے ایک مرتبہ شیخ منصور حلاج کے متعلق دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا کہ مردہ دراصل خیر لسان کا مرید تھا جن کی ارادت و عقیدت سے منہ

مؤرخ شیخ جنید بخاری سے بیعت کرنا چاہی تو شیخ جنید نے فرمایا کہ تم دراصل خیر نساج کے مرید ہو، میں تمہیں دوبارہ بیعت نہیں کرتا، چنانچہ شیخ جنید جو اپنے وقت کے مقتدا اور کامل تھے انہوں نے علاج کو واپس کر دیا، چونکہ شیخ منصور علاج کو آپ نے واپس لوٹا دیا تھا اس لیے دوسرے تمام مشائخ نے بھی ان سے بیعت نہ لی۔

محبوب سبحانی نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اگر کوئی مرید اپنے شیخ سے عرض کرے کہ میں آپ کا مرید ہوں اور پیر صاحب فرمائیں کہ تو میرا مرید نہیں ہے تو اس حالت میں اس کو مرید ہی تصور کیا جائے گا۔ لیکن اگر کوئی شیخ اپنے کسی مرید سے کہے تو میرا مرید ہے اور مرید کہے کہ میں آپ کا مرید نہیں تو ایسے شخص کو مرید نہیں سمجھا جائے گا، اس لیے کہ ارادت دراصل مرید کا فعل ہے جو شیخ کا کام نہیں۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ سچے لوگوں کی صبح صبح کے وقت ہوتی ہے اور عاشقوں کی صبح شام سے شروع ہوتی ہے جو عشاء سے فجر کا نماز تک شب بیدار رہ کر زندہ و تابندہ رہتے ہیں انہیں لوگوں کو مشائخ کہا جاتا ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ پیر و مرشد کی صحبت سے جو خرقہ حاصل کیا جائے وہ کسی دوسرے کو نہ دیا جائے اُسے دھونا ناجائز نہیں مگر بہتر یہی ہے کہ اُسے دھویا نہ جائے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ انوار الہی سے فیض یافتہ پیر اگر وصیت کرے کہ قبر میں اس کے برابر فلاں عمدہ چیز رکھ دی جائے تو اس چیز کو اس کے پہلو میں رکھنا جائز ہے یہاں پر وصیت کرے کہ فلاں صالح فرزند کو یہ چیز دے دی جائے تو لازمی طور پر وہ چیز موصیٰ لے کر دے دی جائے۔

سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ محبوب سبحانی خواجہ نظام الدینؒ کو جب قبر میں اتارا گیا۔ تو وہ خرقہ جو آپ کو شیخ فرید الدین گنج شکرؒ نے عنایت فرمایا تھا وہ آپ کے جسم پر اوڑھا دیا گیا اور شیخ کی جائے نماز آپ کے سر مبارک کے نیچے رکھ دی گئی۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ کل قیامت کے دن کچھ لوگوں کو چوروں کی جماعت کے ساتھ کھڑا کیا جائے گا یہ لوگ کہیں گے کہ (اے باری تعالیٰ) ہم نے تو (دنیا میں) کوئی چوری نہیں کی

تھی (پھر ہمیں چوروں کے ساتھ کیوں کھڑا کیا گیا ہے) تو آواز آئے گی کہ تم نے جو انفرادی
کالباس تو پہنا مگر عمل کوئی نہ کیا۔ آخر کار یہ لوگ بھی نیک لوگوں کی شفاعت سے نجات
پائیں گے۔

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ اس ضعیف نے جتنے خرچے پہنائے ہیں ان میں سے چار
کو خرچہ ارادت پہنایا ہے اور باقی دیگر لوگوں کو محض برکت خرچہ دیا ہے۔ ایک دفعہ
فرمایا کہ تصوف کی کتب میں لکھا ہے سلوک کے تلو درجے ہیں جن میں سے ستر تھوڑے درجہ
کشف و کرامت ہے، اگر ساک اس میں رہ جائے تو باقی تراسی^{۸۲} درجوں کا حصول
کب کرے گا اس لیے فیر درویش کو اپنی نظر کشف و کرامت تک محدود نہیں رکھنا چاہیے۔
ایک مرتبہ فرمایا کہ جب میرے مخدوم نے مجھے خلافت سے نوازا تو ارشاد فرمایا کہ اللہ
نے تمہیں علم، عقل اور عشق کی دولت سے سرفراز فرمایا ہے جس میں یہ تینوں چیزیں موجود
ہوں وہ خلافت شیخ اور مشائخ کا مستحق ہے اور حقیقت یہ ہے کہ انہیں تین چیزوں سے
کام بحسن و خوبی پایہ تکمیل تک پہنچتا ہے۔ حضرت محبوب سبحانی اور تمام مشائخ اور
بزرگوں پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

والدہ ماجدہ شیخ نظام الدین اولیاء علیہ
رحمۃ اللہ

بی بی زلیخا

شیخ نظام الدین اولیاء کی والدہ ماجدہ تھیں، شیخ فرمایا کرتے تھے کہ میری والدہ کو
اللہ سے خاص تعلق تھا، جب ان کو کوئی ضرورت درپیش ہوتی تو وہ پہلے ہی اس کام کے
متعلق خواب دیکھ لیا کرتیں تھیں اور اس کام کو انجام دینے میں انہیں اختیار حاصل ہو
جاتا تھا، میری خود یہ حالت ہے کہ جب کوئی ضرورت پڑتی ہے تو میں والدہ ماجدہ کے
مزار پر جا کر عرض کرتا ہوں اور میرا وہ کام تقریباً ایک ہفتہ کے اندر ہی ہو جاتا ہے اور
ایسا بہت کم اتفاق ہوتا ہے کہ اس کے پورا ہونے میں ایک مہینہ لگے، میری والدہ ماجدہ

Click For More Books

کو ان کی زندگی میں جب کوئی ضرورت ہوتی تو وہ پانچ سو مرتبہ درود شریف پڑھ کر اپنا دامن پھیلا کر دعا مانگتی تھیں اور جو چاہتی تھیں مل جاتا تھا، میری والدہ ماجدہ اتنی مقبول بارگاہ تھیں کہ جب ہمارے گھر میں کھانے کو کچھ نہ ہوتا تو فرماتیں آج ہم اللہ کے مہمان ہیں۔ ان کی اس بات سے مجھے ایک خاص ذوق حاصل ہوا ہی تھا کہ اچانک کوئی آدمی ایک اشرفی کا غلہ ہمارے گھر ڈال گیا اور اتنے دنوں تک چلا کہ میں اس کے ختم نہ ہونے سے تنگ آگیا اور اس ذوق کا منتظر رہا کہ والدہ ماجدہ فرمائیں آج ہم اللہ کے مہمان ہیں۔ ان کی اس بات سے مجھے وہ ذوق سکون دہیں ملا جسے بیان نہیں کر سکتا۔

حکایت ہے کہ سلطان قطب الدین بن سلطان علاء الدین خلجی نے شیخ نظام الدین اولیاء سے جھگڑنا چاہا اور جھگڑنے کا ابتدائی سبب یہ ہوا کہ اُس نے قلعہ سیپری میں ایک جامع مسجد بنائی اور تمام مشائخین کو حکم دیا کہ وہ جمعہ کی نماز اس جامع مسجد میں پڑھیں شیخ نظام الدین اولیاء کو بھی وہاں آنے کی دعوت دی لیکن آپ نے جانے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے قریب کی مسجد اس کی زیادہ مستحق ہے کہ اس میں نماز پڑھی جائے اس لیے میں یہیں جمعہ پڑھوں گا غرض کہ آپ مسجد سیپری جمعہ پڑھنے نہیں گئے دوسری وجہ مخالفت کی یہ ہوئی کہ بادشاہ کا یہ حکم تھا کہ ہر ماہ کی چاند رات کو تمام مشائخین، علماء، رئیس اور معززین شہر منے چاند کی مبارکباد پیش کرنے بادشاہ کے حضور حاضر ہوتے لیکن شیخ نظام الدین خود نہ جاتے بلکہ اپنی طرف سے اپنے ملازم خاص اقبال کو روانہ کر دیا کرتے تھے۔ حاسد لوگوں نے یہ بات بھی بادشاہ سے لگا کر اس کو آپ کی دشمنی پر اور ابھارا چنانچہ بادشاہ نے غرور میں آکر کہا کہ جو کوئی آئندہ جہینہ کی پہلی تاریخ کو نہیں آئے گا ہم اس کو سخت سزا دیں گے شیخ کو جب یہ معلوم ہوا تو بغیر کچھ کہے ہوئے سیدھے اپنی والدہ کی قبر پر گئے اور دعا کرتے ہوئے کہا کہ اس بادشاہ نے مجھے سزا دینے کا عزم کیا ہے اگر وہ اپنے ارادہ میں کامیاب ہو گیا تو پھر آپ کی زیارت کے لیے کبھی نہ آسکوں گا، یہ باتیں اپنی والدہ سے بازو ادا کے ساتھ کر کے اپنے گھر میں آکر بیٹھ گئے، آئندہ جہینہ کی پہلی تاریخ کو اللہ کے حکم سے بادشاہ

پر یہ مصیبت آئی کہ خسرو خاں پروان نے جو کہ مقربین دربار میں سے تھا بادشاہ کو قتل کر کے اس کی لاش محل سے باہر پھینک دی جیسا کہ مشہور ہے۔

حکایت ہے کہ نظام الدین اولیا فرمایا کرتے تھے کہ جمادی الشافی کی پہلی تاریخ کو میری والدہ دنیا سے رخصت ہوئی ہیں، میرا دستور تھا کہ ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کو والدہ کے قدموں پر گزرتا تھا چنانچہ ایک مرتبہ نوچندی کے دن چاند دیکھ کر میں نے والدہ ماجدہ کی قدم بوسی کی تو فرمایا آئندہ مہینہ میں کس کے قدموں پر سر رکھو گے؟ میں سمجھ گیا کہ اب نہ رہیں گی، میری حالت غیر ہو گئی اور میں رونے لگا، اور روتے ہوئے کہا امان جان! مجھ غریب بے چارہ کو کس کے سپرد کیجئے گا؟ فرمایا کل صبح بتائیں گے پھر فرمایا۔ آج رات شیخ نجیب الدین متوکل کے گھر آرام کرو چنانچہ میں ان کے حکم کے مطابق رات کو شیخ کے گھر میں چلا گیا۔ شب کے اخیر حصہ میں جب کہ صبح ہونے والی تھی خادم نے آکر کہا کہ بی بی تمہیں بلارہی ہیں جب میں حاضر ہوا تو فرمایا کل تم نے ایک بات پوچھی تھی جسے بتانے کا میں نے وعدہ کیا تھا۔ اب کہتی ہوں پھر میرا سیدھا ہاتھ پکڑ کر کہا اے اللہ! اسے تیرے حوالہ کیا۔ بس اتنا کہا اور جاں بحق ہو گئیں۔

آپ کا روضہ مبارک شیخ نجیب الدین متوکل کے مقبرے کے پاس ہے اسی مقام پر اپنی زندگی میں رہا کرتی تھیں، بی بی نور جہاں پر عام طور پر خواتین بکثرت جاتی ہیں مگر درحقیقت یہ بی بی نور کا مزار ہے تو اس کے عقب ہی والدہ مرحومہ کا مزار واقع ہے اللہ آپ سب پر اپنی رحمتیں نازل کرے۔

بی بی اولیاءؑ

اپنے زمانہ کی نیک عورتوں میں سے تھیں، کہتے ہیں کہ چلہ کھینچنے کے لیے آپ چالیس دن تک حجرے میں رہیں، اور ان کے دروازے بند کر لیا کرتیں، یقین اور ان کے ساتھ چالیس لونگیں بھی لے جایا کرتی تھیں اور جب چلہ سے باہر نکلتیں تو لوگ دیکھتے کہ آپ نے صرف چند لونگیں کھائی ہیں اور باقی ویسی ہی بچی ہوئی موجود ہیں۔

Click For More Books

کہتے ہیں کہ سلطان محمد تغلق بادشاہ آپ کا پکا معتقد تھا۔ باقی حال اللہ ہی جانتا ہے، آپ کا مزار دہلی میں قلعہ علائی کے باہر واقع ہے، آپ کی بکثرت اولاد ہے جن میں سے ہر ایک عورت کا نام اولیاء ہی ہے۔

نیز آپ کی اولاد میں سے ایک شخص شیخ احمد نہایت پختہ کار تھے جو اکثر و بیشتر مشائخین کے صحبت یافتہ تھے۔ اللہ آپ دونوں اور سب پر اپنی رحمتیں نازل کرے آمین۔



(۷)

حضرت شیخ احمد امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ رحمۃ اللہ

۹۷۱ھ ————— ۱۰۳۲ھ

آپ کا سلسلہ نسب (۲۸) واسطوں کے ذریعہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، ۹۷۱ھ میں آپ پیدا ہوئے بہت قلیل عرصہ میں علوم عقلی و نقلی سے فراغت حاصل کی اور اپنے والد بزرگوار سے سلسلہ حقیقہ قادریہ سہروردیہ اور کبرویہ کی اجازت حاصل کی۔ پھر حجاز شریف لے گئے جہاں سے واپسی پر دہلی آئے اور یہاں حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ سے بیعت کی اور عرصہ تک ان کی صحبت میں رہے لیکن صرف دو ماہ اور چند دنوں کی خدمت کے بعد سلسلہ نقشبندیہ کی مکمل تعلیم و اجازت لی۔ چنانچہ خواجہ صاحب نے اپنے ایک دوست کو لکھا ہے کہ سرہند میں ایک بہت بڑے عالم و عامل ہیں جن کا نام شیخ احمد ہے انہوں نے چند روز میرے پاس نشست و برخاست کی جس میں میں نے ان کے عجیب عجیب حالات دیکھے ہیں اور ان کے اوقات و اعمال ملاحظہ کے پیش نظر یقین ہے کہ وہ عنقریب ایسا روشن آفتاب ہو کر چمکیں گے کہ جس سے ساری دنیا جگمگا جائے گی۔

نیز خواجہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ شیخ احمد ایسے آفتاب ہیں جن کے سایہ میں ہم جیسے ہزاروں تارے چھپے ہوئے ہیں۔

غرض کہ خواجہ محمد باقیؒ نے آپ کے مناقب و فضائل بکثرت تحریر فرمائے ہیں جن میں اسے چند پر اکتفا کرتا ہوں۔

فرماتے ہیں کہ دہلی آنے کے بعد تھوڑے ہی دنوں میں آپ کی عالمگیر شہرت ہو گئی اور آپ کے آستانہ پر صاحبان علم و کمال کا مجمع رہنے لگا۔ مشائخ زمانہ آپ کے معتقد اور اکابرین

Click For More Books

وقت آپ سے عاجزانہ طور پر ملتے تھے، آپ کی وجہ سے تانا سونا بنا اور ڈرے آفتاب کہلائے۔ آپ کی بابرکت ذات اللہ تعالیٰ کی نشانی اور اس کی خاص نعمت تھی، علماء کرام اور صوفیائے عظام کے درمیان ایک ہزار سال سے جو نزاع و تکرار تھی وہ آپ نے صاف کرائی اور احادیث کے موافق ان دونوں کو ملا دیا۔ جیسا کہ مشہور کتاب حضرات القدس میں ہے کہ علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب جمع الجوامع میں یہ حدیث نقل کی ہے۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”میری امت میں ایک ایسا شخص ہوگا جسے لوگ صلۃ کہیں گے اور اس کی سفارش سے اتنے اتنے اشخاص جنت میں جائیں گے۔“ اور یہ اشارہ آپ ہی کی طرف ہے کیونکہ آپ ہی نے علماء و صوفیہ کا باہمی تنازعہ ختم کرایا اور آپ ہی نے مسئلہ وحدت الوجود کی جانب دونوں کو ایک راہ پر لگایا۔ چنانچہ اس تحریر کے بعد آپ نے خود تحریر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے بحرین کے درمیان مجھے صلۃ بنایا ہے۔

آپ لوگوں کے اندرونی اور قلبی حالات سے واقفیت رکھتے، پوشیدہ باتیں بتاتے اس عالم تکوینی میں تصرف دکھاتے، غرض کہ آپ کے خوارق عادات جو کتابوں میں تحریر ہیں وہ سات سو سے زیادہ ہیں اور ان تحریر شدہ کے ماسوا اور بھی بہت کرامتیں ہیں، چونکہ حکم ہے اگر سب نہیں پاسکتے تو سب کو ترک بھی نہ کرو۔ اس لیے چند خوارق حوالہ قلم کئے جاتے ہیں۔

① کہتے ہیں کہ آپ سفر میں تھے اور ہوا سخت گرم تھی دوستوں کے اصرار پر آپ نے بارش کی دعا کی تو فوراً ہی صاف آسمان پر بادل آیا اور بارش ہو گئی۔

② ایک آدمی نے عرض کیا میں اس سال پھر حج کرنے جا رہا ہوں۔ آپ نے جواباً کہا۔ میدان عرفات میں تم مجھے دکھائی نہیں دیتے۔ اگر حیرتم کی بارحج کے ارادہ سے گئے لیکن حج کرنا تم کو نصیب نہ ہوا۔

③ آپ کے ایک مرید جان محمد کا بیان ہے کہ ایک شام حضرت شیخؒ نے میرے ہاتھ میں ایک جوڑ دیا اور فرمایا حافظ باغ میں چند درویش تقیم ہیں۔ ان میں ایک شخص چمک

رو ہے جاؤ اور اس کو جو زدے کر اپنے ساتھ لیتے آؤ۔ عرض کہ آپ کے بتائے ہوئے
پتہ پر میں پہنچا دیکھا کہ چند قلندر جمع ہیں اور ان کے قریب ہی ایک چھپک رو فقیر بیٹھا
ہے اس نے مجھے دیکھتے ہی کہا، حضرت شیخ نے تم کو میرے پاس بھیجا ہے؟ میں نے عرض
کیا جی ہاں! اور پھر جو زدیتے ہوئے حضرت شیخ کا پیغام پہنچایا، اس پر اس فقیر نے کہا،
ہم کو بلایا ہے اور خود نہیں آئے، غرض کہ وہ فقیر میرے ساتھ حضرت شیخ کے پاس آیا،
حضرت شیخ نے مجھ جان محمد سے قہوہ منگوایا، میں قہوہ لایا تو آپ نے فرمایا، پہلے اسے
درویش کو دو۔ میں نے جو اس درویش کی جانب دیکھا تو وہاں خود آپ کو بیٹھا پایا اور
انہوں نے فرمایا کہ پہلے حضرت شیخ کو دو، عرض کہ میں نے جدھر رخ کیا حضرت شیخ
ہی کو جلوہ گستر پایا۔

ان درویش نے مجھ جان محمد کی بابت حضرت شیخ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا، یہ
جان محمد فلاں قلندر کے قرزند ہیں، اس پر اس درویش نے کہا وہ تو ہمارے دوست
تھے، اب یہ جان محمد کس سلسلہ میں بیعت ہے، حضرت شیخ نے فرمایا اس سلسلہ قادریہ میں،
جس پر اس درویش نے کہا میں سفارش کرتا ہوں کہ ان کو حضرت غوث الاعظمؒ تک
پہنچا دو، چنانچہ حضرت شیخ نے اٹھ کر قطب تارے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مجھ سے
فرمایا، جان محمد! تم قطب تارہ پہنچانے ہو، خوب غور کر کے بتاؤ یہی ہے یاد سرا
ہے، چنانچہ میں نے دیکھا کہ قطب تارہ میں سے ایک شخص کالالبادہ اوڑھے تیز
رفتاری کے ساتھ حضرت شیخ کے پاس آیا، پھر حضرت شیخ نے مجھ جان محمد سے فرمایا لو
حضرت غوث اعظمؒ کی خدمت میں ماضی دو۔ اس کے بعد حضرت غوث اعظمؒ پھر قطب
تارہ کی جانب متوجہ ہوئے اور غائب ہو گئے، اس واقعہ کے بعد مسجد میں اس درویش
نے مجھ سے کہا حضرت غوث اعظمؒ سے تم نے ملاقات کی؟ میں نے کہا جی ہاں۔
حضرت شیخ کے الہامات و بشارات بھی بکثرت ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے۔ اللہ
نے فرمایا ہے میں نے تمہیں اور اس شخص کو جس نے تمہیں بالواسطہ یا بغیر واسطہ قیامت
تک وسیلہ بنایا بخش دیا ہے۔

Click For More Books

الحاصل جو کوئی حضرت شیخ کے تفصیلی حالات، کشف الہامات اور مبشرات وغیرہ دیکھنا چاہے وہ آپ کی تصنیفات حضرات القدس، برکات احمدیہ، معارف جدیدہ اور حقائق نادرہ وغیرہ کا مطالعہ کرے جو آپ کے نورانی قلم سے لکھی گئی ہیں آپ وہ آفتاب تھے جن سے منکروں کی آنکھیں چوندھیاتی ہیں اور حاسدوں کے دل اندھے ہو جاتے ہیں، یہ معارف و حقائق اور ہدایات و ارشاد جو سننے اور دیکھے جا رہے ہیں یہ اُس ذات والا صفات کے ہیں جو علی علی کہتے تھے، آپ مجدد ہیں رسول کے بعد کے مجدد نہیں بلکہ حضرت علی کے ہزار سال کے بعد والے مجدد ہیں، اور یہ فرق کوئی معمولی فرق نہیں بلکہ بہت بڑا فرق ہے۔ کاش تم لوگ اس سے واقفیت حاصل کرو۔

آپ کے حسن اخلاق، عمدہ سیرت کی بابت مختصراً عرض ہے کہ صبر تحمل رضا و تسلیم اور ہر شخص کی تعظیم، مخلوق الہی پر شفقت، ان کے ساتھ رنجی، حاجت مندوں کی امداد، السلام علیکم کرنے میں سبقت، آہستہ و نرم گفتگو آپ کی سیرت و خصلت تھی، آپ کا مسلک قرآن کریم و حدیث شریف تھا، اور آپ کی یہ ایک فضیلت دوسری تمام فضیلتوں سے سبقت لے گئی ہے۔

مختصر یہ کہ آپ اپنا کارخانہ ارشاد طلباء اپنے پیٹوں کے حوالہ کر کے خلوت نشین ہو گئے تھے اور خلوت سے جلوت میں بہت کم آیا کرتے، وفات سے بہت پہلے سے اشاروں میں اپنی وفات کو کہا کرتے تھے۔ ایک دن صاف فرمایا مجھے بتایا گیا ہے کہ چودہ پندرہ دن میں ۱۲۔ محرم ۱۰۳۲ھ سے پہلے انتقال کروں گا، پناہ آپ نے مشکل کے دن صبح کے وقت جبکہ ذرا سا سوز و گداز تھا سرور عالم کی عمر شریف کی مانند ۶۳ سال کی عمر میں اس دنیا سے بہشت جاوداں کی جانب کوچ کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کے انتقال، غسل اور اس کے بعد کے واقعات میں جو عجیب و غریب چیزیں دیکھنے میں آئیں وہ کتاب مقامات میں ناظرین ملاحظہ کر سکتے ہیں۔



مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

اے اللہ تو میرے ساتھ وہی سلوک کر جو ایک کریم و محسن آقا اپنے کمزور مجرم نوکر کے ساتھ کیا کرتا ہے۔ اور وہ سلوک نہ کر جو ایک منصف و با اقتدار حاکم اپنے مفسد و عیار بدکار کے ساتھ کرتا ہے۔

اے اللہ ہم نے قرآن کریم میں پڑھا ہے اور تیرے حبیب پاک نے ہمیں بتایا ہے کہ اللہ جسے چاہتا ہے فنا کرتا ہے اور جسے چاہے برقرار رکھتا ہے اللہ جو چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا اور تیری بارگاہ میں کوئی بات بدلی نہیں جاتی۔ تو بڑا ہی رحیم و کریم ہے۔ اے اللہ تو ہم پر اپنا رحم و کرم فرما۔ اے اللہ ہم کو اطمینان قلب نصیب فرما کیونکہ اس کے سوا کوئی اور چیز مفید نہیں۔ اور وہ کشادگی اور فارغ البالی دے جس کے ذریعہ دنیا اور آخرت کے تمام مقصود پورے ہو جائیں۔

اے اللہ مجھے یقین کی قوت عنایت کر اور وہ سرمایہ دے کہ پھر مخلوق کی حاجت نہ رہے۔

اے اللہ میری ایسی بخشش کر کہ میرا ظاہر و باطن آباد ہو جائے۔ اے اللہ! اے اللہ مجھے مرنے کی محبت دے تاکہ دنیا سے کوچ کرنا دشوار معلوم نہ ہو۔ فقیروں کی محبت عنایت کر تاکہ موت سے الفت ہو سکے۔

اے اللہ اسباب و سامان جمع کرنے کی قوت نہیں اور بغیر کسی سامان کے کوئی کام نہیں ہوتا۔ مجھ غریب کے کام بغیر سبب کے پورے کر اور اگر بغیر سبب کے نہیں کرنا چاہتا تو اسباب آسان کر دے۔

اے اللہ۔ یا مفتح الابواب اور یا مسبب الاسباب ہمارے لیے

Click For More Books

سامان کر دے جن کے حاصل کرنے کی ہم میں سکت نہیں ہے۔
اے اللہ وہ حالات پیدا کر جو دل کی گرہ کھول دیں۔ دل باغ باغ ہو جائے
اور دلوں کو فراغت نصیب ہو۔

اے اللہ تمام دنیاوی کام ہمارے لیے آسان کر دے۔ اور دنیا کو میرا مقصود
اعلیٰ نہ بنا۔ دنیا میں گرفتار نہ رکھ۔ دنیاوی علم و تعلیم میں ہم کو مقید نہ کر۔
اے اللہ میں نے تجھی پر عبور سہ کیا ہے اور تیرے ہی دربار میں عاجزانہ دعا کر
رہا ہوں۔ اب تو ہی دستیگری کر اور فریاد رس بن جا۔
اے اللہ اگر بندہ تجھ سے درے تو کیا تو خود تو پاس ہے ہماری فریاد
رسی فرما۔

اے اللہ میں تیرے قرآن کریم اور تیرے حبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کر رہا ہوں تو میری دعا قبول فرما۔
اے اللہ تو مجیب الدعوات ہے ہماری دعائیں قبول کر اور تو ہی رحیم و
کریم ہے اس لیے اپنے ذلیل بندے کی عاجزی قبول فرما لے۔
اے اللہ میرے غم کی کیفیت و حقیقت تیرے سوا کوئی نہیں جانتا میں جس
سے اپنی مشکلات بیان کرتا ہوں وہ حقیقت حال پر غور کئے بغیر وہ بات کہتا ہے
جو میرے لیے کارآمد نہیں اور میرے درد کا علاج نہیں نیز اکثر لوگ میری تکالیف سن
کر کچھ دوسری غرض سمجھتے ہیں۔

اے اللہ تو میری حقیقی حالت میری غرض، میرے مقصد، میرے مطلب اور
میری نیت سے بخوبی واقف ہے۔ میں اپنی سچی نیت کا تو دعویٰ نہیں کرنا کیونکہ تجھ
سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے۔ اس پر بھی اپنی سچی نیت اور اچھے اعمال کا تجھ
رحیم و کریم سے سوال کر رہا ہوں۔

اے اللہ میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جسے آپ کے دربار میں پیش کرنے کے
لائق سمجھوں میرے تمام اعمال میں فساد نیت موجود رہتی ہے۔ البتہ مجھ حقیر فقیر کا ایک

عمل صرف تیری ہی ذات پاک کی عنایت کی وجہ سے بہت شاندار ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقع پر بلکہ ہر محفل یا ذکر الہی کے بعد کھڑے ہو کر نہایت ہی عاجزی و انکساری محبت و خلوص کے ساتھ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ہر یہ سلام پیش کرتا ہوں۔

اے اللہ میرے شوق طلب کو اور زیادہ کر اور صداقت کی پیاس زیادہ بڑھا تو نے جو نعمتیں دی ہیں انہیں نہ بھین اور جو رزق دیا ہے وہ واپس نہ لے۔

اے اللہ میں اپنی گریہ و زاری سے تجھ پر کوئی حکم نہیں چلاتا بلکہ جو کچھ عرض کر رہا ہوں وہ سب عاجزی، خاکساری، بے بسی مجبوری ہے کیونکہ انسان کو کمزور فطرت عطا کی گئی ہے۔

اے اللہ نیک لوگ چلے گئے بزرگ ختم ہوتے جا رہے ہیں اب وہ زمانہ آیا ہے جس میں نیک بن کر رہنا دشوار ہو گیا ہے بلکہ نیکی کا تصور بھی محال ہے۔ اے اللہ جو تھوڑے سے نیک لوگ باقی رہ گئے ہیں ان کی حفاظت فرما تاکہ وہ نیکی پھیلاتے رہیں۔

اے اللہ آخر میں میری دعا ہے کہ میرا خاتمہ ایمان پر کر۔ اور اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور حقیقی محبت میرے دل میں قائم و دائم رکھ۔ اے اللہ تو تمام جہانوں کا رب ہے میں نے اپنا کام تیرے سپرد کر دیا ہے۔ اور تو اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

سپر دم بتو مایہ خویش را

تو دانی حساب کم و بیش را

اللہم وصل علی محمد و علی آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

آمین نضر آمین بحیاہ سید المرسلین ورحمۃ اللعالمین۔

احقر عاصی حاطی ضعیف العباد

ڈاکٹر خلیل احمد قادری عفی عنہ

۱۰ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ دن و سواں رات گیارہویں

Click For More Books

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ ط لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ ط
إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَتَهُ لَكَ وَالْمُلْكُ لَا شَرِيكَ لَكَ ط

مناسک حج ایک نظر میں

حج کا دوسرا دن
۹ ذی الحجہ

فجر کی نماز منیٰ میں ادا
کر کے عرفات کو روانگی

فجر کی نماز
عرفات میں پڑھنی ہے

وقوف عرفات

عصر کی نماز
عرفات میں پڑھنی ہے

مغرب کے وقت مغرب کی نماز
پڑھنے بغیر مزدلفہ کو روانگی

مغرب اور عشاء کی نماز میں عشاء
کے وقت مزدلفہ میں ادا کرنی ہیں

رات مزدلفہ میں
قیام کرنا ہے

حج کا پہلا دن
۸ ذی الحجہ

مکہ سے منیٰ کو روانگی

منیٰ میں آج کے دن

ظہر

عصر

مغرب

عشاء پڑھنی ہیں

رات منیٰ میں قیام

Click For More Books

<p>حج کا پانچواں دن ۱۲ ذی الحجہ</p>	<p>حج کا چوتھا دن ۱۱ ذی الحجہ</p>	<p>حج کا تیسرا دن ۱۰ ذی الحجہ</p>
<p>صبح صادق تک منیٰ میں رمی کرنا زوال کے بعد سے</p>	<p>صبح صادق تک منیٰ میں رمی کرنا زوال کے بعد سے</p>	<p>زوالغزین فجر کی نماز کے بعد منیٰ کو روانگی پہلے</p>
<p>پہلے چھوٹے شیطان کی</p>	<p>پہلے چھوٹے شیطان کی</p>	<p>پہلے بڑے شیطان کی رمی</p>
<p>پھر درمیانے شیطان کی</p>	<p>پھر درمیانے شیطان کی</p>	<p>پھر قربانی کرنا</p>
<p>پھر بڑے شیطان کی</p>	<p>پھر بڑے شیطان کی</p>	<p>پھر سر کے بال مٹانا یا کترانا</p>
<p>رمی کرنا ہے طواف زیارت اگر نہیں کیا تھا تو آج مغرب پہلے ضرور کریں</p>	<p>رمی کرنا ہے طواف زیارت اگر نہیں کیا تھا تو آج ترکیبیں</p>	<p>پھر طواف زیارت کو مسکھ جانا</p>
<p>۱۳ ذی الحجہ کو کو قیام کا ارادہ ہے تو کنکریاں زوال سے پہلے ماری جاسکتی ہیں</p>	<p>رات منیٰ میں قیام</p>	<p>رات منیٰ میں قیام</p>

نوٹ :- اس کے علاوہ حج کے بقیہ دنوں میں روزمرہ کی طرح نمازیں ادا کریں۔
طواف زیارت کا وقت ۱۰ ذی الحجہ کی فجر سے ۱۲ ذی الحجہ کی غروب آفتاب یعنی مغرب تک ہے۔
طواف زیارت سے رات کے کسی بھی حصے میں فارغ ہوں تو بقیہ رات قیام کے لیے منیٰ چلے جائیں۔

ڈاکٹر خلیل احمد قادری ایم، بی، ایچ، ایس
۱۰۲ ایف جہانگیر روڈ ویسٹ کراچی ۵ فون ۴۹۴۳۵۱۱

Click For More Books

محضو سرور کو فریق ضعیفی اللہ علیہ وسلم

بلوغ الہی

کشف اللہ فی حجابہ

حسبہ مع خصالہ

عظیم و اوالہ

علیہ الصلوٰۃ والسلام

کتبہ گوہر قلم

کلام شیخ سعدی

Click For More Books

<https://ataunnabi.blogspot.com/>

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>